

# الخصائص الكبرى

جلد اول

مفت  
علامہ شبیر الدین سیوطی

ترجمہ  
مورخہ عبدالعزیز قادری

ممتاز اکیڈمی لاہور



www.ahlehaq.org

# الخصائص الكبرى

مصنف

علامہ ایام حلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ

ترتیب مجددی مولانا عبدالحق قادری

جلد اول



ممتاز اکیڈمی

فضل الہی پبلیشنگ چوک اردو بازار لاہور

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:	انصافیں الکبریٰ (جلد اول)
مصنف:	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
ترتیب و تدوین:	مولانا محمد عبدالاحد قادری
پروف ریڈنگ:	محمد فاروق صدیقی
صفحات:	424

پریم:	تخلیل ممتاز
بالہتمام:	ممتاز اکیڈمی۔ فضل الہی مارکیٹ
ناشر:	چوک اردو بازار لاہور

فون نمبر: 7223506-7230718

### نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام ترکوششیں (اچھی پروف ریڈنگ،  
میساری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی غلطی غلطی یا  
کوئی اور غامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا  
غامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ! (ادارہ)

## حسن ترتیب

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
36	صاحبِ علم:	11	حضرت محمد ﷺ
36	غورو اور نگبر سے پاک:	12	نام کائنات کے رسول:
37	تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:	13	اعتراف: جواب:
38	نوزِ ملی نور:	17	ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی
38	وہ دنیا و جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:	17	حضرت آدم علیہ السلام کی شیت و نظیرہ کو وصیت:
39	خواتین میں نام محمد پڑھنے پر گنہگار کی مغفرت:	19	سوئے کی حقیقی پر تحریر:
39	کلمہ پڑھنے پر مغفرت:	19	حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد:
40	یہودی عالم کی تصدیق:	19	بھول کے بتوں پر نام محمد ﷺ:
41	خواتین میں مدینہ کے نام:		آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ
41	رسول اللہ ﷺ کی بخت سے قبل خبریں:	20	کاسمِ گرامی:
44	حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ:	20	تعلیمِ اذان کی عجیب و غریب روایت:
51	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زیارت:	21	نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:
	بخت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے	22	وہائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارتِ ابنِ مریم:
52	انجاء کرتے تھے:		سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ
54	اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:	22	کی بشارت:
54	ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:	23	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:
55	بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر:	23	آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:
56	ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوکر علیہ السلام کا ایمان لانا:	27	مجھے محبوب کا اتنی یاد ہے (موسیٰ علیہ السلام):
56	راہب کی باتیں کوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:	30	توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:
57	ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:	30	احمد مجتبیٰ کا منکر جنسی ہے:
58	اکرام اللہ انبیاء نبی کا ظہور ہونے والا ہے:	31	حضرت اعیانہ علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:
58	عمرو بن عبدسلمی کا ایمان لانا:	33	محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں:
59	نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:	34	حضرت داؤد علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:
	ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا	34	صاف و کتاب اور غذاؤں سے محفوظ:
61	درس دیتے تھے:	35	رسول اللہ ﷺ کا علم:



صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات
کعب بن لوی اور ذکر نبی ﷺ:	64	احمد محمد نام کا انتخاب:	93
اوس بن حارث کی بیٹے کو وصیت	65	حضرت سیدنا عبد اللہ علیہ السلام کا وصال:	94
عسیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا	66	واقف ٹیل	94
حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کا اسلام قبول کرنا	66	حضرت عبد المطلب اور چچا ابو حمزہ	96
کتب مادیہ میں صحابہ کرام علیہم السلام کا ذکر جمیل	67	شب ولادت کے معجزات اور خصائص	100
امت محمدیہ علیہ السلام کا ذکر:	67	ہر طرف قوری نور:	100
حضرت سیدنا ابو بکر صدیق علیہ السلام کا ذکر:	68	شام کے خلافت روشن:	100
حضرت سیدنا عمر فاروق علیہ السلام کا ذکر:	68	مشرق و مغرب روشن:	101
سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین علیہ السلام کا ذکر:	71	تمام زمین روشن:	102
مشاجرات صحابہ علیہم السلام کا ذکر:	73	مشرق و مغرب کی سیر:	102
حاجان بن یوسف کے ظلم کا ذکر:	74	ولادت باسعادت کی مبارک رات:	103
حضرت عمر بن عبد العزیز کا ذکر:	74	قریش کے جانوروں کی مبارک بھان:	104
نبی کریم ﷺ کے بارے میں کاتبوں کی پیشین گوئی	75	حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت:	104
سلح کی پیشین گوئی	75	شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:	107
ربیعہ بن لہر کا فحش خواب	78	شب ولادت یحییٰ کا قریش کی مجلس کا اعلان:	108
قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک	81	دعوت حقیقہ:	109
قل حسین کی پیشین گوئی	82	محضی راہب کی پیشین گوئی	109
قرب نبوی کی عصمت	82	نبی کریم ﷺ کی برکتیں:	110
نبی ہاشمی کی نصیات:	84	زمانہ جاہلیت کی رسم اور باغی کا گلے ہونا:	110
حکلیق آدم سے قبل قریش اور حے:	85	شیطان کی خباثت:	111
علاج نبوی زبان حضرت عباس علیہ السلام:	86	آسمانوں پر شیطان کا راجہ بند:	111
چنگا ہوا نور:	87	ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:	111
حضرت عبد المطلب کا عجیب و غریب خواب	87	شب ولادت بت داؤد سے منور کر گیا:	113
غزہ ہرہ میں حضرت عبد المطلب کا نکاح	88	نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات	115
حمل مبارک کے معجزات:	89	آپ ماف بریدہ اور بخون شدہ پیدا ہوئے:	115
دوران حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں:	93	ماف بریدہ:	115
		بخون شدہ انبیاء کرام:	116

صفحہ لافات	صفحہ لافات	صفحہ لافات	صفحہ لافات
نی کریم ﷺ کا سہد میں چاند سے بائیں کرتے تھے	116	نبی کریم ﷺ کے موعے مبارک	144
نی کریم ﷺ کا سہد میں گفتگو کرتا:	116	نبی کریم ﷺ کا خون اطہر:	144
زمانہ رسالت کے عجزات	117	نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک	144
حضرت علیہ کے گھر میں برکتیں:	117	نبی کریم ﷺ کی رتہ کا اعجاز:	145
اشن صدر:	118	نبی کریم ﷺ کے خواب اور سونے کی کیفیت:	145
رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام	119	نبی کریم ﷺ کی قوت مبارک:	146
نبی کریم ﷺ حضرت عبدالطلب کی کفالت میں:	122	نبی کریم ﷺ اسلام سے محفوظ تھے	147
بچپن کے حالات زبان نبوت سے:	122	نبی کریم ﷺ کے بول ویران کا بیان:	147
گستاخ پاگل ہو کر مر گیا:	126	نبی کریم ﷺ کے بول سے فٹائے امراض:	149
ایہ کا سایہ کرتا:	126	حسن مصطفیٰ ﷺ	150
حضرت علیہ رضی اللہ عنہا کی پرفیہ لوری	127	علیہ مصطفیٰ ﷺ	151
مہر نبوت کا ذکر	128	نبی کریم ﷺ کے معانی نام	158
آنکھوں کے عجزات	131	نبی کریم ﷺ کے ناسوں کا طے اٹھنے سے استراب	160
نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعاب دہن کے عجزات	132	نبی کریم ﷺ کے ناسوں کا طے اٹھنے سے اشتقاق:	160
نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک	134	بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام	161
نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور	134	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال	162
نبی کریم ﷺ کی غسل مبارک	134	حضرت عبدالطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلب	134
نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر:	135	بارش کیلئے دعا:	163
شرح صدر	136	نبی کریم ﷺ اپنے دوا کی دہ کرتے تھے:	165
نبی کریم ﷺ براس سے محفوظ تھے:	139	حضرت عبدالطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:	165
ساعت مصطفیٰ ﷺ:	139	سیف بن ذی یزن کا اوصاف نبی ﷺ:	186
نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک	140	نبی کریم ﷺ ابو طالب کی کفالت میں:	168
نبی کریم ﷺ کی محل مبارک	140	نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرہ احب کی پیشین	169
نبی کریم ﷺ کا بیڑہ مبارک	140	گوئی اور بچہ کو مشورہ:	169
دو زبانے رسول ﷺ	143	نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ابو طالب کا بارش کی	174
نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ تھا	143	دعا مانگا:	174
نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر کبھی نہیں بیٹھی تھی	143	نبی کریم ﷺ کو کچھ کر ابو طالب کے پاس سے پہنچی فرار:	174

صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات
ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے	212	بتوں سے نبی کے مہوٹ ہونے کی شہادت:
کہتے پیدا ہونے کی ابتداء:	175	نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قہر کسری کے نگرے گر گئے:
حضرت ابوطالب کی وفات:	175	تمام بیت منہ کے تل کر پڑے:
حضرت ابوطالب کے بارے میں اقوال:	175	نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا
نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی ممانعت:	176	داخلہ بند:
نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ ہے:	177	انہوں پر شہاب ثاقب:
تعمیر کعبہ میں معاونت:	177	کا جنوں کی خبریں منقطع:
سیلہ میں شرکت سے انکار:	179	ایلیس کو جبریل کی بار:
بعثت اور اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی	181	مشرکین شعراء نصحاء کا اعجاز قرآن تسلیم کرنا:
تقلیم کرتے تھے:	182	قرآن کریم کی تاثیر
تین دن انتظار میں کھڑے رہے:	182	حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:
نبی کریم ﷺ کا مسعرہ کے مراد سطر شام:	182	قرآن کی صداقت:
نبی کریم ﷺ کا حضرت خدیجہ سے نکاح کا نبی عزم:	183	الاجمل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو بچپ کر قرآن سننا:
قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:	184	رحم کی ہرکت:
دورق بن نوفل کی عقیدت اور نصرت مصطفیٰ ﷺ:	195	قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:
ہجر کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:	196	وجہ اعجاز قرآن:
انبیاء کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:	197	انزال وحی کی کیفیت:
حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نصرت مصطفیٰ ﷺ:	200	نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل
لے ہواں چمچے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا:	202	صورت میں دیکھا:
جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:	203	نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات:
بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا	205	درخت کا چلنا:
ایمان لانا:	206	درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:
ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:	207	کم عمر بکری سے دودھ کا نکالنا:
نبی آواز اور مکی کے مہوٹ ہونے کا اعلان:	207	حضرت خالد بن سعید بن الحارث کا خواب:
ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:	208	حضرت سعد بن ابی وقاص کا خواب:
عائش بن وہب کا تصدیق نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:	210	ایک صانع مقداد طعام سے چالیس افراد کا حکم میر
نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:	211	ہو کر کھانا:
	239	

صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات
پانی کا زمیں سے نکالنا	239	ہمارے شیطان کے پوجنے کا اسلام قبول کرنا:	258
نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابو طالب شفا یاب	240	امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبد العزیز ہیں۔	260
ابو طالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعائے استقامت کرنا	240	غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی	260
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا	240	نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ	240
موجودہ مشرق افریقہ	241	امتحان لینا:	261
اللہ نے آج کو دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا	242	مشرکین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں ہجرات	263
ابو جہل کے شر سے مجزائہ طور پر حفاظت	242	قریش کی سب و شتم اور دہشت خوران پریشاں:	265
نبی کریم ﷺ کا عورت جنت حب کی لگاؤں سے پر شیدہ ہو جانا:	243	ابو لہب کا لہب پٹا ہوا صل جہنم:	266
اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مکی غزوہ کے شر سے محفوظ فرمایا	244	نبی کریم ﷺ کی قتل کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے دعا کی:	268
نبی کریم ﷺ نے حنین حارث کے شر سے محفوظ رہے:	245	نبی کریم ﷺ کی بیٹائی موت آنے کا عجیب واقعہ:	269
نبی کریم ﷺ نے علم کے شر سے محفوظ رہے:	245	نبی کریم ﷺ کے دربار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار:	269
نبی کریم ﷺ کا راکت پہلو ان سے کشی کرنا:	245	مسلمانوں کا تلامذہ اور نبی اکرم کا شعب ابی طالب میں پہنچنا:	270
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:	246	معراج مصطفیٰ ﷺ	272
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور مجزائہ واقعات:	248	سب سے عمل خلیفہ کا یر الانہام:	274
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سلطان ہونے پر اسلام کی قوت ملی:	251	قرض دینا صدقہ سے افضل ہے:	274
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:	252	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج:	274
معاذ کا بغرض ملاح نبوی کیلئے آنا اور حارث ہو کر اسلام قبول کرنا:	252	بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:	275
حضرت عمرو بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:	253	جنت و دوزخ کی میر:	275
فضل بن مروہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:	253	سود خواروں کا یر الانہام:	275
حضرت عثمان بن عفون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:	255	نبی کریم ﷺ کا ام گرامی عرش پر چڑھنا:	276
جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں ہجرات:	255	علیہ راق:	276
بشت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:	257	شب معراج معراج معراج کا شق ہونا:	276
مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:	258	شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پیند فرمایا:	276
		شب معراج اذان بلال رضی اللہ عنہ:	276
		شب معراج انبیاء سے ملاقات:	278

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
292	شب معراج فرشتوں کی امامت:	278	امور نبی کا مشاہدہ:
292	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جتنی خوشبو:	278	لطیف خوشبو:
292	حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:	279	قوم کے سامنے بیان معراج:
297	معراج کے سلسلہ میں منزل روایات	280	جنت کے پھول
297	سورج ٹھہر گیا قافلہ مکہ آیا:	280	شب معراج استوں کا مشاہدہ کرنا:
299	رب سے کلام:	280	شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:
299	شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:	280	ویدار خداوندی کی روایات:
300	نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمنا:	281	یا جوج ماجوج کا اسلام کی دعوت:
301	نبی کریم ﷺ کا حضرت سوزہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمنا:	282	تحقیق نماز اور دیگر مسائل:
301	حضرت رفاعہ بنت رافع علیہا السلام کا نکاح اور اسلام قبول کرنا:	282	اعادہ شہادت معراج:
302	حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:	283	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:
303	طائف کا ختم ترین دن:	283	سبز زعفران:
304	قبائل عرب کی تبلیغ:	283	شب معراج القابات مصطفیٰ ﷺ:
304	بکر بن وائل کی نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے حج:	284	شب معراج تعلیم اذان:
305	انقیبوں کا انتخاب:	284	اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:
306	انجرت کے سوا قند پر ہجرات کا ظہور:	285	بیت المعمور کی زیارت:
308	عادر ثور میں جنت کی شہ جادری:	285	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:
309	ام مہدی کی بکریاں دودھ سے لبریز:	285	حضرت آدم علیہ السلام کا دائیں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:
310	مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:	286	شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ تھی:
311	اسے صہیب بن جحش نے قتل کیا (فرمان رسول اللہ ﷺ):	286	سورۃ النعتی:
311	نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری:	287	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے:
313	یہود کے سوا تمام تورات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:	287	حضرت ادیب علیہ السلام اور سفارتہ روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:
315	حضرت یوسف علیہ السلام کو جبرہ کرنا والے ستاروں کا نام:	291	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اعادہ شہادہ سلسلہ معراج:
31	نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ باؤں سے محفوظ ہو گیا:		

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
342	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:	317	مدینہ کیلئے برکت کی دعا:
343	فرشتوں کا مدد کرنا:	318	مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:
345	حضرت سعد بن رضی اللہ عنہ کی شہادت:	318	تحويل قبلہ:
345	شوق شہادت:	319	نماز کیلئے اذان کا طریقہ:
346	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:	320	مختلف غزوات میں حضرت ابی اور معجزات کا ظہور:
346	عہد شکنی کی سزا:	320	غزوہ بدر میں معجزات کا ظہور:
346	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:	324	غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول:
348	شہد امادہ کے جسم پالیس سال بعد صحیح سلامت:	328	غزوہ بدر میں باران رحمت کا نزول:
349	شہد امادہ کے معجزات سے سلام کا جواب:	328	حضرت امادہ رضی اللہ عنہ کی نقلی آنکھ درست:
349	قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:	329	مستول شریکین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب:
350	خضر داؤد الاند کا معجزہ:	330	ابو جہل عذاب میں گرفتار:
350	مسلمانوں کی ایک جماعت پر نبی ہدیل کا حملہ اور:	330	یوم فرقان:
351	معجزات کا ظہور:	330	گھڑی بکوار بن گئی:
352	شہد کی کھوپڑی کا کاش کی حفاظت کرنا:	331	حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:
353	بے موسم انگوڑ:	332	گستاخ عقبہ بن ابی معیطہ اصل جہنم:
353	میر سے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:	332	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:
354	ستر (۷۰) قرآن کی شہادت کا واقعہ:	333	ابولہب کے عذاب میں تخفیف:
357	غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور:	333	قیامت بن اشم لیلیٰ کا ایمان لانا:
358	انگیوں سے پانی کے فوارے بہوت پڑے:	333	حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:
360	کتر وادنت کی حیرت ناری:	335	غزوہ مسلمان کے موقع پر معجزات کا ظہور:
361	غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور:	336	یہودی مہدی ہاشمی اور جلاوطنی:
362	کھانے میں برکت:	336	کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی جھوٹ کرنا:
363	عمود ہاجر پر تین تین اور تین بشارتیں:	338	بالآخر اصل جہنم ہونا:
364	یہ نصیحت ہے:	339	غزوہ احد میں معجزات کا ظہور:
364	ہوا سے مدد کی گئی:	340	گستاخ ابی بن خلف اصل جہنم:
365	شریکین کی جاسوسی:	342	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیکو عمل اور اسلام کی حفاظت میں:
365	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:		

صفحہ نمبر	تشریحات	صفحہ نمبر	تشریحات
402	چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:	366	غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو ہر تاک شکست:
402	عظیم رسول ﷺ کی خلاف ورزی کا وبال:	367	غزوہ کی ترتیب کے موقع پر معجزات کا ظہور:
403	ہود وزنی ہے (فرمان رسول ﷺ):	368	فرشتوں کی مدد:
404	یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملا:	369	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:
405	نبی کریم ﷺ کا سیر بن رزام یہودی کی طرف:	370	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے آسمان کے دروازے کھل گئے:
406	عمرہ قضاء میں معجزات کا ظہور:	371	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:
406	اودادی پانی سے بھر گئی:	372	ابو ارافع یہودی کے قتل پر مجھوتے کا ظہور:
407	ام قریظ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقدام و اہتمام:	372	سلیان بن یحییٰ ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں مجھوتے کا ظہور:
407	بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا:	373	غزوہ تبی مصطلق میں معجزات کا ظہور:
407	سریہ موت کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات:	373	مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:
408	جنگ موت کے حالات بتا دیے:	373	منافقین کی موت پر حیرت ہو:
411	تہارت میں برکت:	375	منافقوں کی نصیحت پر فرمایا وہاں اذیت ہے لے آؤ:
411	فتح مکہ اور معجزات کا ظہور:	380	حدیث الکف:
418	غزوہ خنین میں معجزات کا ظہور:	381	قبائل عربیہ اور عسکریہ کا اسلام قبول کرنا اور سرحدوں پر:
419	گدورت محبت میں تبدیلی اور صحابہ کی عقیدت:	381	سریہ زہدہ میں اصلاح کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا:
420	رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:	390	واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور:
421	غزوہ تبوک میں معجزات کا ظہور:	391	تمام لشکر کی مغفرت:
421	چشمہ میں برکت:	392	کنواں پانی سے بھر گیا:
421	کھانے میں بے پناہ برکت:	392	کھانے میں برکت:
422	سنگیزہ گلی سے لبریز:	396	بیت و خیموں:
422	مجاہدوں میں عظیم برکت:	399	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:
423	ابھیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:	400	غزوہ خیبر میں معجزات کا ظہور:
424	پارلن رحمت کا نزول:		خواہش کے مطابق شہادت:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت محمد ﷺ

● اول الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء پر آپ کی نبوت پر مقدم ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کریمہ ”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ“ (ترجمہ: ”یا دو کرو محبوب! جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔“) تفسیر کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”میں پیدائش میں ”اول النبیین“ اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر، ابو نعیم، دلائل النبوة﴾  
حضرت سہل بن صالح ہمدانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ ﷺ سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا: ”أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ (ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔) اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: ”ہاں“ (ہاں) ایک ہجرت نبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

﴿کتاب الامالی﴾  
حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔“

﴿احمد، بخاری، حاکم، بیہقی﴾  
حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیلئے نبوت کب سے لازم کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے جسم میں روح پھونکی۔“

﴿حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾



حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ثابت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب حضرت آدم ؑ روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔"  
﴿ابو نعیم﴾

حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ابھی آدم ؑ اپنے خیمہ میں ہی تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔  
﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن ابی الجعد عامر ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ فرمایا: "اس وقت سے جبکہ حضرت آدم ؑ روح و جسد کے درمیان تھے۔"  
﴿ابن سعد﴾

حضرت مطرف بن عبد اللہ بن العنبر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی رسالت کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان تھے۔"  
﴿ابن سعد﴾

حضرت عامر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت سے نوازا گیا؟ آپ نے فرمایا: "جبکہ حضرت آدم ؑ روح و جسد کے درمیان تھے۔ جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔"  
﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا، جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا میثاق لیا۔ میں حضرت ابراہیم ؑ کی دعا اور حضرت یحییٰ ؑ کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا ہے جس سے شام کے مغلطات روشن ہو گئے۔"  
﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

### تمام کائنات کے رسول:

حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے "التَّوْحِيدُ بِهٖ وَالتَّنْصُوتُ" میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و توقیر اور آپ ﷺ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً تعقید و ابہام نہیں۔ بایں ہمہ اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ ﷺ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدم ؑ کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کیلئے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا یہ ارشاد کہ ”نُبْعَثُ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ“ (ترجمہ: میں تمام نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔) یہ ارشاد آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کیلئے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ظاہر ہے:

كنت نبيا و ادم بين الروح و السجد

ترجمہ: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم ؑ روح و جسم کے درمیان تھے۔“

اور اگر کوئی اس کی تفسیر یہ کرے کہ ”اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔“ تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت ثابتہ تک رسائی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم ؑ نے آنکھ کھولتے ہی حضور نبی کریم ﷺ نام نامی ام گرامی عرش الہی پر ”محمد رسول اللہ“ (ﷺ) نکھار دیکھا۔ لاحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت بحیل و تخلیق حضرت آدم ؑ سے پہلے تھی اور اگر صرف علم الہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ آئندہ ایک وقت مقررہ پر نبی ہوں گے۔ تو یہ معنی مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم ؑ روح و جسم کے درمیان میں تھے۔“ اس لیے کہ علم الہی میں تو تمام انبیاء علیہما السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ ہی کیا کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا تذکرہ اسی لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پہچان جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں کی پیدائش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

اعتراض:

شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر و منزلت کو کھنچنا چاہتا ہوں تو اس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے ما قبل یا بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متصف کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کیلئے صحیح درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے بھی یہ بات صحیح و درست ہوگی؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا، پس قرین صواب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”كنت نبيا“ اپنی روح یا الہی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور حقائق کے اور اک سے ہماری عقلیں عاجز و قاصر ہیں۔

بلاشبہ تمام حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا یا پھر وحییت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ ان کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نور الہی سے مدد کی جاتی ہے۔ پھر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حقیقت کو جس وقت اور جس قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدم ؑ کی پیدائش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہو، اور رسالت و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہوتا کہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے۔

لہذا آپ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگرچہ آپ کا وہ جسم اقدس جو اس وصف سے متصف ہے متاخر ہے۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے خصائص نبوت اور آپ ﷺ کا منصب رسالت اس عالم آب و گل جسے عالم الانس سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء کرام سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپ سب سے مقدم ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اللہ کرامت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا ایضاً اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔

بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر چیز کا تمام اور تنسیلی علم اللہ رب العالمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم، زرہ اور کائنات کی نسبت کے مطابق جانتے ہیں اور اسی لئے لحاظ سے انسان کو مکلف بنایا گیا تاکہ ہم بساط بھر معرفت حاصل کر کے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اکتساب علم کے دو ذریعے ہیں:

ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جانیں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کیلئے کسی دلیل و براہین کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر و مبہوم ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے عمل حکمرانی یا تخلیقی کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے واسطے ہیں جو اس عمل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ افعال کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الہی عمل افعال کو ان کمالات تک پہنچاتے ہیں جو اس عمل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کر دیے گئے ہیں اور آخر کار عمل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ واسطہ ملکی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا علم قوموں کو جیسی ہوا جبکہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ حضرت جبریل ؑ قرآن لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی مطوعات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص فعل کے ساتھ وابستہ ہوں، اس کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ ”خیر المخلوق“ ہیں لہذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے

کمال سے برتر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ کے مقام سے اعلیٰ تر ہے۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعہ جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو تخلیق آدم ﷺ سے پہلے حاصل تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تاکہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور پیمان لیا ہے اس میں آپ کا ہی کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصود آپ ہی کی ذات ہے۔ اسی بناء پر آیہ کریمہ ”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ وَاسَّيْنَاكَ بِهٖ وَالنَّصْرَ نُنَاقِلُكَ“ میں لام قسم کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا، گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے تابعوں سے بوقت استقرار خلافت لی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ تابعین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے:

جو بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور و تدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ ”سردار انبیاء“ اور ”امام الرسل“ ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔ مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے فرض کیجئے کہ اگر آپ ﷺ حضرت آدم ﷺ، یا حضرت نوح ﷺ، یا حضرت ابراہیم ﷺ، یا حضرت موسیٰ ﷺ، یا حضرت عیسیٰ ﷺ کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بالادستی سب پر قائم ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔

بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب۔ جیسا کہ اس کا اقتضاء ہے کیونکہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے محل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ قائل میں یہ اہلیت ہے کہ نہیں کہ وہ محل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے۔ ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہذا اس جگہ نہ تو قائل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت ہے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقوف ہے۔

اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔ اسی بناء پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ ﷺ آپ ﷺ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ ﷺ اپنے حال پر نبی و رسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اس امت کے ایک امتی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں گے اور

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن و سنت کے تحت حکم فرمائیں گے اور اوامر و انہی سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ بایں ہمہ وہی حالہ با عظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ ؑ کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ ؑ کے یا حضرت ابراہیم ؑ یا حضرت نوح ؑ یا حضرت آدم ؑ کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت و رسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف ہے برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں نبی کریم ﷺ کی شریعت متفق ہے، اسی لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اب رہا رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم، ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بریکل تخصیص ہو یا سیکل نسخ، تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص، بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی نسبت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے، وہ حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف منسوب ہونے سے ان کی شریعت کہلائی گئی لہذا اختلاف اشخاص و زمانہ کے اعتبار سے فروعی احکام میں اختلاف ہے۔

اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہو گیا، اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم بخلی تھا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔“ اس کا مطلب ہم نے بے شک یہ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک ہوگی، مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ مہد ماقبل میں گزر چکی ہے یا زمانہ بعد میں آئے۔ دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم ؑ ابھی روح و جسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے۔

اس کا مطلب ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ علم و ارادۃ الہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید فضل و کمال اور عالمگیر رسالت اور ہمہ وقتی نبوت اور مطلق و بے قید زمانے کیلئے پیغمبری کا حامل ہونا ہے اور بلا شک یہی فرق اس حالت کے مابین جو حضور نبی کریم ﷺ کے عالم اجسام میں جلوہ فرما ہوئے اور خاکدان عالم کی ظلمتوں کو جمال جہاں آرا کی راہیوں سے منور فرماتے اور شیر خوار و طفلی کے مراحل سے گزر کر جو ان ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے ابلاغ کے درمیان نسبت ہے۔

تو یہ نسبت نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے نہ لوگوں کی طرف، اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بلکہ شرائط پر احکام کو معلق کرنا کبھی محل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی فاعل مجری

کے سبب سے تو اس جگہ محل قبولیت کے لحاظ سے تخلیق ہے اور وہ آپ ﷺ کی نوع انسانی کی طرف بحث اور ان پر ابلاغ کرنا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کیلئے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کبھی قائل "مخجوبی" کا وقوف کفو کے وجود پر ہوتا ہے اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں حرج نہیں آتا۔

﴿علامہ سبکی = الصغیر والمہملی للؤمن بہ والتصور نہ﴾

### ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہوئی تو انہوں نے التجاء کی:

"اے میرے رب مجھے محمد ﷺ کے صدقہ بخش دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟" عرض کیا: "جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی، میں نے سراٹھایا تو دیکھا کہ عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیکر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم اتم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔"

❁ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلاکَ

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجودِ مسعود محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

﴿حاکم، بیہقی، بیہقی، ابوداؤد، ابن مساکر﴾

### حضرت آدم علیہ السلام کی شیث الخیضہ کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی کنیت کے برابر لائیاں عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لائیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو، تو اس منصب و خلافت کو "عمارة التقویٰ اور عروة القولقی" کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ ﷺ" کا بھی نام لینا اور ذکر

کرنا۔ کیونکہ میں نے عرش الہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و منی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر درجہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد ﷺ کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے برادر خٹان ہنز پر اور درخت طوبی کے ہر پتہ پر اور ”سدرۃ المنتہی“ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرنا کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شب معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرش الہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَللَّهُ بَعَثَنِي“ (ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سر بلندی کے ساتھ تائید کی۔“)

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: ”محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ میرے خلیفہ ہیں۔“

﴿ابو یعلیٰ، بلبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔“

﴿بخاری﴾

دارقطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابوالفہیم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شب معراج مجھے میرا کرتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے ہنز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَللَّهُ بَعَثَنِي“

﴿دارقطنی، خطیب، ابن مساکر﴾

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوا ہے۔

﴿ابو نعیم حلی، الاولیاء﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰ ۑ پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدم ۑ ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو وہ ٹھہر گیا۔"

﴿حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدم ۑ کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔

﴿ابن مساکر﴾

### سونے کی تختی پر تحریر:

بزار، ربیع، حضرت ابو ذر ۓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ ممکن بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ جنت ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو تیسری روایت نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس ۓ سے بھی روایت ہے جس کو خراسانی و ربیع نے کتاب "قیع الحرم" میں روایت کیا ہے۔

### حضرت سلیمان ۑ کی انگلی اور نام محمد:

حضرت عبادہ بن الصامت ۓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد ۑ کی انگلی کے گیند کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ گیند ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ گیند اپنی انگلی میں جڑوا لیا تھا اس گیند پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ ۓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد ۑ کی انگلی کے گیند میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" نقش کیا تھا۔

﴿عینی: کتاب الصفات﴾

### پھول کے پتوں پر نام محمد ﷺ:

حضرت ابواسمن علی بن عبداللہ ہاشمی ۓ سے روایت ہے کہ میں بلاد ہند گیا تو میں نے ایک



گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پگھلیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوہو، الصدیق عمو الفاروق" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اسی بہتی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بہتی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے بھی نہیں تھے۔

﴿ابن مساکر و ابن نجار، فی التاریخ﴾

آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم ؑ سر آمد پہ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل ؑ نازل ہوئے اور اذان دینی شروع کر دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ (دوسرے) اشہد ان محمدا رسول اللہ (دوسرے) حضرت آدم ؑ نے حضرت جبرئیل ؑ سے پوچھا: "محمد (ﷺ) کون ہیں؟"

حضرت جبرئیل ؑ نے جواب دیا: "یہ تمہارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔"

﴿ابو نعیم علیہ الاولیاء﴾

تعلیم اذان کی عجیب و غریب روایت:

حضرت علی ؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اذان سکھائے۔ تو حضرت جبرئیل ؑ ایک براق لے کر پہنچے جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل ؑ نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد ﷺ خدا کے برگزیدہ ترین بندے تھے پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہِ رحمن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا: "اللہ اکبر اللہ اکبر" حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اشہد ان لا الہ الا اللہ" حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: "اشہد ان محمدا رسول اللہ" اور پردہ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بتایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰۃ" اس کے بعد کہا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: "لا الہ الا اللہ" پس پردہ سے کہا میرے بندے

نے بچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرمادیا۔

﴿بزاز﴾

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ بَيْتٍ وَجَنَّتِمْ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَالتَّنَصَّرُ تَهُ ط قَالَ ءَ الْقُرْآنُ ثُمَّ وَ أَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ط قَالُوا الْقُرْآنُ قَالَ فَاشْهَدُوا أَوْ أَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں، تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا، بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں، ورنہ اپنی امت سے عہد و پیمان کر لینا کہ وہ سب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مذکور (ذکر) حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و نصرت ملتی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔

یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کیلئے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر نبی کریم ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

دعا کے ابراہیم علیہ السلام اور بشارت ابن مریم:

حضرت ابو العالیہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے جب دعا کی: "وہنا وابعث فیہم رسولاً منہم" تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

﴿ابن جریر فی التفسیر﴾

حضرت عریاض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم ؑ کی دعا اور حضرت یحییٰ ؑ کی بشارت ہوں۔"

﴿احمد، ماکم، بیہقی﴾

حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔" ارشاد فرمایا: "ضرور۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی، ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت یحییٰ ؑ ہیں، میں ان کی بشارت ہوں۔"

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ضحاک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم ؑ کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے کہ "وہنا وابعث فیہم رسولاً منہم" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

سیدنا ابراہیم ؑ اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ کی بشارت:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم ؑ براق پر سوار ہوئے جب آپ کا زرم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے: "اے جبریل ؑ! یہاں اترو؟" مگر حضرت جبریل ؑ منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب حضرت جبریل ؑ نے کہا "سیدنا ابراہیم ؑ! یہاں پر اتر جائیے۔" آپ نے کہا "اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔" انہوں نے کہا "ہاں یہاں اتر جائیں۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی ﷺ کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ دین حق کی تشریح و تکمیل فرمائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل ؑ کے ساتھ ٹھہریں تو کسی شخص نے ان سے کہا: "اے ہاجرہ! تمہارا یہ بیٹا کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی اُمی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔"

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نئی تہائی کو مبعوث فرماؤں گا جسکی امت بیت المقدس کے مکمل کو مسجد بنائے گی وہ نئی خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰؑ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰؑ نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے پذیردہی فرمایا: اے موسیٰ! ان کیلئے بددعا نہ کرو، اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امیؐ، شیر و غزیر پیدا ہوں گے اور ان میں امت محمدیہ پیدا ہوگی۔

یہ لوگ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ امت "لا الہ الا اللہ" کہتی ہوئی جنت الفردوس میں داخل ہوگی۔

ان کے نبی محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی، حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا، وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے، تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے قبضین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

﴿سورة الاحراف﴾

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جیسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو، بیت اور انجیل میں۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ اسْجُودٍ

ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل کثور ع اخرج شطنتہ لازرہ  
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع

﴿سورۃ النحل﴾

ترجمہ: ”محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پت پخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا، کوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے، اس کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں سے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیر زہولی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔“

حضرت عطاء بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! آپ ﷺ توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، بشر، نذیر اور امیوں کا کر کے رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام التوکل رکھا۔ نہ آپ ﷺ بدخلق ہیں اور سخت مزاج اور نہ ورثت خو۔ نہ آپ ﷺ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ غفور و کریم اور آپ ﷺ کی فصاحت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ ”کعبہ جو“ سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ ”لا الہ الا اللہ“ نہ کہہ لیں۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اعمی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت مکہ کی خبر کو سنا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے ابن سلام! تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ ؑ پر نازل فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟“

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے عرض کیا: ”اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے؟“ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پر کبھی طاری ہوئی۔ عین اسی وقت حضرت جبریل ؑ نے آکر وحی سنائی: قل هو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد، و لم یولد، و لم یکن لہ کفو احد

﴿سورۃ اخلاص﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے جواز کا کوئی۔“

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ ”ول نشین و دل کشا“ کلام سن کر عرض کیا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب توریت میں یہ پڑھا ہے کہ ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج، درشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں چیختے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ غفور و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کجرو لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ یہ کہنے لگیں: ”لا الہ الا اللہ“ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔“

اس کے بعد یہ طریق حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں اس طرح ہے:

”انا اوسلک شاہدا و مبشرا و نذیرا“

﴿سورہ الاحزاب﴾

آخر تک اس آیت قرآن کو پڑھا۔

﴿ابن عساکر تاریخ دمشق﴾

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث بیان کی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی سطر میں ہے: (مسند داری، یسعی)

”محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں مگر بہت زیادہ غفور و درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔“

اور دوسری سطر میں ہے:

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے، وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر قیہند باندھیں گے، ان کے اعضاء وضو روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں شہد کی کھیلوں کی جھنجھٹاہٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔“

﴿مسند داری، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف تو ریت میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب ؓ نے بتایا: ہم نے تو ریت میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا، نہ وہ ”بے ہودہ گو“ ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دے دیں گے بلکہ خود درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر پلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی کھیاں بجنجتائی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضاے آسمانی میں سنی جائے گی۔

﴿مسند داری، ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ:

”احمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بدخلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الہی ہوگی، وہ نمازوں کیلئے اس طرح مٹھیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں مٹھیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے ہر اقرب حاصل ہوگا، راتوں میں عبادت کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل جنگ کریں گے۔“

﴿تذکرہ ابن کبار، اخبار مدینہ، ابونعیم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقيانہ اور بازاری انداز سے شور و غوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ خود درگزر سے کام لیں گے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام الدرداء ؓ جو حضرت ابوالدرداء ؓ کی زوجہ ہیں سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب ؓ سے کہا کہ:

”آپ تو ریت میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟“

تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

”ہم نے تو ریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ مٹھیں پائیں ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقيانہ و بازاری فقرے اور آواز سے کہتے ہیں اور انہیں سختیاں عطا فرمائی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کا نوحہ کو

شہنائی بننے اور میری زبانیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ ”لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ“ کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دیکھیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچائیں گے۔“

﴿یعنی: ابو نعیم﴾

مجھے محبوب کا امتی بنا دے: (موسیٰ علیہ السلام)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر کر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ امت تو احمد بختی نبی آخر الزماں ﷺ کی ہے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تو اے میری امت بنا دے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الہی ہے جس کو پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: وہ امت تو احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! کائنات! میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت فناء سے قمع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد بختی سلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر و ثواب بھی دیا جائے گا، تو اس کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد بختی سلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو



کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر اس کتاب کرے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی ہی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں نے تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اولین و آخرین کی وارث ہوگی اور گم راہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امت بنا دے۔ ارشاد فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے مہربان پروردگار! پھر تو مجھے احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی امت میں شامل فرما دے۔ اس کے جواب میں ان کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا موسى اتي اصطفتك على الناس برسا لا تى و بكلامى لخلد ما  
انيتك و كن من الشكرين

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو۔"

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہو گیا۔

﴿ابو جیم﴾

حضرت کعب احبارؓ نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے کچھ باتیں یاد آگئی ہیں۔ حضرت کعبؓ نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر میں تجھے بتا دوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رویا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے اس سے کہا: "میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں، کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں توریت میں ایسی امت کو ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے، وہ لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے اور وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گم کردہ راہ، افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان دجال کو ہلاک کرے گی۔ اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی ہے۔

اس یہود عالم نے کہا: "دوست ہے۔" پھر حضرت کعبؓ نے فرمایا: "میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو کتاب موسیٰ علیہ السلام میں نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت کو پڑھا تو عرض کیا: اے اللہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد و ثناء کرنے والی اور سورج کی نکہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی، تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی ہے۔"

ﷺ کی امت ہے۔" اس یہودی عالم نے کہا: "تمہارا کہنا درست ہے۔"

حضرت کعب ؑ نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے کتاب آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ ؑ نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجاہ کی۔ اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تمہید کرتا ہے ان کیلئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک و طاہر کر دی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء و ضوروشن اور چمکدار ہوں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ تو احمد بختی ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "بالکل صحیح ہے۔" حضرت کعب ؑ نے کہا: "میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ ؑ نے جب توریت کو پڑھا تو عرض کیا: "اے رب قدیر! میں ایسی امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔ پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد بختی ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "تم نے حقیقت بیان کی۔"

حضرت کعب ؑ نے فرمایا: "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جواب دے کہ کیا تو نے کتاب منزل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ ؑ نے تلاوت توریت کے بعد دعا کی: "اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔ مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھوں کی جھنناہٹ کی مانند گونجیں گی۔ ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔ بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل خالی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت خشک ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد بختی ﷺ کی امت ہے۔" یہودی عالم نے کہا: "تم نے صداقت کا اظہار کیا۔"

حضرت موسیٰ ؑ کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ ؑ کو مسرت و انبساط بخشا گیا۔ ان آیات مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

یا موسیٰ اقمی اضطفتک علی الناس برسالاتی و کلامی

﴿سورہ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے"

چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ کو طمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہو گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

**توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:**

حضرت سعید بن ابی ہلال ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت کعب ؓ سے کہا کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں اس کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:

حضور احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الہی میں معروف رہنے والی ہے جو مساعد اور نامساعد ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ہر بندی پر کبریائی اور ہر ہستی پر تصنیع بجا لائے گی۔ ان کی اذانیں نساء آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازوں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں ٹھہریں گے اور میدان جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیز پیکار والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب ؓ نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تا وقتیکہ حضرت جبرئیل ؑ نہ آجائیں۔

﴿ابو نعیم﴾

**احمد مجتبیٰ کا منکر جہنمی ہے:**

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ ؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے کہا: اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:

”میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہوں۔“

حضرت موسیٰ ؑ نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے ہوئے اور اترتے ہوئے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمزریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور رات کو ذکر و اذکار اور عبادت میں گزار دیں گے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور ”لا الہ الا اللہ“ کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بتا دے؟ فرمایا: اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا: مجھے اس نبی کا اسمی بتا دے؟ فرمایا: تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم

کو اور ان کو بیت الجلیل میں یکجا کر دوں گا۔

﴿ابو نعیم، صلیۃ اللہ علیہ وسلم﴾

### حضرت اعیاء علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:

حضرت وہب بن منہر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اعیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: کہ ”میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، محبوب دل اور اندھی آنکھیں کھلوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ غنودہ رگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایماندار لوگوں کے ساتھ رحمہاں برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کیلئے وہ دل گرفتہ ہوگا نہ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ قحش کے ذریعہ زینت کو پسند کرے گا نہ وہ یادہ کو ہے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے، تاکہ چراغ گل نہ کر دے اور اگر وہ طویل و سخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ ہشروند زیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن و عظمت دوں گا، طمانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق و وفا اس کی طبیعت ہوگی اور غنودہ بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل و انصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گرامی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گناہی کے بعد سر بلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تو کمر بناؤں گا اور استنکار و تفریق کے بعد اس کے ذریعہ مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد، فکر اور خیر سگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت یعنی بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گیا اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وعدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع و غروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دموں، ایسے چہروں اور ایسی رگوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ قلمس ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے

محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے پیار و اعصار اور جانیدادوں سے دست کش ہوں گے، وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعہ دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کروں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانونی شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور ان کو "امت وسط" اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک و صاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر شیب و فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنٹا بٹ ہوتی ہے خوشخبری ہوا سے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جابر بن عبد اللہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بے شک میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی بشارت ابن مریم حضرت عیسیٰ نے دی ہے۔

﴿تہذیب﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار سے کہا کہ تم عہد رسالت ﷺ اور زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لائے اب امارت فاروقی میں اسلام لائے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو تواریخ سے ماحوز تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا اور حقوق ابوت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں کیونکہ انہوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہر لگا دی تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سر تاپا بھلائی اور اس کی اشاعت میں مصہقا اور غلبہ پایا تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ

ضروری علم میرے لیے بخشی کر رکھا ہے لہذا میں نے مہر کو بٹایا تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی اور آپ کی امت یعنی پیروان رسول اللہ ﷺ کی توصیف پائی۔ بہر حال میں اب آیا اور اسلام لایا۔

﴿۱۰۰﴾

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حضرت شہر بن حوشب حضرت کعب ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا والد تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ ؑ پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ”اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی ﷺ کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کروں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے، تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آجائے تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

”محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاریوں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، وہ غمخوار گزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے، ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنان دین کے مقابلے میں اپنے نبی کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کرہ تہیہ بند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“

حضرت کعب ؓ نے بیان کیا۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ظہر ارہا مجھے اطلاع ملی کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آرہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔

بالآخر حضرت عمر ؓ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وقائع عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان گیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص

کلام الہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے:

یا بیہا الذین اتوا الكتاب اعتوا بما نزلنا مصداقا لما معکم من قبل ان  
نطمس وجوها

﴿سورہ النساء﴾

ترجمہ: ”اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی  
تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں کچھ مونیوں کو۔“

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے  
منہ کو میرے گدھے کی طرح بنا دے۔ اس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی طرح سورج طلوع ہو  
جائے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس روایت کو ابن  
عساکر رحمہ اللہ نے بہ طریق حضرت مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب سے نقل کیا ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حضرت داؤدؑ کو بشارت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل  
فرمائی: اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد، محمد (ﷺ) اور صادق ہے۔ نہ  
اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور  
پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے، میری بخشش اور ان پر بہت  
ہوگی، ان میں سے بعضوں پر بعض بخششیں انبیاء کرام علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے  
فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے  
گی کہ ان کا نور انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا  
کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے  
عمل جنابت کریں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء  
کرام علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کیلئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد (ﷺ)  
اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی  
امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطا و نسیان پر گرفت نہ کروں گا۔

﴿بخاری﴾

حساب و کتاب اور عذابوں سے محفوظ:

حضرت فہمان بن عامرؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم (ﷺ) کے ساتھ تھے  
کہ ایک شخص آیا تو نبی کریم (ﷺ) نے اس سے فرمایا کیا تم نے توریت پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ”ہاں۔“  
پھر ارشاد فرمایا: ”کیا انجیل بھی؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں۔“ حضور نبی کریم (ﷺ) نے اس کو قسم دے کر کہا:

”کیا تم نے تو ریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟“

اس نے کہا ”آپ ﷺ کے اوصاف کے مانند اوصاف، آپ ﷺ کی ہیبت کی مانند ہیبت اور آپ ﷺ کے ظہور کے مانند ظہور ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی موعود شاید آپ ہی ہوں پھر جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ ﷺ نہیں ہیں۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم نے یہ کیسے جانا؟“

اس نے کہا: ”ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ تمہارے سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ”قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہیں۔“

﴿طبرانی، معجم، ابن مساکر﴾

### رسول اللہ ﷺ کا حکم:

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زید بن سعد کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعد کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے رونے انور میں نہ دیکھ لیا ہو، صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا۔ (۱) آپ ﷺ کا حکم آپ کے جہل پر غالب ہوگا۔ (۲) دوسروں کے جہل کی بناء پر آپ ﷺ پر شدت کرنے سے آپ ﷺ کا حکم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کیلئے میں نے نبی کریم ﷺ سے فری کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے حکم اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دی، پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک چہ پائی پہچان کے عالم میں کہا:

”اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے، واللہ! تم سب آل مطلب بد معاملگی کرنے

والے لوگ ہو، اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لا پرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔“

میری یہ یاد وہ گوئی سن کر حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: ”اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے اب تک تیرا سراڑا چکا ہوتا۔“ رسول اللہ ﷺ غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:



”اے عمرؓ! میں اور یہ تمہاری اس ورثت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متعلق تھے۔ اے عمرؓ! تم مجھ سے حسن ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقہ کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمرؓ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید میں صاع کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے انکو رنج دیا ہے، امید ہے یہ بدولتہ ہوں گے۔“

✽ انہوں نے قبیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

”اے عمرؓ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پر نور چہرے میں دیکھ لی تھیں، صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جانتا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا علم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جالوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی، اسی قدر ان کا علم و انضباط ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔“ لہذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ: ”میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔“

﴿طبرانی، ابن ماجہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا:

”توریت میں مذکورہ تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں پہنچ اور موجود پایا، صرف صفت علم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے جنگی تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی۔“ اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ اس یہودی نے کہا: اے عمرؓ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کیلئے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا بخیر اس کے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں توریت میں مذکور تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفت علم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمایا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ توریت میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھروالے مسلمان ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

### صاحب علم:

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلامؒ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں یہ تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

### غرور اور تکبر سے پاک:

حضرت موسیٰ بن یعقوب زہریؒ، اہل مولیٰ عیسیٰؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مرہس کا نصرانی تھا، یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے

ایک ورق کو گند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حیدرہ اس طرح تحریر تھے:

”آپ ﷺ نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت، گورارنگ ہوگا، دو ذلیفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اجنباء (دونوں پاؤں کو کھڑے کر کے پھر ہاتھوں کو ان کے آگے سے پکڑ بیٹھنے کو اجنباء کہتے ہیں) کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دودھ دو ہیں گے، بیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے جو شخص اپنی خلعت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔“

حضرت ہبل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا بچا آگیا جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت عمر بن حکم بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے بچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قائد محترم حضرت محمد ﷺ ہجرت کرنے کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ و قوله الحق و قول الظلمین فی ثیاب

”اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے، ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور قوم میں ہوتی تو وہ حج سے ہلاک نہ ہوتے۔“

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا۔

﴿بخاری﴾

تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں حزامیر اور معارف کو ملتاؤں۔ اس موقع پر حضرت انس بن سمان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ

ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک میں نے تو ریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

﴿ابن مندہ، کتاب الصحابہ﴾

نور علی نور:

حضرت کعب احبار ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”میں نے خواب میں دیکھا تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر قبیح کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ کے سر مبارک اور چہرہ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر قبیح کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔

یہ سنا حضرت کعب ؓ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، کیا واقعہ تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ”ہاں۔“ تو حضرت کعب ؓ نے کہا قسم سے کہتا ہوں یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کی بھی صفت ہے جو کتاب الہی میں مذکور ہے۔

﴿تسبی، ابولیم﴾

وہ انبیاء جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق ؑ دوسرے حضرت یعقوب ؑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

”فبشرناھا باسحق و من وراء اسحاق یعقوب“

﴿سورہ صافات﴾

ترجمہ: ”تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔“

تیسرے: حضرت یحییٰ ؑ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ان الله يبشرك بيحيى ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ آپ کو زندہ دیتا ہے یحییٰ ؑ کا۔“

چوتھے: حضرت عیسیٰ ؑ۔ چنانچہ فرمایا:

ان الله يبشرك بكلمة منه ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اللہ مجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔“

پانچویں: حضرت محمد ﷺ۔ آپ کی تشریف آوری کی بشارت سورہ انف میں اس طرح دی گئی ہے:

وهبشروا برسول ياتى من بعدى اسمه احمد ﴿سورہ انف﴾

ترجمہ: ”اور ان رسول کی بشارت سنا ۲۱ ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام

احمد (ﷺ) ہے۔“

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿ابن مساکر﴾

تورات میں نام محمد چومنے پر گنہگار کی مغفرت:

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی پھر وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے کھر (گندکی ڈالتے کی جگہ) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی، سچ یہی ہے وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی تورات کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اس کی نظر اسم گرامی احمد یحییٰ (ﷺ) پر نظر پڑتی تو ”وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا تھا۔“ تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

﴿ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ”میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ۔“ تو انہوں نے کہا: ”یہ عبد اللہ بن مسور یا ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ ان کو غلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین، جملہ انعامات الہیہ من اور سلویٰ اور ان پر خالص وقت میں سایہ ابر ہوا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا: ”تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”خدا شاہد ہے میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہل کتاب واقف ہیں چونکہ تورات میں واضح طور پر آپ کے اوصاف مذکور ہیں مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر سوال کیا: ”تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے غریب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کر لیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔“

﴿ابن سعد﴾

کلمہ پڑھنے پر مغفرت:

حضرت ابی صر عقیلی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک یہودی عرب نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا گزرا اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر تورات رکھے بیٹھا کے آگے پڑھ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی، کیا تو اس تورات میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟“

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ مگر اس کے بیٹے نے کہا: ”میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل کی کہ تورات میں آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔“

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

”اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔“

اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

❁ (نبیؐ) نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد﴾

### یہودی عالم کی تصدیق:

حضرت کلثوم بنت النخعیہ، حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص حقیقہ و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا میں کہ میں رخصن کا رسول ہوں۔ یہودیوں نے کہا: ”ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو۔“ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔

❁ یہودیوں نے پوچھا: ”کون لوگ اس کا اتباع کر رہے ہیں؟“

❁ انہوں نے جواب دیا: ”اوتی لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔“

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا ہنسا اور اس نے کہا:

”یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہوگی۔“

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے غناضا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔“ یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: ”اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ملوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔“ اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے پھر صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھ کو میرے رب نے معاہدہ اور غیر معاہدہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ پھر ایک پہر دن گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا کہ ”میرا آدھا مال

خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہیں آزمائش کر سکوں۔ توریت میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبد اللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام ہے، نہ وہ بدخلق ہوں گے، نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے اور نہ قحش کردار اور نہ بے حیا۔“

﴿حاکم، مستقی، ابن عساکر﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ سے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: ”توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔“

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجاشی شاہ حبشہ کے چند مصاحبین نے کہا: ”ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی مکرّم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ محفّہ آسمانی میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔“ لہذا وہ جو یان حق غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

﴿ابو الشیخ فی التفسیر﴾

تورات میں مدینہ کے نام:

حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”کتاب موسیٰ“ میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو غزانوں کو قبول نہ کرنا، میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رفعت و بلندی عطا کروں گا۔“

﴿زہیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

ہر روایت قسم بن محمد ؓ مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ توریت میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: ”آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کون سا واقعہ محرک ہوا؟“ انہوں نے بتایا کہ میں یتیم تھا اور ”رام ہرمز“ میں سکونت تھی۔ میرا پاپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزید حصول علم و دانش کیلئے اس معلم کی محبت و رہائش اختیار کر لی۔ میرا ایک بھائی مجھ سے الگ رہتا تھا اور میں کم سن اور بے سہارا تھا۔ معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہو جاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تا کہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا: ”آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں، وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے۔“ انہوں

نے کہا: ”تم بچے ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔“ میں نے کہا: ”اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہو سکتا۔“ انہوں نے بتایا: ”اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت و تزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ”ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں۔ صحیح راہ سے جیسے ہوئے ہیں۔“ میں نے کہا: ”مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔“ عالم استاد نے کہا: ”میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔“

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت و عبادت سے نیم جان تھے، دن میں روزہ اور رات میں قیام، غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے تھے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور کچھ انبیاء و سابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کے ذکر تک پہنچے۔

بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیح یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا دینے والا بنایا مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بغض نے بھری دی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

”اے پر خوردار! بے شک سب کا رب ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طریقین سے کسی ایک طرف ہوگا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب، جو لوگ آپ کی پرستش کرتے ہیں، لا ریب وہ کفر و منکرات میں مبتلا ہیں، ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گم کردہ راہ ہیں۔“

پھر ہم لوٹ آئے۔ دوسرے دن پھر گئے۔ انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقل ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہمہ وقت حاضر پا کر انہوں نے شفقتانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

”اے مسلمان! تم ابھی بچے ہو، تم اتنا زہد و ریاضت نہ کر سکو گے لہذا جو میسر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔“

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہو گئی اور اس نے ان کو جلا وطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہیوں سے کہا: ”وطن چھوڑ تو سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔“ چنانچہ میں ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ سفر طے کر کے مہسل پہنچے وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا، اس کے بعد عمار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مودب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہیوں سے سوال کیا: ”اب تک تم لوگ کہاں تھے؟“

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: ”یہ بچہ کون ہے؟“ انہوں نے کہا میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت لیتا اور عمل کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام و انعام فرمائے ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا۔ بعد ازاں سامعین کو نصیحت کی اور کہا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰؑ لائے ہیں اپنے لیے لازم کر لو، ان کی مخالفت نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔“ اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:

”میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔“ اس نے جواب دیا: ”اے بچے! تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو، میں اپنے اس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔“ میں نے کہا: ”میں تم سے جدا نہیں ہوگا۔“ میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام وقت رکوع و سجود میں رہتا یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے ہی چلا گیا جب تک خدا نے چاہا اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتا، ایک اتوار وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کر کے اس نے کہا:

”اے لوگو! میری عمر بہت ہو گئی ہے اور میری ہڈیاں کھل گئی ہیں، میرا وقت قریب ہے ایک

عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔“

● میں نے کہا: ”میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔“ چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہو گئے حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا کبھی کہتا:

”اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے وہ

تمہارے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ”ہدیہ“ قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے

گا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے

لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہو گیا ہوں، اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ

پاسکوں کا تم پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور ان کی اتباع کرنا۔“

میں نے سوال کیا: ”اگر وہ اس دین کو جس کی تعلیم و تربیت آپ نے دی ہے ترک کرنے کا حکم

دے؟“ اس نے کہا: ”ہاں اگرچہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔“

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور ولا

چار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: ”مجھے اپنا ہاتھ دے۔“ پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: ”قُلِّمَ بِسْمِ

اللہ“ یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے ربیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس

کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے

بڑھتا گیا۔ اس معذور ولا چار شخص نے مجھ سے کہا: ”اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں



چلا جاؤں۔“ میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاش راہب میں، اس کے نقوش قدم پر روانہ ہوا جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرے طرز گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہر حال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھالیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے۔ میں نے کھجوریں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیسی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: ”صدقہ ہے۔“ آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: ”کھاؤ۔“ مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیروہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اصحاب رسول ﷺ موجود تھے۔ میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ کیسی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: ”یہ ہدیہ ہے۔“ پس حضور نبی کریم ﷺ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور صحابہ نے بھی کھائیں۔ آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی جانب راست وچپ اور پھر پشت مبارک کی طرف آ گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ جسم پر سے کپڑا ہٹایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل کے ساتھ کہا:

اشھدان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ.

﴿حاکم، بیہقی﴾

## حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلے دیتا۔ وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

”میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کھیتوں

پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔" میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: "یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟" لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے بچنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے کیا میں نے تم کو جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: "ابا جان! میرا گزرا یہیے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔" میرے والد نے جواب دیا: "اے میرے بیٹے! حیران اور حیرے آباء و اجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔" میں نے باپ سے عرض کیا:

"واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔"

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہذا اس نے بیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: "تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟" انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: "آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔"

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوادیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خبر کرا دیں لہذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے بیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: "کنیہ کا مختلم ایک اسقف ہے۔" میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کی: "میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔" اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک برافض تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محرم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے

آئے تو میں نے ان سے کہا: ”یہ بد طینت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدق کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غریب و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔“ لوگوں نے کہا: ”اس کا ثبوت کیا ہے؟“ میں نے کہا: ”میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔“

انہوں نے کہا: ”اچھا لاؤ!“ میں گیا اور سات منگے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ”ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔“ اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جو ان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح فراہم اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہر حال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: ”اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ علم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔“ اس نے کہا: ”اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔“ پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے استغف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ”اے بیٹے شوق سے رہو۔“ میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ”میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔“

اس نے کہا: ”اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔“

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔“ اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ”اے صاحبزادے تم رہو۔“ پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: ”اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں

فخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟“ اس نے جواب دیا:

”اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عمور یہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔“ پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زابد عمور یہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ بتکم از دی پھر ایک عرصہ بعد زابد عمور یہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا:

”اے میرے میزباں! مجھے زابد شام نے زابد موصل کی طرف اور اس نے نصیمین کی طرف اور عابد نصیمین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آچکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟“ اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: ”اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو، اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھر ملی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہوگا جہاں بگوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ یہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔“

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: ”تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔“ انہوں نے کہا: ”ٹھیک ہے۔“ تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دیے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے بگور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عمور یہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچا زاد بھائی آیا اور کہا: ”اے غلام! اللہ تعالیٰ بنی قبیلہ کو ہلاک کرنے پر سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے مسافر کو پاس جمع دور ہے ہیں جو آج ہی آیا ہے ان لوگوں کو وہ ہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔“

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہو گئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ”یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔“ مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا: ”کام سے کام رکھ۔“ اس کے جواب میں میں نے کہا:

”اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔“ یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہو گئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قباہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک مرد صالح ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ زیادہ حقدار ہیں لہذا یہ کھانا حاضر ہے تناول فرمائیے۔“

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ سے فرمایا: ”تم کھاؤ۔“ میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عمور یہ نے آپ کی نشانی کے بطور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول اللہ ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

”میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے صدقہ نہیں ہے۔“

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد پکر لگانے لگا تاکہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے سلمان (ؓ)! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔“ تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو

نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی نہیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے مسلمان (ﷺ) ! مکاتب ہو جاؤ۔“ لہذا میں اپنے مالک سے کھجور کے عین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ کرام نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تمیں کسی نے میں اور کسی نے دس پودے دیے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: ”جب تم گڑھے کھودو تو مجھے بلا لینا“ میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔“ میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیے۔

اس مرحلہ پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے ہیں وہاں گڑھے کھودتا جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مہوٹ فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم رکھے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

”اے مسلمان (ﷺ) ! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہوگا؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔“ قسم ہے اس ذات کی جس کے بقدر میں میری جان، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، تہذیب، ابو نعیم، ابن اسحاق﴾

ابی سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرگز میں پیدا ہوا۔ ہم عربیوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک عمارت تھی۔ ایک روز میں تمہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دروازہ شخص اونٹنی لباس اور بالوں سے نئی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: ”اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جانتے ہو؟“

میں نے جواب دیا: ”میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔“ اس نے کہا: ”وہ اللہ کے رسول ہیں اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو الہ کی طرف سے پیغمبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں ان کا نام ”احمد“ ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ سے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔“ میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا

نور دیکھا جو اس کے لب گو یا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں، میرے ضمیر کو خوشی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ مُحَمَّدٌ بَعْدَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَ

الْبَيْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ“

کی تعلیم دی۔ پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب متہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر یہ حالت نماز فرض تمہارے والد بن بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا کیونکہ اس کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لیے ہوتا ہے۔“

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر تم محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کو پاؤ جو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا سلام پیش کرنا۔“

میں نے کہا: ”ان کی کچھ علامتیں بیان فرمائیے۔“ تو انہوں نے کہا: ”ان کو نبی الرحمتہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ وہ اونٹ، گھوڑے، شجر اور گدھے پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دلوں شانوں کے درمیانہ بیڑے کیوتر کے برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر مرئی حروف میں ”اللَّهُ وَ خُذْهُ لَا ضَرِيكَ لَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا: ”مَوْجَهُ حَيْثُ شِئْتَ فَلَيْسَ لَكَ الْمَنْصُورُ“ وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے ان کے اندر کسی کے لیے حسد و عناد نہ ہوگا نہ وہ معاد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت شریح بن اسمعٰیلؒ، حضرت سلمان فارسیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ”میں تلاش حق میں نکلا اہل کتاب کے راہبوں سے ملا وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے ایک یہ ہے کہ اس کے دلوں شانوں کے درمیان ایک بڑا سا تل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔“ میں (یہ اطلاع پا کر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں۔ وہ تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت جندب بریدہؒ سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؒ جس قدر کجگوڑ کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرار واد مسلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بار آور ہونے تک ان کی تیاری کرنی تھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ازراہ عنایت درختوں کو زمین میں لگایا بجز

ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر ؓ نے لگا دیا مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورتحال دیکھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”اس درخت کو کس نے لگایا تھا؟“ صحابہ نے عرض کیا: ”حضرت عمر ؓ نے۔“ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اکھڑ کر خود لگایا تو پھر وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔

﴿یعنی، ابراہیم﴾

حضرت ابو عثمان مہدی ؑ رضی اللہ عنہ حضرت سلمان ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”میں اپنے مالک سے کجور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا، پھر ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا تو وہ سب بار آور ہو گئے مگر اسی ایک درخت میں پھل نہ آیا۔“

﴿ابن سعد، ابراہیم﴾

حضرت ابو الطفیل ؓ رضی اللہ عنہ حضرت سلمان ؓ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اللہ کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا: ”اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلہ وزنی رہے گا۔“

﴿حاکم، یحییٰ﴾

حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ”جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے کتابت کا قرض ادا کرو۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھر لیا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔“

﴿احمد، یحییٰ﴾

### حضرت عیسیٰ ؑ کی زیارت:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ ؓ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان ؓ کے بارے میں روایت ملی کہ عمرو یہ کے راہب نے حضرت سلمان ؓ سے اپنی وفات کے وقت کہا: ”تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے رو برو پہاڑ پیش کیے جاتے ہیں وہ جس مریض کیلئے دعا کرتا ہے شفا یاب ہو جاتا ہے تم اس سے اس دین کے بارے پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔“

حضرت سلمان ؓ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا: ”تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حقیقت دین ابراہیم میں ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”اس نبی ﷺ کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس



بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہوگا اور ”ذین خیف“ کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ ”ایک مرتبہ حضرت سلمان ؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! اگر تم سچ کہتے ہو تو تم نے یقیناً سیدنا حضرت یحییٰ ؑ کو دیکھا ہے۔“ (حضرت کیلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن اسحاق، یحییٰ، ابو نعیم﴾

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہمیں حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ ؓ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی شان رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تنبیہ کیلئے کہتے: ”جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو ”عادوارم“ کی طرح قتل کریں گے۔“ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْخِمُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

﴿سورہ البقرہ﴾

حضرت علی الازدی ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔“

﴿یحییٰ، ابو نعیم﴾

بعثت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے التجاء کرتے تھے:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ”اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔“

اسکے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْخِمُونَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔“

کہتے تھے: ”اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیر نکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ”اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے انتقام کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہمارے رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔“ اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان نکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَاثِبُوا مِنْ قَبْلُ يَنْسِفُ اللَّهُ آلَ الْفِرْعَوْنَ ﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اس سے پہلے وہ اسی فوجی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ، حضرت ازملہ بن سلامہ بن وقس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم عبدالاقمل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زعمہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بات پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا:

”اے شخص! تیرا بھلا ہو، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟“ اس نے کہا: ”ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو، تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن نور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجات پاؤں۔“

لوگوں نے پوچھا: ”اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟“ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟“ اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلہ کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔

پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ”اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔“ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زعمہ تھا۔ بھگدشت! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر

ایمان لائے اور وہ یہودی بنناوت و حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: "کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟" اس نے جواب دیا: "یہ وہ نبی نہیں ہیں۔"

﴿ابن اسحاق، بخاری، جامعہ، مستدرک، حاکم، مشکوٰۃ، طبرانی، ابوسعید﴾

**اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:**

خرامی رحمہ اللہ نے "ہواتف" میں خلیفہ بن عبد اللہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا: "زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟" انہوں نے جواب دیا: "میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو قسیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں دوسرے سفیان بن جاشع بن دارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیع اور چوتھے اسامہ بن مالک خثف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے، اترے تو کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: "تم کون لوگ ہو؟" ہم نے جواب دیا: "ہم قبیلہ معمر کے لوگ ہیں۔"

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: "آگاہ ہو جاؤ، عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا، لہذا بلاناخبر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب بنو کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔" ہم نے پوچھا: "اس کا نام کیا ہے؟" انہوں نے بتایا: "اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔" سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نو مولود بچوں کا نام محمد رکھا۔

﴿ابن اسحاق، بخاری، جامعہ، مستدرک، حاکم، مشکوٰۃ، طبرانی، ابوسعید﴾

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کانہوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔

﴿ابن سعد﴾

**ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:**

مردان بن الحکم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان بن الحرب سے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن الصلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے نساہلی تھے جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پتہ پرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔ تو امیہ چلا گیا پھر واپس آ کر اس نے کہا: جو بات میں تم سے کہوں گا کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو عظیم تواریت کا سب سے بڑا متعلق ہے ایک اہم بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نئی مبعوث ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہوں مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے، اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔ پھر جب ہم واپس ہو کر محیہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

﴿تیسری﴾

### بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت وہب بن منہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ذریعے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاهنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثرات خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

”اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکھاتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاریگری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ از سر تا پا ریزہ ریزہ ہو گیا۔

حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی اس طرح آمیخت ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن وانس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیخت اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑالے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین پر گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔“

بخت نصر نے کہا: ”آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب میں دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟“ تبخیر حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا: ”بت تو وہ مختلف اشیاء ہیں جو ابتداء، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا

دین ہے جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمادے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری ارض پر محیط دیکھا ہے۔

﴿ابوہیم﴾

### ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوبکر ؓ کا ایمان لانا:

حضرت حبیب بن داب ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: ہم محن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن نفیل بھی بیٹھا تھا اسنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعات بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں اے سچے اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی خضر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا: اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت ان کو ہوگی۔ وہ خود قلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

﴿ابن مساکر، تاریخ دمشق﴾

### راہب کی پشیمین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: ”حضرت ابراہیم ؑ کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔“ اس نے کہا: ”کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟“ زید نے جواب دیا: ”سچے دین کی۔“ راہب نے کہا: ”لوٹ جاؤ، کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔“

﴿عیسیٰ، ابوہیم﴾

حضرت اسامہ بن زید ؓ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: اے چچا! ”میں یہ کیا

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟“ انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی میں دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گمراہ سے لٹکا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا ”تم کن لوگوں سے ہو؟“

میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے لہذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

﴿امام بخاری، معجم طبرانی، حاکم﴾

### ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:

حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عامر ؓ نے کہا: مجھے حضرت زید بن عمرو بن نفیل ؓ مکہ مکرمہ سے غار حراء کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر بحث تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بت پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں حضرت زید ؓ نے حضرت عامر ؓ سے کہا: ”اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منظر ہوں جو حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ؑ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذات گمراہی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تاثر کے تم ان کو پہچان سکو۔

”وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شرعی

ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ؑ ہوگا۔ یہ شہر ان

کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کی قوم ان کو جلاوطن اور خارج الدیار کر

دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔“

اے میرا زادوار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ”دین ابراہیمی“ کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشتی نے یہی بتایا کہ ”یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔“ اور انہوں نے تقریباً بالا تفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔ حضرت عامر ؓ نے کہا جب میں نے حضرت زید بن عمرو ؓ کے اس پورے واقعہ کو

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں لان کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

اکرام الخلاق نبی کا ظہور ہونے والا ہے:

حضرت صفی رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیلؓ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

”اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظارہ چاہتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ کے ”دین حنیف“ کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و تافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرام الخلاق ہے۔“

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن عبسہ سلمیٰ کا ایمان لانا:

حضرت ابی امامہ باہلیؓ، حضرت عمرو بن عبسہ سلمیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے بتوں سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ ”پرستش امتام“ کا طریقہ و مسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا اس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لا شریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین کو بلائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوت دین پر لبیک کہنا۔

اسکے بعد میرا یہ ایک وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملا، میں اس سے مکہ مکرمہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خبر دریافت نہ ہوتی پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”تم کہاں سے آرہے ہو؟“ اس نے کہا: ”مکہ سے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا کوئی خاص خبر ہے؟“

اس نے جواب دیا: ”ہاں! ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباؤ اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک یہود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔“ تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا: ”آپ کون ہیں؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نبی (ﷺ) ہوں۔“ میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ”رسول کو۔“

میں نے عرض کیا: ”کس نے آپ کو بھیجا ہے؟“ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ میں نے سوال کیا:

”آپ کے بھیجے کا مقصد کیا ہے؟“ فرمایا: ”کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔“ میں نے غلغلتہ دلی کے ساتھ عرض کیا: ”بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کیلئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔“

لہذا اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔“ پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں۔ لہذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں، تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بدوایت شہر بن حوشب، عمرو بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غلبہ سے بے شمار مصائب پہنچے، ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل و خوار ہو کر مضر ہجر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ پاتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر جھے بخرے ہو گئے۔ ہر جھے کے لوگوں میں کھل مل گئے۔ شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے۔ میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا ٹھہر جاتا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولاد ہارون علیہ السلام جو توریت کی حامل تھی۔ مدینہ طیبہ میں آ کر ٹھہری ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نوزخیز نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت امر و تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں سے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا۔ انہوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا باوجود یہ کہ وہ خوب واقف تھے۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سالہ بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عادی کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک



ایسی آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ دیکھا ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا، اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے: تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسانؓ کہنے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد علیہ السلام کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز احمد علیہ السلام کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت حویدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور یہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں سے ہے اور یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں عہد و بیان بھی لیا جاتا تھا۔

حضرت حویدہؓ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی طرف سے شور و غل کی آوازیں سنی جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم گوش برآواز ہو گئے تو ہم نے سنائی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

اے ساکنان مدینہ! یہ ستارہ تو احمد علیہ السلام کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔ حضرت حویدہؓ نے کہا: اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا اب پھر حسب سابق شور و غل ہوا کوئی کہہ رہا تھا:

”اے مدینہ کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوگئی اور اس کے پاس وہ ”ناموس اکبر“

آتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے تھے۔“

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا کہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے، تو عمر لوگ ایمان لائے مگر ہمارے لیے حکم الہی نہ تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

﴿واقفی، ابو نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قرطہ، قضیرہ، فدک اور خیر کے یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت

مدینہ طیبہ ہے پھر جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اخبار یہود نے کہا کہ آج رات احمد بن حنبلہ پیدا ہوں گے۔ اسی لیے کہ ستارہ طلوع ہو گیا پھر جب اعلان نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ اعلان نبوت فرمادیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا درس دیتے تھے:

حضرت ابی نحلہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے ”باب الذکر“ کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد و عصبیت کی بناء پر منکر ہو گئے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ ”اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد بن حنبلہ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”اس کی علامت و شناخت بتا دیجئے۔“ اس نے کہا:

”نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، دروازہ گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر کوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔“

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی قریظہ میں لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ تھا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ مدینہ کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا وہ سب مجتمع تھے اور بنی آفرانہاں ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطانہ نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی ﷺ کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد بن حنبلہ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت محمود بن لبید ؓ، محمد بن سلمہ ؓ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے تصدیق کرے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت محمد بن سلمہ ؓ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد تم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حضرت

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ تیج نے اپنی وفات سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر دی، اس وجہ سے کہ مدینہ کے یہود نے اس کو خیردار کر دیا تھا۔

﴿ابو جہم﴾

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تیج مدینہ آیا اور وادی قناتہ میں اترا تو اس نے اخبار یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو چاہو برہاؤ کروں گا تو شامون نے اس کو جواب دیا:

اے بادشاہ ابلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں نبی اسماعیل کا آخری نبی اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پزیر ہوگا جس کا نام احمد ﷺ مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات اسور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔

تیج نے پوچھا: "اس نبی سے جنت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟" شامون نے جواب دیا: "اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔" تیج نے پوچھا: "اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟" شامون نے کہا: "اسی شہر میں۔" تیج نے پوچھا: "لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟" شامون نے جواب دیا: "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔" اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو رحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں اس کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کیلئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تیج نے پوچھا: "اس نبی ﷺ کی شان اور وصف کیا ہے؟" اس کے جواب میں شامون نے کہا: "وہ نہ پست قدم ہوں گے، نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے، عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا، اکثر کھوار شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

عبدالحمید بن جعفر سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد بشر ﷺ کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر آپ کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نام احمد رضی اللہ عنہ ہے وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے گا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

﴿الہضم﴾

زیاد بن ابیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: ”اے مدینہ کے لوگو! خدا کی قسم! سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا کیونکہ نبی الاخری ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔“

﴿الہضم﴾

حضرت عمارہ بن خزیئہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس و خزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہودی بھی اس کو پسند کرتے اور مساکین دریافت کرتے تھے اور وہ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کا مزہ اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سنانا پھر وہ جمح کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی۔ اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے جملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز مدینہ ہوگا۔ اس کے بعد ابو عامر لوٹ آیا اور کہنے لگا: میں ”دین حنیفہ“ پر ہوں۔ ترک دنیا، رہبانیت، لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتظار کرتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں گمن رہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترک وطن کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ آ گئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

”اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

”حنیفیت کے ساتھ۔“ اس نے کہا: ”آپ حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”میں روشن اور واضح حنیفیت لایا ہوں۔“ اور ارشاد فرمایا: ”علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے، وہ کہیں نظر آتے ہیں؟“

اس نے کہا: ”آپ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔“ اس کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: ”تو جھوٹ بولتا ہے۔“ اس نے کہا: ”میں جھوٹ نہیں بولتا۔“ اس مرحلہ پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

”جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھکار دیا ہو

سہارا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا: ”آمین۔“ پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت اور

قریش کے ساتھ اور راہ و رسم مشرکانہ کو اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم ؓ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو عامر مکہ چلا گیا پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ، بے سہارا اور بے یار و مددگار رہ کر مر گیا۔

﴿ابو نعیم، ابن اسحاق﴾

**کعب بن لوی اور ذکر نبی ﷺ:**

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف ؓ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا:

”اے برادران قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھوٹا اور آسمان ہماری چھت ہے، پہاڑ سب اور ستارے راہ نما اور پچھلے انگلوں کی مانند، ویسے ہی مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے لہذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قربت کی حفاظت کرو، اپنے اموال کو بڑھاؤ، تم نے کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی، یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ و گمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھاؤ کیونکہ غنقریب اس کیلئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔“

نہار و لیل کل ادب بحادث سواء علینا لیلھا و نہارھا

علی غفلۃ یاقی النبی محمد یخبر اخبارا صدوق خبیروھا

ترجمہ: ”روزانہ دن و رات نو پہ نور نما ہوتے ہیں، ہم پر دن و رات سب یکساں ہیں، اچانک

نبی محمد ﷺ تعریف لانے والے ہیں۔ وہ ایسی خبر دیں گے کہ جن کا خبر کئے والا بہت سچا ہے۔“

خدا کی قسم! اگر میں شتوائی اور چٹائی اور دست پار کئے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے پھر کہا:

یا لیتنی شاہدا نجواء دعوتہ لعواء

حین العشیرة یبغی الحق خذلانا

ترجمہ: ”کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی

خواہش کوں گے۔“

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ حضرت سعید بن مسیب ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبس

بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا، محقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا، تم اس کی دعوت کو قبول کرنا اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

﴿ابو جیم، ابن اسحاق﴾

### اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت:

جامع بن حمران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:

شهدت اسرايا يوم آل محرق      واترك عمري صيحة الله في الجعر  
فلم ارضا ملك من الناس واحدا      والا سوقة الا الى الموت والقبور  
ترجمہ: "آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب  
الہی نے مقام مجرم میں پایا تھا۔ تو اس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی  
بے مایہ اور محتاج کو دیکھا۔"

مکریہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم يأت قومي ان لله دعوة      بفوذ بها اهل السعادة والبر  
اذبعت المبعوث من آل غالب      بمكة فيما بين زعمز والحجر  
هنالك فابغوا نصره ببلادكم      بنى عامر ان السعادة في النصر  
ترجمہ: "کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس دعوت کے  
ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔ جس وقت وہ (منتخب کائنات)  
مبعوث ہونے والا آل غالب سے حرم مکہ میں زعمز اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے  
گا۔ اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے  
بنو عامر! بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔"

﴿خرائلی: کتاب البیواتف، ابن مساکر﴾

حضرت حرام بن عثمان انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن ذرراق رضی اللہ عنہ اپنی قوم  
کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا:  
اے ابوامامہ! مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا، تم اس کی پیروی کرنا اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ  
ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی  
آنکھ پر برچھے کی بھال لگ جائے گی۔ پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وہابی

طاعون نے گھیر لیا، صرف ابوامامہ اس سے محفوظ رہے اور ان کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بمالہ بھی لگ گیا۔  
﴿ابن سعد﴾

### عمیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا:

قصی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حمینہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا، اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا، ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ”میں جس حالت میں واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور قصی نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نئی میسر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے شکر و سپاس اور اتائے نوح کے ساتھ صلہ رحمی کا رو یہ اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے ہذا خلاص انداز میں عرض کیا: ہاں! ضرور ایمان لاؤں گا لہذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصی نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو بدایا گیا ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہا، یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابویہیم﴾

### حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

﴿سَمَّ کَہَاں کَے رہنے والے ہو؟﴾

﴿منوں نے جواب دیا: ”تہامہ کے شہر مکہ کا۔“﴾

﴿بحیرہ نے سوال کیا: ”تہا را تعلق کس قبیلہ سے ہے؟“﴾

﴿حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قبیلہ قریش سے۔“﴾

﴿بحیرہ نے پھر سوال کیا: ”آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟“﴾

﴿حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”تجارت۔“﴾

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ ”اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور

تم اس نبی کے صاحبِ معتد اور مشیرِ اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ ”تعبیر و خواب“ کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع و طاعت اور استجاب و شہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: ”انْهَذَا اِنِّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

﴿ابن عساکر مدنی دمشقی﴾

حضرت ابن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل ”دلائل نبوت“ کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: ”ہاں۔“ اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعہ ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آگئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی پردگی میں دینا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

## کتب سماویہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل

❁ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا لِي الزُّبُرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ بِرِثَتِهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

﴿سورہ الانعام﴾

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے زیور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث

میرے نیک بندے ہوں گے۔“

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر:

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قریبت اور انجیل میں اپنے ازل اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین کی وارث ہوگی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب ”اَنَّ الْاَرْضَ بِرِثَتِهَا عِبَادِيَ



الصلحون“ پڑھا تو کہا، ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زیور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے داؤد!“ میں جو سنانا ہوں اسے سنو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔“

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کا ذکر:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ زاد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو قبچر عالم اور کتب ساوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔

اس ازوی عالم نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”میرا خیال ہے کہ تم بھی ہو؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کون سی نشانی ہے؟“ اس نے کہا: ”تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ۔“ میں نے کہا کس لیے؟

اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ ”حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک اویڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور جہوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا اویڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھاؤ اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔“ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازوی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے: ”رب کعبہ کی قسم! بے شک تم ہی وہ شخص ہو۔“

﴿ابن مساکر﴾

حضرت رفیع بن انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ کا ذکر:

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس آیا۔ ان

کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: ”تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟“ اس نے جواب دیا کہ ”رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔“

﴿ابن مساکر﴾

حضرت زید بن اسلم ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا پھر جب مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہذا میں نے ساتھیوں سے کہا: ”میں ایک کام کراؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔“ واللہ! میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعہ ایک بطریق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاؤڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمد شدنی حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں بڑی تیزی میں بجلی کی طرح اٹھا اور وہی پھاؤڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجے نکل کر نکھر گیا۔ اس کے بعد بلا توقف میں کیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا، میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلا رہا تھی کہ میں ایک صبح کو گر جا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گر جا کے سائے میں سستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: ”اے اللہ کے بندے! اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے چھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر بولا: اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الہی کا جاننے والا نہیں ہے اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گر جا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔“

میں نے اس کے جواب میں کہا: ”اے استاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیروکار ہوں۔“ پھر اس نے پوچھا: ”تیرا نام کیا ہے؟“ میں نے بتایا: ”عمر بن الخطاب“ اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: ”واللہ! ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے، اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لیے، اس گر جا کیلئے اور اس کے جملہ اشیاء و لوازمات کیلئے ایک دستاویز لکھ دے۔“ میں نے کہا: ”اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے مکدر نہ کر۔“

اس نے اصرار کیا کہ ”ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح

ہے اگر تو ہمارا حاکم ہو گیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مفید ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان۔ میں نے کہا: ”اچھا سامانِ کتابت لاؤ۔“ وہ جلد ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیئے پھر جب حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ”دیرالقدس“ کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لیے جو شرط منظور ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا: اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

﴿دیوری فی الجبالہ، ابن مساکر﴾

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ان پر سے تہبند اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہی تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

﴿ابن مسعود﴾

حضرت ابی اسحاق، حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اڑ جانے سے آپ کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہی تل کو دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

﴿زوائد المزیب﴾

شہر بن حوشب، رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و امصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متعین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیریں وہ آپس میں رحم و دل، شفیق اور نیکو کار ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے کعبؓ! تم نے ٹھیک کہا۔ کعبؓ نے جواب دیا: ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت کعبؓ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد و ثناء کے لائق وہی ذاتِ اقدس ہے جس نے ہمیں عزت و غلبہ دیا اور ہمیں شرافت و کرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

﴿ابو نعیم﴾

عبید بن آدم، ابی مریم رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت ابی شعیبہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ

بن الخطاب ؓ۔ مقام جابیہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”خالد بن ولید“ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد ؓ نے فرمایا: ”عمر بن الخطاب ؓ۔ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد ؓ نے فاروق اعظم ؓ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ حضرت عمر ؓ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے ”نیساریہ“ فتح ہوگا۔ واپس جاؤ پہلے اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔“

﴿ابو نعیم﴾

### سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کا ذکر:

حضرت مغیث اوزاعی ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے حضرت کعب احبار ؓ سے پوچھا کہ تم تو ریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ حضرت کعب ؓ نے جواب دیا: ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت سیدنا فاروق اعظم ؓ کے مؤذن حضرت اقرع ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا: ”کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی کچھ ذکر پاتے ہو؟“ اسقف نے جواب میں کہا: ”ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔“ حضرت فاروق اعظم ؓ نے دریافت کیا: تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا: ”آہن کے مانند، لوہے کے مشابہ۔“ آپ نے پوچھا: ”اس کا کیا مطلب ہوا؟“ اس نے کہا: اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنانِ دین کیلئے ”مرد آہن“ حضرت عمر ؓ نے کہا: صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بڑائی ہے ہر طرف کی تعریف بھی اسی کیلئے ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق ؓ نے پوچھا:

”میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟“ اس نے کہا: ”وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیاء اور صالح مرد ہے جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔“

حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ براہِ رحم عنان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ ”جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟“ اسقف نے جواب دیا: ”لوہے کا میل۔“ اس پر حضرت فاروق اعظم ؓ نے کہا: ہائے افسوس! اسقف راہب، امیر المؤمنین ؓ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: ”اے امیرِ شہر یے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور

کھینچی ہوئی برہنہ تلواریں کے درمیان ہوگا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تھڑک دیا پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام اللخ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم! ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں مگر انہوں نے واپس لوٹے ہوئے کہا: واللہ! یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔

ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم! وہ چالیسویں دن فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان (مخاصرین) کے پاس پہنچے اور سمجھایا (خلیفہ مصوم) کو شہید نہ کرو۔

﴿مسند ابن راہویہ﴾

طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: ”تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کے چھوڑنے والوں پر امیر ہوں گے۔“

﴿ابن مساکر، ابن سعد﴾

حضرت محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہہ کر قیامت جھٹ کیلئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتاب آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

﴿ابن مساکر، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے ہو کیونکہ وہ ماہ ذی الحجہ ختم نہ کر سکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

﴿ابن مساکر﴾

ابوالقاسم بغوی رحمہ اللہ حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قریات حمیری سے جو علاقے یہود میں سے تھا پوچھا: ”اے ذی

قرباں! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟" اس نے کہا: "الا مین! (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) لوگوں نے پھر پوچھا: "ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟" اس نے کہا: "مروا بن" یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (جو قوت ارادی اور ہمت و عزیمت کا پہاڑ اور اصول و انصاف کی پابندی میں مروا بن ہیں۔) پھر لوگوں نے سوال کیا کہ "ان کے بعد یہ خلاف و سیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟" اس نے کہا: "الا زہر" یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں اخلاق اور علم و احیاء میں ازہر تھے۔) پھر ان کے بعد کیلئے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: "ابوصاح المصور" یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں مسیح ہو جائیگی۔ ﴿ابن راہویہ طبرانی﴾

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حدی کاہ رہا تھا:

ان لا میر بعدہ علی

و فی الزہر خلف مرضی

ترجمہ: "بے شک ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور حضرت زہیر پسندیدہ فصلت والے پس رو ہوں گے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زہیر رضی اللہ عنہما موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابو جریز ازوی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ ﷺ محبوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔ (مسند حسن)

﴿مسند دارمی، مسند ابن راہویہ﴾

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

محمد بن یزید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن خرضہ اور حضرت اجبار رضی اللہ عنہما دونوں ہمراہ جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام مشین پر پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور

کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا: اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر حضرت قیسؓ نے کہا: یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور علم غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس پر حضرت کعبؓ نے کہا: زمین کا بالشت بھرا کر ابھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت میں نہ ہو۔

﴿طبرانی، معجم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب عساکر کا سران کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا حضرت کعبؓ نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عفریب ایک ثقیفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ حضرت اعشؓ کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقیفی کو ان کیلئے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

﴿مسند رک حاکم﴾

حجاج بن یوسف کے ظلم کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات نبی مغیرہ کی جہلی ابوقیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیرؓ کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو ہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا! حضرت عبداللہؓ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

﴿مسند رک حاکم﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ذکر:

ہشام بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر چالیس دن تک آسمان وزمین روئیں گے۔

﴿زوائد، تہذیب﴾

حضرت محمد نضال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے کہا: ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت وامن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت وامن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن حقیقہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ یثالثی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب

سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔ راہب نے جواب دیا: خدا شاہد ہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زیرِ پلا دیا گیا ہے پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زیرِ پلا دیا جا چکا تھا۔

مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے اردوے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پتاہلی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا: ”ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ ہم غدراء میں قتل کیے جائیں گے اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔“ تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کو مقام غدراء میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہانی عباس کے سیاہ جھنڈے ٹکڑی کے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جابر اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

﴿یہودی﴾

حماد بن سلمہ از یعلیٰ بن عطاء از یحییٰ بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ از سرح بن یزید موکی جو اہل کتاب سے تھا، روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں کتاب آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت و جنگ و جدال کرنے لگیں گے۔

﴿دولابی الکلی﴾

## نبی کریم ﷺ کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

سطح کی پیشین گوئی:

اسماعیل بن عیاض از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبد اللہ بن دعی از ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل پیدا نہیں کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطح کو تختہ پر گوشت کا ایک ٹوٹھڑا پیدا کیا۔ اس کی نقل و حمل تختہ ہی پر ہوئی، اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ مٹھ، نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں۔ اس کے اس ٹوٹھڑے کو مثل غنوزی کے پیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس و حرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر رکھ لایا گیا تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ آل قصی میں عبد شمس، عبد مناف، احوس بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے



اپنا نام اور نہیں تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ حج والے ہیں جو تمہاری زیارت کیلئے ہیں۔ عقل نے ایک ہندی لکوار اور روپیچہ پر چھاپو تختہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد سطح نے کہا: ”اے عقل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔“ اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطح نے کہا:

”قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی اور قسم ہے بیت الحرام کی اتم نے جو تختہ پیش کیا اس میں ضمیر ہندی اور دوسرا روپیچہ نیزہ ہے۔“

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطح! آپ نے درست فرمایا۔ اس کے بعد سطح نے کہا: ”قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوس قزح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی! قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی! قسم ہے تازہ کجور کے درخت کی! قسم ہے خشک و تر خرموں کی! بے شک کوا جس طرف اڑا مبارک ہے۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب اسی طرح قسمیں کھاتے تھے اور کتے کی کانیں کانیں سے ہلکون لیتے تھے۔) اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ حج سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو چتریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔“ ان چاروں نے کہا:

”اے سطح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، اب جبکہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہو گیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس کے بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے؟ سطح نے کہا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعے مجھے بتائی ہیں۔

”اے گروہ عرب! تم بڑے سچے عالم میں ہو، تمہاری بصیرتیں اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں، تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھو اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے متلاشی ہوں گے اور بت فکری کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، گجی طاغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔“

اس تقریر کو سن کر ان چاروں نے کہا: ”اے بزرگ محترم سطح! وہ کون لوگ ہوں گے؟“ اس نے جواب دیا: ”رکنوں والے گھر، امن و غلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بتوں کو توڑ دیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔“ انہوں نے پوچھا: ”اے سطح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟“ اس نے جواب دیا:

”قسم ہے اشرف الاشراف کی! قسم ہے اسراف کے نکلیبانی کرنے والے کی! قسم بلاد عاد کو ہلا دینے والے کی! اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی! وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔“

چاروں قریشیوں نے کہا: ”اے نبی خبر دینے والے سطح! ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور

کریں گے؟“ اس نے کہا: ”قسم ہے ذات ازل وابد کی! اور قسم ہے مددگار اعلیٰ کی! ہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ تہی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور بیخود و اسنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مقتود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب دستقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا دہر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، ذرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا۔

بائیں ہندو غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشترافیسری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ درگروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس مصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اکابرین و معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذات رائے کو، قریب وینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا پھر قلم رومیں فکر عظیم مد مقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں نصرت کرے گا اور آئندہ جانشین کیلئے خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔

بعد ازاں ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا، پھر ایک مضبوط گرفت والا ابو جعفر ہوگا جو حق کو دور اور ستر کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پستہ قد والا شخص ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو مضبوط کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا۔ اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ اور اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے محروم کر دیں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کا قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنادے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح کھسوٹ کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ و حریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور نکلے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے، ایک غالب اور دوسرے مغلوب و فغذول۔ صحرانشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤں گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔

یہ واقعات وادی فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے، اس زمانے میں منابر ویران ہوں

مے اور بیوہ خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور زمزے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلاف کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم زار شہتعل ہو جائے گی۔ وہ غلاموں اور شریکوں کو مقرب بنائے گی اور اختیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے۔ غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع ماہ صفر میں ان جاہلوں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے خندق، نہریں، سرسبز و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا، حاکم وقت ان جاہلوں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالت مفلوکیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ سو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیر اندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ سالہین کو اکٹھا کرے گی تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں گے اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں، اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے گا اور زبور پوشیدہ کر دیئے جائیں گے۔ معبدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ دھاموں نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر الجور میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کریں گے۔ ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جونی اور ہٹ دھرمی سے پاک و سیرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا، کاش قوم میں اس دن کچھ حیا ہوئی اور تناسوں کی خواہش نہ کرتی۔ ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: ”اے سلح!“ اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟“ اس نے کہا: ”اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدنان کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر تفتوں کو لے جائے گا۔“

﴿ابو جہم، ابن مساکر﴾

### ربیعہ بن نصر کا خوفناک خواب:

ربیعہ بن نصرؓ نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کا ہن، جاوگر، شکون لینے والے اور خیم کو نہ چھوڑا، سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں، لہذا مجھے اس کی تعبیر دو۔ معبروں نے کہا: ”خواب کو بیان فرمائیے تاکہ ہم تعبیر دیں۔“ اس نے جواب دیا: ”کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو، یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں؟“ ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا: ”اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سلح یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیے، ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔“

طلی برقع سے پہلے طلح آگیا۔ بادشاہ نے کہا: ”اے طلح! میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔“ طلح نے جواب میں کہنا شروع کیا: ”اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تھامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کوئی پڑی والے کو کھالیا ہے۔“ بادشاہ نے کہا: ”اے طلح! تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی، ہاں اب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔“ طلح نے کہا: ”میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چہ خدا اور پرند کی، تمہاری مملکت میں جیسی اتریں گے اور ایمن سے لے کر جرشک کے علاقہ پر وہ قبضہ کریں گے۔“ یہ سن کر بادشاہ نے نہ کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب فکر و الم اور خوف و ہراس کا باعث ہے، بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہوگی یا بعد میں؟“ طلح نے کہا: ”نہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہوگی۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟“ طلح نے کہا: ”کچھ اور ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہوگا؟“

طلح نے جواب دیا: ”اوم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یروش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔“

بادشاہ نے پوچھا: حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟“ طلح نے جواب دیا: ”کچھ اور ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔“

بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟“ طلح نے کہا: ”ایک نبی برحق، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔“ بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہوگا؟“ طلح نے کہا: ”غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟“ طلح نے کہا: ”ہاں، وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گی۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بد بخت ہیں۔“

بادشاہ نے کہا: ”اے واقف حالات طلح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟“ طلح نے کہا: ”ہاں! قسم کھاتا ہوں شفق، صبح اور لیل کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔“ جب طلح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شفق کو بادشاہ رہیجہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا:

”میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں۔“ اور جو سوال و جواب طلح سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے غلطی رکھنا کہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔ تو شفق نے کہا: ”ہاں! آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا، پھر اس نے ہر جان دار کو کھالیا ہے۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟“ اس نے کہا: ”قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے

درمیانی انسانوں کی آپ کی سر زمین میں موڈانی یلغار کریں گے اور وہ ناک انگلیوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابن اور نجران تک قبضہ کر لیں گے۔“

بادشاہ نے کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعث رنج و فکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟“ شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: ”کچھ زمانے کے بعد یہ حالات و حادثات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان موڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک دردناک مزہ چکھائے گا۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟“ تو شق نے کہا: ”وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، مژدی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔“

بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟“ کاہن نے جواب دیا: ”ایک رسول مرسل اس کے اقتدار و سلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین و عدل کو لانے کا وہ ایک خاص نظام زندگی اور داعی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور قبیضین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟“ شق نے جواب دیا: ”یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی عداوتی چائے گی جسے ہر زندہ اور مردہ سنے گا، اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔“

﴿ابن اسحاق، ابن مساکر﴾

ابن مساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سلج کاہن سل عرم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے بعد دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

﴿ابو نعیم، ابن مساکر﴾

ابن کلیب از عوانہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر حضرت فضیل بن یزید حارثی رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی کہا: امیر المؤمنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ وہ اکثر کہتا تھا: یا لیت انی الحقیقہ و لیسینی لا فسقہ

ترجمہ: ”اے کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتا۔ اے کاش! میں آپ سے پہلے

پیدا ہوا ہوتا۔“

﴿مدنی، الذہبی﴾

حضرت طفیل ؑ بیان کرتے ہیں کہ ہم تھامہ میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹ کی خبر ملی میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا۔ حضرت طفیل ؑ کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتیٰ کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور سلام لایا۔

## قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت کعب ؓ سے فرمایا: ”ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ حضرت کعب ؓ نے کہا: ہاں! امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں تھا کہ ”بے شک میں ہی اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ میرے رسول ہیں، مژدہ ہوا سے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔“ تیسری سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھا وہ نجات پا گیا۔“ چوتھی سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، حرم میرا ہے اور کعب میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔“

﴿ابن مساکر﴾

محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یحیٰ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش نے مقام ابراہیم کے بچے جسے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے پڑھنے کیلئے حیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا کہ اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہوگا پھر ہم نے اس کو تابو کر دیا۔

﴿تاریخ بخاری، ج ۱، ص ۱۰۱﴾

حزین رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا، پھر ایک شخص بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا: ”میرا جو بندہ منتخب، متوکل، منیب اور متقار ہے، اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا، جب تک کہ شیعی زبانوں کو سیدہ حانہ کر دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر فراز پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔“

﴿ابو جہیم﴾

ابو الطیب، عبد السم بن غلبون مقری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبور یہ کہ جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کینہ پر سنہری حرفوں سے لکھا پایا گیا کہ

”بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے کیونکہ عہد ماضی کا ایک شخص، زمانہ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار ﷺ! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اسی لیے ملک جبار نے تمہاری تعریف کی ہے کیونکہ اس نے اپنے پیچھے ہوئے نبی پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا: ”ثانی الثمن الذی علی الغار“ ﴿سورہ التوبہ﴾ (ترجمہ: ”دو میں کا دوسرا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔) اے عمرؓ! تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمانؓ! تم ظالم قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علیؓ! تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ ﷺ کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اختیار میں سے ایک اور وہ شہر میں کافر یا درس ہے اور یہ ابرار کا امام تو جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تنقید کرے، اس پر جبار کی لعنت ہے۔“

ابو الطیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کینہ کے راہب سے پوچھا: جس کی ہمنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں۔ یہ عبارت تمہارے کینہ کے دروازے پر کب سے منتش ہے؟ اس نے جواب دیا: تمہارے نبی (ﷺ) کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے۔

﴿ابن مساکر﴾

### قتل حسین کی پیشین گوئی:

یحییٰ بن ایمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کینہ پر یہ شعر منقوش پایا:

اگر جو امۃ قتلت حسبنا

شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ترجمہ: ”جس امت نے حسینؑ کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی

شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔“

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اس کینہ میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے نبی کریم ﷺ کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔ ﴿ابن محمد جوہری، مالک﴾

## نسب نبوی کی عصمت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حضرت آدمؑ سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں، میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی جاہلیت کی ہدیٰ نے فخل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلا ب میں فخل ہوتا رہا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز عمل سے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن علی بن حسین ؑ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور صلب آدم سے اب تک میرا نسلی جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نسبی کو اعمال جاہلیت سے کبھی ہدیٰ نہیں پہنچی۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، المصنف﴾

حضرت کلثوم ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب کو پانچ سو سال ساہتہ تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ ہدیٰ کو میں نے نہیں پایا اور نہ ایسی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے، اس میں پائی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی ابن طالب ؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم ؑ تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے تخلیق اولاد میں برا طریقہ اختیار نہیں کیا اور نہ عہد جاہلیت کی ہدیٰ نے اس پیدائشی نظام کو متاثر کیا۔

﴿عدنی، مسند طبرانی، ابوجیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اہلاد کبھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلا ب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں فخل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔

﴿ابوجیم﴾

کلثوم، ابوصالح، ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عربی قبائل میں بہترین قبیلہ سحر اور سحر کی شاخوں میں عبد مناف کی شاخ اور عبد مناف میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں خاندان عبد المطلب۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

☆ حضرت عکرمہ ؓ سے حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”وَتَقْلِبُكَ فِي السَّاجِدِينَ“ ﴿سورہ النمل﴾

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے اصلا ب میں فخل ہوتے



رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

﴿بزاز، طبرانی، ابوسعید﴾

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت وائلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیمؑ میں حضرت اسماعیلؑ کو برگزیدہ فرمایا اور اولادِ اسماعیلؑ میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو تمام بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

❁ (ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

﴿یعنی، ابوسعید﴾

### نبی ہاشم کی فضیلت:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدمؑ کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں معز کو اور معز میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

﴿یعنی، طبرانی﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا۔ تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا۔ پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

﴿یعنی، طبرانی، ابوسعید﴾

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ تَهْمًا تَطْهِيرًا

﴿سورہ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوں! تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی

طرح پاک و بہتر بنائے۔"

حضرت مالک زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ حتیٰ کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لیے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم ﷺ سے لے کر میرے والدین تک میرے طریقہ پر کبھی ذریعہ کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بناء پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباؤ اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔  
﴿تنبی، ابن مساکر﴾

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا، پھر عرب میں کنانہ کو چنا، پھر ان میں سے قریش کو چنا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

﴿تنبی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چمان ڈالا لیکن محمد ﷺ سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

﴿تنبی، طبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے میں سلب آدم سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے نخل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ اشیاء مجھ سے منازعت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ ہیں، ظہور کیا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن مردودیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ" ﴿سورہ التوبہ﴾

کوٹا کے زیر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: "اَنَا أَنفُسُكُمْ" یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم ﷺ سے اب تک بدکاری اور زمانہ نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید نکاح اور رشتہ زوجین کی بنیاد پر رہا۔

خلق آدم سے قبل قریش نور تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم ﷺ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے، وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے سلب میں دو بیت فرما دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم ﷺ کے سلب میں زمین پر اتارا، اس کے بعد سلب نوح ﷺ

میں رکھا اور اس کے بعد صلب ابراہیم ؑ میں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلااب اور مطہر ارحام میں شکل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔ میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ نہ نکلت کے غیر قریب نہیں ہوئے۔

﴿مسند ابن ابی عمر عدی﴾

مدارج نبوی بزمیان حضرت عباس ؓ:

حضرت خرم بن اوس ؓ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غزوہ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس ؓ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی مدح عرض کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے من و مخرجدار کھے تو انہوں نے کہا:

من قبلها طبت فی الظلال	ولی مسودع حیت یخصف الورق
لم یبطت البلاد و لا بشر	انت ولا مضطربة ولا علق
بل نطفة تركب السفین وقد	الجم نسرا و اهلہ العرق
تفعل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مستعرا	فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المہین من	فندف علیہا نحنہا النطق
وانت العا ولدت اشرف ال	ارض و ضاء ت بنورک الالف
فنحن فی ذلک الضیاء ولی	النور و سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنے آپاؤ اجداد کی اصلااب و ارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم ؑ جسم پر پنے لپیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ ﷺ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضطرب تھے اور نہ جما ہوا خون۔ بلکہ آپ ﷺ بہ صورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جبکہ کوہ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ صلب سے رحم کی طرف شکل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ ﷺ حضرت خلیل ؑ کے صلب میں پوشیدہ ہو کر نار و غرود میں اترے، جب آپ ﷺ ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اس اشرف نے جو آپ ﷺ کے فضل پر غور ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب نذف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قباہل ہیں۔ اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہو گیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور و ہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

﴿مسند حاکم، بلبرانی﴾

## چمکتا ہوا نور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم ؑ کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحب کرامت و فضیلت دیکھا پھر انہوں نے ان کے درمیان ایک چمکتا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند عیسیٰ ؑ ہیں۔ یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿یعنی، اطہرائی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل کے مجملہ وجوہ ایک وجہ یہی نسبتی فضیلت ہے، اس لیے کہ نبوت، حکومت اور سیادت بھی ہے اور حکومت و سیاست ذی حسب اور صاحب عزت و شرف میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے امتیاد و اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہر قل شاہ روم نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان کی نسبتی حالت کیسی ہے؟ حضرت ابوسفیان ؓ نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں۔ ہر قل نے کہا: ”یہی نسبتی بزرگی، نجابت و اصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں نجابت نسبتی کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

## حضرت عبدالمطلب کا عجیب و غریب خواب:

ابوبکر بن عبد اللہ بن ابوالجہم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں نے جبکہ میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لمحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کانٹے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ

جو مضبوطی سے چپے ہوئے ہیں۔“ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فح ہو گیا پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

”اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔“

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: ”شاید وہ فرزند! یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔“ ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے:

”خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہوں۔“ اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا:

”پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟“ ابوطالب جواب دیتے تھے: ”مجھے شرم و حیا آتی ہے کہ قریش کہیں کے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھیجے پر ایمان لے آیا۔“

﴿ابو نعیم﴾

### بنی زہرہ میں حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

ابو نعیم مولیٰ مسود بن خرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مسود بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ”تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟“

میں نے کہا: ”میں بنی ہاشم سے ہوں۔“ پھر اس نے کہا: ”کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟“ میں نے کہا: ”ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔“ اس مشروط اجازت کے بعد اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا انتہائی کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”ہم اس کو بنی زہرہ میں پاتے ہیں، تو یہ کیسے ہوگا؟“ میں نے کہا: ”میں نہیں سمجھتا۔“ اس یہودی عالم نے پوچھا: ”کیا تمہاری کوئی شامہ ہے؟“ میں نے جواب دیا: شامہ سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے کہا: یوی! اسکے جواب میں، میں نے کہا ”فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔“ اس نے کہا: ”جب تم اپنے وطن پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔“

اس کے بعد جب حضرت عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قبیلہ نامی خاتون سے کر دیا۔ قبیلہ کے بطن سے حادث پیدا ہوئے، حادث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ قبیلہ کے بعد آپ کا نکاح بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور مساجزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی مساجزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

﴿حاکم، الطبرانی، ابو نعیم، بیہقی﴾

حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے "طبقات" میں یہ طریق جعفر بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے تھنوں کے بالوں کو دیکھا۔ اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات بنی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔

﴿ابو نعیم﴾

### حل مبارک کے معجزات:

حضرت سعد بن ابی الوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ اپنے زیر تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر چلنے الصدویہ کی طرف ہوا جب چلنے کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان "نور مصطفیٰ" تاباں پایا تو اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی۔ اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کروں تو میں آپ کو سواؤٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: "شہر جامیٰ حل کر کے صاف ہولوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبد اللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور ولادت کیلئے حمل کا استقرار ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ ﷺ بعل کے پاس پہنچے اور کہا: (بعلیٰ نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کر دیا، آپ دوبارہ اس کے پاس نہیں گئے بلکہ راستہ میں مل گئی تھی) اب تیری خواہش باقی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ بعلیٰ نے کہا: "جب تم ادھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر "نور نبوت" تاباں تھا، مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ ختم ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

ایک روایت میں ہے کہ "جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو، اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اہلی مقدر کو تولید میں لائیں گی۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ ﷺ کو نکاح کیلئے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل جالہ یمن کی ایک کاہنہ خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالمہ مشہور تھی اور اس کا نام قاطرہ بنت مر الکنیہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو، تو میں تم کو سواؤٹ پیش کروں گی۔" اس کی اس پیشکش پر حضرت عبد اللہ ﷺ نے کہا:

وَمَا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتِ دُونَهُ وَالْحَلُّ لَا حِلَّ لِمَا سَبَقَهُ  
فَكَيْفَ لِيَ الْأَمْرَ الَّذِي تَبَيَّنَهُ بِحِمَى الْكَرِيمِ عَرَضَهُ وَدَهَنَهُ

ترجمہ: ”کحل حرام سے تو مر جانا بہتر ہے اور کحل حلال، تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر سکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیونکہ اہل توقیر و آبرو، اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ ؑ اپنے والد کے روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوتِ مہاشرت دی تھی چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا: ”میرے پاس جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟“ جناب عبداللہ نے جواب دیا: ”میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔“ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

”اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نورِ نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرمادیا۔“

اس کے بعد فاطمہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

انی رایت مخيلة لمعت      فللا لات بهائم القطر  
ظلمنا بها نور بضي له      ماحولہ کا ضاء ف البدر  
و رجولہ لخير ابوء به      ما کل قاذح زلذہ یوری  
فہ ما زهریہ سلبت      لوبیک ما استلبت وما لدری  
ترجمہ: ”میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی جس کی تابانی نے جہاں بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔ ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد و پیش کے سارے علاقہ کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح کہ ہر شخص چہر تاق سے چنگاری حاصل نہیں کر سکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالانکہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔“

اس کے بعد فاطمہ نے یہ بھی کہا:

بنی هاشم قد غلوت من اعیکم      امینۃ اذللہا بہ  
کما غادر المصباح بعد خبوه      قتال قد میثت له ہدھان  
وما کل ما یحوی القتی من تلادہ      یحزم ولا ما فاتہ لتوالی  
فاجمل اذا طالبت امرا فانہ      سیکفیکہ جد ان یصطرعان

سبکدوشی کہ اما ید مقفلة واما مبسوطة بیان  
ولما قضت منه امنة ما قضت لها بصرى عنه وكل لسانى  
ترجمہ: ”اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جبکہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر  
رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بجی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے، بجی کو خالی  
اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قہمچی اور موروئی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو  
مال اس سے جاتا رہتا ہے وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے  
ساتھ کرو، کیونکہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا  
تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔ حضرت آمنہ  
رضی اللہ عنہا نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر لیں تو اب میری آنکھوں کی  
بصارت جاتی رہی اور میری زبان گوئی ہوئی۔

﴿ابو نعیم، ابن مساکر، خزائن البیہات﴾  
ہشام بن کلثوم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالقیاض خثعمی رضی اللہ عنہ سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس  
میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا: ”تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے  
کیا تھا، اب کیا خیال ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ خواہش اسی روز تھی، آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک  
معاورہ بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جو انان قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ  
اسے استعصاب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے (جو کہ پیچھے گزر چکے  
ہیں) اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ”انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔“ اتنا زیادہ ہے  
کہ ”اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔“  
اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ  
مجھ سے ابو یزید مدنی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیدنا  
عبداللہ رضی اللہ عنہ خثعمی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نور نبوت کو چمکتا دیکھا۔ تو  
خثعمی عورت نے ان سے کہا: ”کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا:  
”ہاں! لیکن پہلے میں ”ری جمار“ کر لوں۔“ تو وہ گئے ری جمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ  
کے پاس آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ (حضرت عبداللہ  
رضی اللہ عنہ کا خثعمی عورت کے پاس جانا اس لیے تھا کہ حقیقت حال دریافت کر لیں) خثعمی خاتون نے کہا:  
میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں! میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس  
گیا ہوں۔ خاتون نے کہا: اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے  
تھے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا جب تم نے اپنی زوجہ سے محبت کی تو وہ نور  
ان میں منتقل ہو گیا، اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرار حاصل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے



زمین پر اس درجہ تو قیر افزا حمل کسی خاتون کو نہ ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شمع کی ایک خاتون نے ایک خاص موسم میں رونمائی و خود نمائی کرتی، بڑی ماہِ رُخ اور حسین تھی۔ وہ فرشِ فروخت کرنے کیلئے پھیری کرتی تھی، اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی مئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب و متاثر ہوئی اور خود کو ان کے سامنے پیش کرنے اور دعوتِ مباشرت دینے لگی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اسی جگہ ٹھہری رہ، جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں پھر آپ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی، جس کے نتیجے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استقرارِ حمل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: تجھ سے وعدہ کرنے والا، اس نے کہا غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ فوراً کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

﴿تہذیب، ابونعیم، ابن مساکر﴾

ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے خوب رنگو جوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا: ”تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے اس کے نور سے دامن مراد کو بھرے جو ان کی پیشانی میں تاباں ہے؟“ اس کے جواب میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حاملہ ہوئیں۔

﴿تہذیب، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل کی بہن حیلہ بنت نوفل لوگوں کو دیکھ کر ہلکون لیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا تاکہ آپ سے خواہشِ نفس کی تکمیل کرے، اس نے جناب عبداللہ کا دامن پکڑ لیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا: صبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے نکل کر چلے گئے، اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حاملہ ہوئیں پھر آپ اس عورت کے پاس پہنچے تو اسے انتظار کرتے پایا۔ حضرت سیدنا عبداللہ نے کہا کہ: کیا ارادہ ہے، خواہش باقی ہے؟ حیلہ نے جواب دیا: بالکل نہیں کیونکہ مجھ کی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آئے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی اسکی روشن تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

کلبی رضی اللہ عنہ، ابوصالح رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ

خاتون جس نے خود کو حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ پر پیش کیا، ورثہ بن لوٹل کی بہن تھی۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

دورانِ حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں:

علی بن یزید بن عبد اللہ بن وہب بن زمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی بیٹی سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولد حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ گرائی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایامِ حمل میں خود کو جو حمل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دن چڑھ چایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

”اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے تم حاملہ ہو؟“ میں نے جواب دیا کہ ”میں تو نہیں جانتی۔“ پھر اس نے کہا: ”تم ایک بڑی امت کے سردار اس امت کے نبی کی تولید کیلئے حاملہ ہوئی ہو۔“ یہ دن دو شبہ یعنی چار تھا پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ بچہ جا کرو۔

أَعِيْنُهُ بَالُوْا اٰجِدُ مِنْ قَسْرٍ كُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: ”میں اللہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔“

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکالو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا۔ میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ رسم تھی کہ حاملہ عورتیں لوہا باندھتیں اور گلے لٹکالتیں تھیں)

﴿ابن سعد، راقدی﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرائی برداشت نہیں کی۔

﴿ابن سعد﴾

احمد محمد نام کا انتخاب:

ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایامِ حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام ”احمد“ (عَلِيْهِ السَّلَامُ) رکھیں۔

﴿ابن سعد﴾

بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ”تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو لہذا جب ان کی تمہارے

بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (ﷺ) رکھنا اور اس حتمی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا اللہ پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سر پر ہاتھ ایک حتمی موجود تھی۔ جس پر لکھا تھا:

”أَعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَ كُلِّ عُلَيٍّ زَائِلٍ، مِنْ قَائِمٍ وَ قَائِلٍ، عَنِ النَّبِيِّ غَالِبٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَائِلٍ أَوْ غَالِبٍ، وَ كُلِّ عُلَيٍّ مَاجِدٍ، يَأْخُذُ بِالْمَرَاغِدِ، فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَنَهَا هُمْ غَنَةُ بَالِغٍ أَلَا غُلَى، وَ أَخَوَاطُهُ مِنْهُمْ بِالْبَيْدِ الْغُلَيَّاءِ، وَالْكَفِّ الَّذِي لَا يَرَى يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ وَ حِجَابُ اللَّهِ قَوْنُ عَادِيهِمْ، لَا يَطْرُقُ قُوَّةٌ وَلَا يَضْرُؤُهُ فِي مَقْعَدٍ وَلَا مَنَامٍ وَلَا مَسِيرٍ وَلَا مَقَامٍ أَوَّلُ اللَّيَالِي وَ آخِرُ الْأَيَّامِ“

﴿ایضاً﴾

حضرت سیدنا عبداللہ ﷺ کا وصال:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد نے شام کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں حکم مادر میں تھے۔ حضرت عبداللہ ﷺ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔

واقفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں جس قدر روایات اور اقوال ہیں ان میں یہی قول درست ہے۔ واقفی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ سے محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

﴿ابن سعد﴾

## واقعہ فیل

حضرت ابو جعفر بن علی ؑ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فاصلہ تھا۔

﴿ابن سعد، ابن الدنیا، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالطلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیجئے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستادے کے ذریعے پورا کر دیجئے، اس پر اس نے کہا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھرا ہوا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ اسن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا۔ تو میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت عبدالطلب نے یہ نظر رخصت فرمایا پھر اس سے کہا: ”تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور

تم واپس ہو جاؤ۔“ مگر اس نے ان کی ہتکیش کو رو کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حسرتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

حضرت عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: ”میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے خطا ساتوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللهم ان لكل اله خلا لا يمنع حلاك لا يملن معالهم معالک  
اللهم فان لعلت فامر ماہد النک

ترجمہ: ”اے خدا! ہر معبود کیلئے ایک مل ہوتا ہے تو اب تو اپنے مل کی حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا دواؤ ہر گز غائب نہیں آسکا اے خدا! اب اگر تو پہانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔“

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا شل ابر نظر پڑا۔ وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو شل چپائے ہوئے بھوسے کے کڑوا لے۔

﴿ابو نعیم، ہیثمی﴾

حضرت مکرّمہ رضی اللہ عنہ ”طہور: ابابیل“ کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحاب لیل کے جسموں پر چپک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چپک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

﴿سعید بن منصور، ہیثمی﴾

سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید بن عیسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب لیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر درندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے۔ یہ گویا ابابیل تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحاب لیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیرہ قیرہ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب لیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام ”الصفا“ پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: ”یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔“ یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: ”ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔“

﴿ابو نعیم، ہیثمی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہاتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے کہ وہ پیچھے لوٹنے

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی پتھریاں جن پر مٹی تھی، دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر فضا میں معلق کر دیا اور ان پرندوں نے پتھریاں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا، جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی بدن کو کھاتا، وہاں کا گوشت گر پڑتا۔

حضرت وہب ؒ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل کے ساتھ ایک ہتھی تھی، اس ہتھی کے لگاؤ سے ہاتھی کو بڑھایا، معا اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

﴿انجم﴾

## حضرت عبدالمطلب اور چاہ زمزم

حضرت علی بن ابی طالب ؑ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا: ”بزہ“ کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: ”المضنؤنہ“ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا مضنؤنہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: طیبہ کو کھودو، انہوں نے پوچھا: ”طیبہ کیا ہے؟“ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا: ”چاہ زمزم کھودو۔“ انہوں نے پوچھا: ”زم زم کیا ہے؟“ اس نے بتایا اس کا پانی نہ کبھی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہ زمزم کی جگہ انہیں بتائی پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے اسے کہا: ”اے عبدالمطلب! کیا کھود رہے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: مجھے چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر جب چاہ زمزم نمودار ہوا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: ”اے عبدالمطلب! اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسماعیل ؑ کے تصرف میں آیا ہے۔“

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: ”اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، اس لیے یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی لیے مخصوص کیا گیا ہے۔“ انہوں نے کہا: ”کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرنے کو تیار ہو؟“ انہوں نے کہا کہ ”ہاں بالکل۔“ قریش نے کہا: ”اچھا ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد کی کاہنہ کو حکم تجویز کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں کو منظور ہوگا۔“ کاہنہ شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ لہذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب اور قریش کے مخالف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راہ سفر میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا اور شدت پیاس سے تمام قافلہ کو یقین ہو گیا کہ اب مر جائیں گے، کچھ افراد شدت تشنگی سے جان بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجاء کرتے، مگر وہ جواب دیتے کہ بھائیو! کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت

میں حضرت عبدالطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جواب دیا: ”ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جو آپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔“ حضرت عبدالطلب نے جواب دیا:

”میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے ایک گڑھا کھود لے اور جو بھی مرتا جائے دوسرے ساتھی کو اس گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے ٹھہ ضائع ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔“ چنانچہ سب نے اپنے اپنے لیے گڑھے کھود لیے۔ اسکے بعد ساتھیوں نے کہا: ”اس طرح تو ہم اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں، ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچارگی پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرما دے۔“ یہ سن کر حضرت عبدالطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: ”پھر اٹھ کھڑے ہو۔“

چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، جب حضرت عبدالطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دھنڑا اس کے پیچ زمین میں دھنسنے، پانی نکل آیا۔ حضرت عبدالطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا، سب نے پانی کو باغرا لیا، استعمال کیا اور برتنوں و مشکوں میں ذخیرہ کر لیا، ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آبِ رسانی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا: ”اے محرم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا۔ آؤ لوٹ نکلیں، چاہ زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا اصرار نہیں۔“

﴿ابن اسحاق، سنن﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قریش مکہ اصحابِ نعل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالطلب نے فرمایا: خدا کی قسم! میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے:

”اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔“

وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرام میں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ بے شمار دیوبکر، ہاشمیوں والا لشکر مالکِ حرم کی مدافعت کرنے والی چڑیوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہو گیا۔ اس کے بعد قریش اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور حضرت عبدالطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دوچند ہو گئی۔ اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زحرم کو کھودو جو شیخِ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا:

”اے خدا! مجھے اس کنوئیں کا مقام ظاہر فرما دے۔“ چنانچہ پھر خواب میں رہنما فرمائی گئی کہ ”تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو قرث اور دم کے مابین مخفی ہے اور وہ غرابِ اعظم کے چونچ مارنے کی جگہ ہے وہ

جگہ قریہ النمل میں سرخ پتھروں کی جگہ ہے۔“

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقام خروہ میں گائے ذبح کی۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور مسجد حرام کے نزدیک چارو زحرم کے قریب آ کر کی گئی، اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا۔ گوشت بنایا اور اٹھایا گیا کہ دفعۃً خون اور اوجھہ پر ایک کوا آیا اور قریہ النمل کی جگہ بیٹھا، چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے، دیکھا اور دریافت کیا: ”کس لیے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”میں اس کنوئیں کو کھود رہا ہوں۔“ جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ نذر مان لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس کے بعد پھر کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سطح آب تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زحرم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے تباہ پانی پینے لگے۔ رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو حضرت عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو:

اللهم انی لا احلها لمغتسل ولكن هی لشارب حل  
و بل لم کفیتهم

ترجمہ: ”اے خدا! میں زحرم کے پانی کو نہانے والوں کیلئے حلال نہیں بناتا، یہ پانی صرف پینے والوں کیلئے ہی حلال ہے، یہ تیرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔“

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرا دی۔ اس کے بعد جس کسی نے زحرم کے مومن کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے دعا کی:

”اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہذا میں ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں، پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے اس کی ہدایت فرما۔“

بعد ازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی اور جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور نسبتاً یہ فرزند ان کو زیادہ محبوب تھا پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: ”خدا یا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی؟“ انہوں نے پھر عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، تو قرعہ سو اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبداللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی کر دی۔

﴿نتیجہ﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے زحرم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں

ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔

سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا پس وہ ان کو پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے گئے اور ان کے ساتھ چمڑی تھی۔ حضرت عبدالطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ”آپ اپنے نعت جگر کے بدلے اپنے اونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں پھر عبدالطلب نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔

اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبداللہ کا نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سواونٹ اور عبداللہ کے مابین قرعہ اندازی میں اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقع پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ بھوائی کی اور سب اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔ سواونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار حضرت عبدالطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہو گئی اور الہی حکم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے رو نہیں فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

مناجی حضرت معاویہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک دیہاتی نے آ کر کہا:

”یا رسول اللہ ﷺ! سرسبزی ناپید، پانی خشک، اہل و عیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ دیا ہے، اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔“

اس بات کو سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کسی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا: ”لوگوں نے حضرت معاویہ ؓ سے پوچھا: ”اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”حضرت عبدالطلب کو جب زخم کھودنے کا حکم فرمایا تھا تو انہوں نے نذرمانی کر اگر یہ کام مجھ پر آسان ہو گیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کی قربانی دوں گا پھر جب وہ اس کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ ؓ کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی مسائیاں جو بنی مخدوم سے تھیں، مانع آئیں اور زور دیا کہ اپنے بیٹے کے عوض فدیہ دے کر اپنے خدا کو راضی کرو تو انہوں نے سواونٹوں کی قربانی دی۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے کہا: یہ ایک ذبیحہ ہوا اور دوسرا ذبیحہ حضرت سیدنا اسماعیل ؑ ہیں۔

﴿مغازی اموی، حاکم، ابن جریر﴾



## شب ولادت کے معجزات اور خصائص

حضرت حسان بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا بچہ دار بچہ تھا۔ میں نے ستارہ یزد کا ایک یہودی معج کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: "اے گروہ یہودی! دیکھو۔" اس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: "تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟" یہودی نے چھت پر سے کہا: "اسمہ علیہ السلام کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہوتا ہے۔"

﴿بخاری، ابونعیم﴾

### ہر طرف نور بنی نور:

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پائی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر چیز روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھ سکتی تھی۔

﴿بخاری، طبرانی، ابونعیم﴾

### شام کے مخلات روشن:

حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا عید اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم ؑ جنوز اپنے خیمہ میں تھے اور تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم ؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے مخلات روشن ہو گئے۔

﴿احمد، طبرانی، مسک، بخاری، ابونعیم﴾

حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے: تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم ؑ نے میرے لیے دعا کی۔

حضرت عیسیٰ ؑ نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے شام کے مخلات روشن ہو گئے ہیں۔

﴿حاکم رحمۃ اللہ نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔﴾

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ اصحاب رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتائیے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا، حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام ملاقہ شام منور ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا لیکن شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالت بیداری یعنی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: ”اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ تقایدا ہو جائے تو اس کا نام محمد ﷺ رکھا۔

مشرق و مغرب روشن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور زرخیز بچل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹھیک لگائی، اس کے بعد ٹہلی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالجلاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاع نور کی آمد سے بھرہ کے محلات تک دیکھ لیے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطاء بن یسار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلات شام روشن ہو گئے اور میں نے ان (محلات) کو دیکھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی دایہ جونی سعد سے تھیں، ان سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا گویا میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سیاری زمین منور ہوئی ہے حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

﴿ ابو نعیم ﴾

عمر بن عاصم کلابی سے روایت ہے کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ پاک و صاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

﴿ ابن سعد ﴾

تمام زمین روشن:

ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہمیں معاذ عمری رحمہ اللہ نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون رحمہ اللہ نے ابن قتیبہ کے حوالے سے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہو گئی ہے۔

حضرت مسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

﴿ ابن سعد ﴾

سوی بن عبید نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی، جب مٹی لب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر راوی سچا ہے تو یہ نو مولودوں نے زمین پر نالاب ہو گا۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت عبد الرحمن بن عوف نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

رحمک اللہ و رحمک ربک

مشرق و مغرب کی سیر

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی حتیٰ کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لانا

دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لڑش طاری ہو گئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہو گئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہو گیا پھر میں نے سنا تم رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

﴿ابو نعیم﴾

### ولادت باسعادت کی مبارک رات:

عمر و بن قتیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتعاش بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہو گئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریعات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں غلام میں اس کے سر پر استادہ کی نگینیں جو کہ ولادت رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کیلئے بہ حرمت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت تھی اور امن تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔

ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نرہت و نور سے معمور ہو گیا۔ ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت باسعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر ملک الاخر سے معطر ستر ہزار درخت اکائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اورندھے گر پڑے لیکن لات و عزرائیل کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بگم رب انھہ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے قریش کا بھلا ہوا، ان کے یہاں امین آگئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

بیعت اللہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز نہ سنی، اب اللہ تعالیٰ میرے نور

کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیزی تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ نہ رکا۔

﴿ابو نعیم﴾

### قریش کے جانوروں کی مبارکباد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پروردہ چوپایہ گویا ہوا:

”رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔“

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور فنی کمال سے معرا ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھانہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا اور مشرق کے چرند و پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارک باد لے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان دونوں پر یہ ندا تھی:

”مبارک ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی، وہ زمین پر امن و مبارکی کیلئے ضمانت بن کر تشریف لائے والے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرائی، تکلیف، ہدمرگی یا اسی طرح کی کوئی دوسری شکایت جو ان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہ کی اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی ہارگاہ میں عرض کی: ”ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔“ ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور ان کیلئے برکتیں طلب کرو اور ان کیلئے دعائیں مانگو۔

وصلوۃ اللہ تعالیٰ و ملئکنہ و النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین علی

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بروکاتہ و سلامہ

اللہ تعالیٰ نے میلا و شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتیں تھیں کہ مدت حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اس نے بہ حالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دھایا اور کہا: ”اے آمنہ! تمہارا معمول سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام رکھنا۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع

صل کے وقت عورتوں کی ہوتی ہے اور مگر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ دفعہ میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہو گئی۔ اس کے بعد ایک عجیب چیز جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تھپید دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف و ہراس اور وہ جو تکلیف دے سکتی اور میں اسے پاتی تھی دور ہو گئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا پھر وہ مجھ سے ایک بلند نور چکا، اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد، عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے جمرٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان وزمین کے درمیان سفید فرش بچایا گیا اور کسی نے کہا: اس کو مولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کچھ مرد نضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک کھڑی میرے رو برو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرودی اور بازو یا قوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرما دیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشرق و مغرب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جہنمے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے درودہ ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ و زاری کرنے والا اٹھاتا ہے پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا پھر وہ غائب ہو گیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

”محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور مسندوں کی سیر کرو تا کہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں ”ماحی“ رقم کیا گیا تھا کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔“

پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا، اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں لپیٹے ہیں اور آپ کے نیچے بزر حریر کا پھونٹا ہے اور آپ آبدار سوتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کہنے والے نے کہا: ”محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے چہنہانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پرشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو نداہ کرتے سنا کہ ”محمد (ﷺ) کو مشرق و مغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر

لے جاؤ اور آپ کے حضور جن وانس اور حوش و طیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم کی صفاء، حضرت نوح کی رقت، حضرت ابراہیم کی خلعت، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت یعقوب کی مسرت، حضرت یوسف کا جمال، حضرت داؤد کی آواز، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ کا کرم عطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کر دو۔

اس کے بعد وہ ابرچھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو سو جو پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ خوشی ہے خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرہ کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگلی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس آفتاب سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتی سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے چھوٹے تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا کہ وہ ایک آفتاب تھا، درخشاں اور تاباں دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے کہا: ”یہ فرزند مجیب شان والا ہوگا۔“ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ”ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق و مغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہوا اور خاندانہ پر آ کر بیٹھا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا پھر وہ آسمان و زمین کے درمیان فضا میں اور دور دور از خلاء میں اڑتا رہا۔“ میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا اگر واقعی تمہارا خواب یہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کا فرزند پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو تولید کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ

”تم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟“ انہوں نے جواب دیا مجھے دروزہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہوئی۔ اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنی جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ تھیں اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یا قوت کی لکڑی پر تھا جسے زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں نے اس کے سرے پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو مثل فعل آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب قطاء کا غول دیکھا، جو حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الدیہ کی تابعدار جو کبھی گزری کہ تمہارے اس فرزند کی بدولت بت پرستی اور کھانت جاتی رہی اور یہ سعیرہ ہلاک ہوئی۔ جنوں کی خرابی دور رسوائی ہو۔ اور میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قند کی درازی اور رنگ دروپ میں کال ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو

لایا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد ہبز حریر کی ایک تھیلی نکالی، اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دیا، اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں مہر لگائی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انگڑے کے مانند مہر کی اور آپ کو قمیص پہنا دی۔ یہ ہیں وہ عجیب و غریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

﴿ابو نعیم، سند ضعیف﴾

### قائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے دونوں بیانات میں تناقض موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے۔ بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرنے کیلئے میری طبیعت اور انتہا ضحاکین میں نے اس موقع پر حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے۔

### شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:

حضرت حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائد رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔

میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں منگ ناز، تیسرے کے ہاتھ میں ہبز زمر کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔ کسی کہنے والے نے یہ کہا یہ دنیا ہے اور یہ ان کی مشرق و مغرب اور خشکی و تری ہے۔ تو اے اللہ کے حبیب! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تمام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں: میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا کونا پکڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے۔ اس وقت کسی نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی! حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔ میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا پھر اس نے اسے کھولا تو اس میں سے ایسی مہر نکل جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو آفتاب سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں منگ اؤخر کا ڈورا تھا



اور اٹھا کر ایک کھڑی اپنے بازو میں لیا۔

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ یہ شخص رضوانِ محافظِ جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرماتی ہیں: میں نے کچھ سنی اور کہا: ”اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے۔ آپ اعتبارِ علم ان سے زیادہ اور بہ لحاظِ شجاعت آپ ان سب سے افضل ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوف و رعب کا لباس پہنایا گیا ہے۔ جو ابھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوف زدہ ہوگا۔ اے خلیفہ اللہ! اگرچہ اس نے آپ کو نہ دیکھا۔“

❁ (ابن وحید رحمہ اللہ نے ”تخویر“ میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

شب ولادت یہودی کا قریش کی مجلس کا اعلان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: ”اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟“ قریش نے جواب دیا: ”ہمیں نہیں معلوم۔“ اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

”آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک غلامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک عفریت جتنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔“

پھر قریش کی مجلس برخواست ہو گئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گمراہیوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبد اللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا یہودی نے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شاعت کروں۔ وہ آئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس غلامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟

یہودی نے کہا اپنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

## دعوت حقیقہ:

ابوالقلم خوشی، رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔ انہوں نے کہا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نو مولود بچہ کے سر پر ہاڑی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا گیا کہ وہ رسم کے مطابق ہاڑی رکھیں چنانچہ انہوں نے ہاڑی رکھی تو اس کے دو کٹڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ رخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب لگا ہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آکر حضرت عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر و صلاح کو پہنچے گا۔ جب ساتراں روز ہوا اور حضرت عبدالمطلب نے (حقیقہ میں) قربانی کی اور برداری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

”اے سردار! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟“ حضرت عبدالمطلب نے بتایا: ”میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔“ قریشی مہمانوں نے کہا: ”اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟“ فرمایا: ”میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔“

﴿یعنی، ابوسلم﴾

## عصیٰ راہب کی پیشین گوئی:

حضرت مسیب بن شریک ؓ سے روایت ہے کہ شام کے علاقہ میں بمقام مرا الظہر ان ایک راہب تھا جس کا نام عصیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ مغرب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب و عجم والے بیروی کریں گے تو جو لوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں۔ وہ راہ یافتہ اور صلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ لاریب وہ خسران (کھانے) میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور باطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب و جستجو میں آیا ہوں۔ پھر اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ میں خاندان قریش کے اندر نو مولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا۔ وہ فرزند جلیل جنۃ تشریف نہیں لایا۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو صبح حضرت عبدالمطلب عصیٰ راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا: اے حضرت عبدالمطلب! تم ہی اس فرزندِ ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں، میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ دو شعبہ کو پیدا ہوا، اسی دن بھٹ کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔

یاد رہے آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ صحت مند ہو جائے گا، تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کیساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔ "حضرت عبدالمنظف نے پوچھا: "اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی؟" راہب نے جواب دیا: "اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کیلئے سالوں کی گنتی طاق پر ہوگی۔ انسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔" (عمیسی راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں، اس نے انجیل کے مطابق یہ باتیں حضرت عبدالمنظف کو بتائیں)

راوی کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عاشورہ محرم کے دن حمل میں آئے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول ہجر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿ابو نعیم، ابن مساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی برکتیں:

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے، چنانچہ جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دی گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف ہیں، یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو نبی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کیلئے بھیج دیا گیا جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہو گئی۔ اس کے یہاں کب معاش کیلئے بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہو گئیں۔

﴿ابو نعیم﴾

زمانہ جاہلیت کی رسم اور ہانڈی کا ٹکڑے ہونا:

حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے نیچے روشن ہو گئے اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، جب آپ ﷺ پر ہانڈی لٹائی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

﴿ابو نعیم﴾

عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہو گئے اور آپ ﷺ پر

ہاڑی لوٹی تھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کھاتے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

### شیطان کی خواہش:

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہوئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک فرزند ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کر دے گا۔ اس پر اس کی ذریعات نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے فہم و دانش کو متاثر اور خراب کر دینا چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جاگرا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر﴾

### آسمانوں پر شیطان کا داخلہ بند:

معروف بن خریزہ سے روایت ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمان سے روک دیا تھا۔  
راوی حدیث معروف نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیر کے دن طلوع فجر کے وقت کے پیدا ہوئے۔

﴿ذہیر بن یحیٰ، ابن عساکر﴾

### ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:

حضرت ابوالیوب حضرت ابویعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ ٹکڑے کر گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا، جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اٹھائے حال کیلئے مبروۃ قمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتکا کیا کہ تاج بہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء و کوراء کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں از خود آتش خانہ کے سر ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دو چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذ ان مجوسی عالم نے کہا: یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دوام رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ: "سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔"

کسریٰ نے پوچھا: "اے محترم موبذ ان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟" اس نے جواب دیا: عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المزدک کو خط لکھا کہ:

”میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں، دریافت کر سکوں۔“ نعمان نے اس کے پاس عبدالحج بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا، جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: ”کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟“ عبدالحج نے جواب دیا: ”اے شہنشاہ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتا دوں گا، ورنہ اس شخص کی نشاندہی کروں گا جو اسے جانتا ہوگا۔“

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالحج نے کہا: ”اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سلطیح کا من کہتے ہیں۔“ بادشاہ نے کہا: ”اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔“ پس عبدالحج سفر دراز طے کر کے سلطیح کے پاس پہنچا، وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالحج نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالحج! تیرا راز ناقہ پر سلطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے ”آتش کدے“ کے بجھ جانے، موبدان کے خواب اور وجہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے، جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے تو سلطیح کیلئے شام، شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت ننگروں کے کرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ سلطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔

عبدالحج کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

﴿تبعی، اہم، ابن مساکر، قرطبی، البیہقی﴾

قاعدہ:

ابن مساکر رحمہ اللہ نے کہا مندرجہ بالا حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخروم کی روایت کے جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوالیوب یعلیٰ ؓ نے اسے منفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن مساکر رحمہ اللہ نے اپنی ”تاریخ“ میں سلطیح کا من کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالحج کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے روایت کو اسی طریق سے بیان کیا اور اسے معروف بن خربوذ ؓ سے روایت کر کے کہا ہے: ”جب ولادت رسول اللہ ﷺ کی شب آئی۔“ اس کے بعد اس کی مانند روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب ”کتاب الصحابہ“ نے اور ابن حجر رحمہ اللہ نے ”الاصابہ“ میں مرسلہ روایت کی ہے۔

## شب ولادت بت اوندھے منہ گر گیا:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ بن جحش اور عثمان بن حویث تھے ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس وقت عثمان نے یہ اشعار پڑھے:

ایاصنم العید الذی صف حولہ صنادید و لد من بعد و من قرب  
تنکس مقلوبا لما ذاک قل لنا اذاک شی ام تنکس للقلب  
فان کان من ذلب اسانا فاننا ینوء باقرار و نلوی عن الذلب  
وان کنت مقلوبا تنکست صاغرا فما انت فی الاوثان و بالسید الرب  
ترجمہ: ”اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کیلئے قریب و عہدی سے بڑے  
بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا، کیا یہ کسی خاص  
بات کی وجہ ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔ اور اگر تو ہمارے معاصی سے  
بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار  
کرتے ہیں۔ اور اگر تو مقلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو  
جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔“

راوی کا بیان کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو یہ  
حکم خداوندی کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا:

تردی لمو لود انارت بنوره جمیع لجاج الارض بالشرق والغرب  
و غرت له الاوثان طرا و اعدت قلوب ملوک الارض طرا من الرغب  
و نار جمیع الفرس باغت و اظلمت و لد بات شاه الفرس فی اعظیم الکرب  
و صدت عن الکھان بالغیب جنھا فلا مخیر منهم بحق ولا کذب  
لیال ال قصی ارجعوا عن ضلا لکم وھبوا الی الاسلام و المعزل الرجب  
ترجمہ: ”میرا اگرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کہ زمین کے شرق و مغرب  
کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہاں آباد  
کے تمام بادشاہوں دل کے میں اس کے رعب سے لرزہ بر اندام ہو گئے۔ اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ  
کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کانہوں کے

پاس بھی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا۔ ان کے پاس اب کبھی خبر ہے نہ جھوٹی۔ تو اسے اولاً وقصی! تم راہ خلافت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی رہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔“

﴿غزالی الہدایہ﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی زادی اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب قبل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا: ”اے قریشی بزرگوار! مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور دیت قربان کر دیئے گئے۔“

ہم نے جواب دیا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: ”وہ بچہ کہاں ہیں؟“ ہم نے بتایا: ”انہوں نے زہری قبیلہ کی ایک شریف زادی آمنہ سے نکاح کیا اور بچہ کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔“ اس نے کہا: ”تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا یا نہیں؟“ ورقہ نے جواب دیا: ”اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے بھی طور پر سنا گیا، وہ کہہ رہا تھا:

وَلَدَ النَّبِيُّ فَلَهُ الْاَمْلَکُ

و نای الضلال و ادبر الاشراک

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر پڑا پھر زید نے کہا: ”اے عزت مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابوقیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو ہنر باز وہیں وہ ابوقیس پر اتر کر ٹھہرا۔ پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا:

”شیطان رسوا ہوا، بت پرستی کا بطلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا، پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلا لیا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ از شرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اتر ا اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تمامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا وہ سب کے سب گر پڑے۔“

نجاشی نے کہا: تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتاً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سرگردن کے مقام تک ابھرا اور کہا: اصحاب قبل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو بائبل نے ”بہجنا رۃ من سجنلی“ سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی الی جو حری اور کی ہے

پیدا ہو گیا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کسی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ قاعب ہو گیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ ”قوت ماطلہ“ منقود ہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ اوسکا۔ اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے۔ میں نے ان سے کہا: ”بہش کے ہاشموں کو میرے پاس نہ آنے دو۔“ تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوت گویائی اور قوت رفتار از خود بحال ہو گئے۔

﴿فرمانی الہیاتف﴾

## نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات

آپ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام و اکرام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے سر کو کسی نے نہ دیکھا۔  
 ﴿اس روایت کو ”اختقارہ“ میں ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔﴾

﴿طبرانی، المعجم، ابن مساکر﴾  
 یونس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ابن ابان رضی اللہ عنہ نے اور انہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب بتاتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون و سرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا: یقیناً میرے اس فرزند کی بڑی شان ہوگی۔

﴿اس روایت کو بیہقی، ابونعیم اور ابن مساکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا ہے۔﴾

﴿ابن سعد﴾

ناف بریدہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن ہدی، ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ختنہ شدہ حالت میں ہوئی۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن مساکر﴾



## مختون شدہ انبیاء کرام:

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام مختون شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے: مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت شیثؑ، حضرت اورلئسؑ، حضرت نوحؑ، حضرت سامؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ۔ ان سب پر گزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿حاکم المسند، رک﴾

حضرت ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ نے نبی کریم ﷺ کی تختہ اسوقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿طبرانی، المعجم، ابن مساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے باتیں کرتے تھے:

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرش الہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسابونی المصنوع، خطیب، ابن مساکر﴾

فائدہ:

تیسری نے کہا ہے اس کی سند میں احمد بن ابراہیم جبلی ہے جو کہ مفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور مسابونی رحمہ اللہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مہد میں گفتگو کرتا:

واقعی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

﴿حافظ ابن حجر مخرج بخاری﴾

نبی کریم ﷺ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا:

”اللہ اکبر، اکبر، والحمد للہ کثیراً“

﴿ابن سبع النصائح﴾

## زمانہ رضاعت کے معجزات

حضرت حلیمہ کے گھر میں برکتیں:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ؓ کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حلیمہ بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نبی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خورانی کیلئے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سونہ سکتے تھے اور میری بھائی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا، نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے، ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعد یہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے، مگر جب اسے پتہ چلا کہ یہ بچہ قیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ”میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہذا میں جاتی ہوں اور اس کو لیتی ہوں۔“

بہر حال میں گئی اور بلا تردید نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری بھائی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی بیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر بچا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا: ”حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی غیر عورت ثویبہ ابوالہب کی کنیز تھی جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے تو ثویبہ نے ابوالہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابوالہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابوالہب پر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے ہر چند کہ وہ کافر تھا اور عذاب میں شدیدہ جتنا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لوٹری کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔“ اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟“ پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریب کی طرف واپس ہوا۔ راہ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام ساریوں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم پر سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔

انہوں نے کہا اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آگئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرے جاتیں اور شام کو حکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قحطی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چراواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں، اس طرف کیوں نہیں چراتے؟

اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے اور نبی کریم ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بھل کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: "اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔" ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

شق صدور:

ہم نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے۔ ایک روز ہمارے مکان کے بچے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعۃً آپ ﷺ کا ساتھی برادر رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا۔ اس نے کہا:

"قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے، دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔" یہ سن کر میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا، آپ کے رضاعی والد نے نبی کریم ﷺ کو سینے سے لگایا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمہارا کیا حال ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔" ہم نبی کریم ﷺ کو گھر پر لے آئے۔

پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: "اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دیتا چاہیے۔" حضرت حلیمہ کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں؟ باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: ”کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟“ ہم نے ساری صورت حال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا: شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہو کہ نبی اللہ (ﷺ) پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ! شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

”میں اسی بچہ کیلئے حاملہ ہوئی تو دورانِ حمل کسی طرح کی گرانی اور بدحالی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی روشنی سے کھلاتے شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر نیک لگائے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔“

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلیٰ، طبرانی، ابویوسف، بیہقی، ابن مساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

محمد بن زکریا غلابی رحمہ اللہ، یعقوب بن جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ابن کے دادا سے روایت کی کہ حضرت حمید سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

”اللہ اکبر، کبیر، الخمد لله کبیراً، وسبحان اللہ بکرة واصیلاً“

تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

”اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر بھائی کو موجود نہیں پاتا۔“ میں نے جواب دیا: ”جان من! وہ بکریاں چرانے اند میرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟“ اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کیلئے جانے لگے۔

ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے سینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: ”اے ابو! اے امی! محمد (ﷺ) قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔“ ہم نے پوچھا محمد (ﷺ) کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا اس نے محمد (ﷺ) کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا پھر آپ کو خبر دیے آگیا ہوں۔ اس کے بعد میں اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی طرف ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جگی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور نیا اور کہا میری جان تم پر خدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ای! بالکل خیریت ہے پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں سبز مرد کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا لٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنکھوں کو نکال کر برف سے انہیں قفل دیا، اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلودہ گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پینک دیا اور کہا:

”اے حبیب! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔“ پھر اسے اس چیز سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انکشتی سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: ”اب تم ہٹ جاؤ، تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے تم نے پورا کر لیا۔“

اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑے ناف تک پھیرا اور کہا: آپ کو آپ ﷺ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور ان دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑا کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: ”اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ خوف نہ کریں، اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بے شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔“ انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت علیرہمہ السلام یہ یہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ کو اٹھا کر بنی سعد کی بہتی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔

غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں محمد (ﷺ) کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: ”خاتون! آپ خاموش رہیں میں بچے سے سننا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے از اول تا آخر پوری بات بیان کیا جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا اور بے آواز بلند کہنے لگا:

”اے اہل عرب!“ ”مَنْ حَرَبَ قَدِ الْغُرَبَ“ ”تم اس بچہ کو قتل کرو اور اس کے ساتھ ہی مجھے

بھی قتل کر دو، کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادا بان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کا تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چڑا لیا اور کسی قدر زور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: ”تو خاصہ پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو حیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کیلئے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔“ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی۔

اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مسک کی طرح خوشبو آتی اور روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہو ہوتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: ”اے بی بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔“ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے ہوئے سنا:

”اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں حاصل تھا مگر اب دوائی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں میں نے یہ سارا ماجرا حضرت عبدالطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اس کے اس زمانہ کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔“

﴿سنن ابی داؤد، ابن مساکر﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالطلب کی آغوش میں تھے تو نبی سعد کی ایک عورت نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کو ”سوق عکاظ“ میں لے کر پہنچی۔ ایک کاہن کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی، اس نے بہ غور دیکھا اور پھر بولا:

اے عکاظ والو! اس بچہ کو قتل کر دو، کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھرتی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلٹے بڑھتے رہے، حضرت حلیمہ کی لڑکی شیماء آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن اس رضائی بنکن نے آکر کہا: ”اے اماں جان! میں نے دیکھا چند آدمی اترے او انہوں نے قریش بھائی کو پکڑا اور پیٹ پھاڑ ڈالا۔ حضرت حلیمہ شور و بکا کرتی ہوئی دوڑتی بھاگتی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کارنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ اب نبی کریم ﷺ کو لے کر سیدہ آمنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے پاس ہی رکھئے کیونکہ مجھ اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔“

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں، نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بہ کثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے اور نظریں آسمان پر جمائے ہوئے تھا۔ پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کیلئے صرف دادا کی آغوش تربیت باقی رہ گئی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں:

زمانہ خور و سالی میں آپ ﷺ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کیلئے جگہ دے دیتے جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی: رسول اللہ ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جائیے۔ حضرت عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو، کیونکہ اس کو کوئی خیر و بھلائی کا شعور ہے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کے جوانی کے زمانہ میں ابو طالب تجارت کیلئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔

اثنا عشر میں جب مقام حمار پر اترے تو ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ابو طالب سے پوچھا: ”کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔“ اس نے پوچھا: ”کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں؟“ ابو طالب نے جواب دیا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ ان (علامات کے حامل شخص) کے دشمن ہیں۔“ اس کے بعد ابو طالب نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

﴿یعنی﴾

بچپن کے حالات زبان نبوت سے:

حضرت شہاد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ ہنوعامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شان کی ابتداء یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم ؑ کی دعا اور اپنے بھائی حضرت یحییٰ ؑ کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجہ محسوس نہیں کیا، نہ اپنی سہیلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتیں کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب روشن ہو گئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشو و نما پانے لگا جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جوہت تھے، برے معلوم ہونے لگے اور شعر کوئی سے مجھے نفرت ہو گئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔

اسی زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکایک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں

کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے زری کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد سید کے جوڑے ناف تک چرا، میں اس ٹل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا۔ اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا: اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا، میں دیکھ رہا تھا کہ میں اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے ٹوٹنے کو نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد اس نے دونوں طرف دیکھا جیسے وہ کسی شے کا حواسی ہو۔ دفعت میں نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی، بڑی چمکدار اور منور تھی، اس نے اس کے ذریعہ دل پر مہر کی اور اسے نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے ہی دیا۔

اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑے ناف تک پھیرا تو شکاف بھر کر بے نشان ہو گیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا آپ ﷺ کا وزن ان کی امت کے دس افراد سے کرو، چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا پھر کہا سو آدمیوں کے وزن کے ساتھ کرو، وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا چھوڑو اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سید سے لگایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا یا حبیب اللہ ﷺ! آپ خوف نہ کریں اگر آپ ﷺ کو مظلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی۔ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ عداوا کرے۔ میں نے کہا جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا: غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا: ”میں اس بچے کو بیش آمدہ حالات اور قلبی و ارواحی خود اس کی زبانی سنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ جتنی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔“ اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن حسرت لگا کر کے میری طرف آیا اور اپنے سید کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر بے آواز بلند کہنے لگا:

”اے گروہ عرب! اے اولادِ سعد! اس بچہ کو قتل کر دو۔ تم ہے لات وعزنی کی، اگر تم نے

اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و

مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتائے گا اور ایک ایسا دین

لائے گا جو بالکل ہی دشمنانہ غیر عربی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔“

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو فائز الحفل مظلوم ہوتا ہے۔



کاش میں تیرے پاس نہ آتی، وہ مجھے واپس لے آئیں اور پھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچائیں۔  
﴿ابوہنبلہ، ابو نعیم، ابن مسعود﴾

فائدہ:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہؓ نے کہا میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی نفی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ استقرار حمل کے ابتدائی دونوں میں گرانی اور بوجھ محسوس کیا اور استمرار حمل یا بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو اور یہ دونوں حالتیں عرف و عادت سے خارج ہیں۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی سعد میں شیر خوار کی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہؓ نے حلیمہ سے کہا: ”میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔“ مگر جس دن آپ ﷺ کاشق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو حلیمہ کا ہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کاہن سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرنے گئے تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور قہقہے پکڑ کر کہنے لگا:

”اے لوگو! اسے قتل کر دو۔“ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور نبی کریم ﷺ کو باہنوں میں لے لیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کاہن سے جھگڑتے رہے اور نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

یحییٰ بن یزید سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لینے آئیں، تو سب عورتوں کو بچہ مل گئے صرف حلیمہ کو بچہ نہ ملا۔ ان کے پیش نظر اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ وہ سوچتی تھیں اگر میں اس بچہ کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بے چاری مجھ کو کیا ملے دے سکے گی؟ حلیمہ کے شوہر نے کہا تم اسی بچہ کو لے لو، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ پر دی، جس سے آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی دودھ پیا، حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہؓ نے کہا: ”اے حلیمہ! اس بچہ کے بارے میں اطمینان رکھ، یہ برکتیں اور سعادتیں ساتھ لانے والا ہوگا۔“ اور جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا، ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے فرزند کو بنو سعد بن بکر کے ابو ذریب کی اولاد سے دودھ پلوانا۔ حلیمہ نے کہا:

”میرے ہی باپ کا نام ابو ذریب ہے۔“ پھر وہ گدھی پر اور ان کا شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرور میں اپنے ہمراہیوں میں آئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے اور یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں

نے پوچھا: حلیمہ! کیا تجھ کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایسی خبر و برکت والا بچہ لیا ہے جو فقید النسل ہے، ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

﴿ابن سعد، ابویہیم، ابن عساکر﴾

عبداللہ بن محمد سعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چرواہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طرح چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریوں بیٹھیں رہا کرتیں اور خشک ذائب تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال سے رہے پھر دودھ چھوٹ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی جسامت سے دو گنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملائے کیلئے مکہ لے گئیں۔

ثناء راہ میں جب وادی صدر میں پہنچیں تو جوشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کے ہم سفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے خاص توجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ حالات پوچھے شافوں کے درمیان مہر نبوت اور آنکھوں میں سرخ ڈوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ ڈورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا یقیناً یہ بچہ نبی ہو گا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی الحجاز کی طرف ان کا گزر ہوا وہاں ایک عراف تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کیلئے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کو جہان مبارک کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا: اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کر دو، یہ تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا، تمہارے جوں کو توڑ دے گا اور اس کے عقائد تم سب کو ماننے پڑیں گے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر حلیمہ فوراً ہی آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو کسی کے روہر دلانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آکر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے، مگر حلیمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جمل سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بلایا مگر آپ ﷺ نہ گئے اور اندر حلیمہ کے پاس آگئے۔ عراف نے دیکھنے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آرہی تھیں۔

﴿ابویہیم﴾

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جب نبی کریم ﷺ کو رضاعت میں لے لیا تو نبی کریم ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ! جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہیں ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک غریب پیدا کرو گی، وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر نیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا دیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آئیں، سارے حالات بیان کیے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقہ کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ اتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح و شام دودھ لٹالا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور نبی کریم ﷺ دونوں خوب سیر ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر بل جاتا۔ نبی ہزہل میں ایک مراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا: "اے عرب والو! اس بچہ کو قتل کر دو، ورنہ یہ تمہارے تمام اہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا، جنوں کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائے گی۔" اس کے بعد حلیمہ نہ رکیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔"

﴿ابن سعد، حسن بن طرح کتاب الشعراء﴾

### گستاخ پاگل ہو کر مر گیا:

یحییٰ بن عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیخ الہندی، نبی ہزہل اور ان کے بڑے بت کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتقاد کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے پیغمبرانہ مستقبل سے ان کو ڈراتا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہندی دماغی توازن کھو بیٹھا، پاگل اور قاتر افسل ہو کر بہ حالت کفر مر گیا۔

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

اسحاق عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا میرے بچے کی حفاظت کرنا اور گزشتہ حالات بہ تفصیل تمام و کمال ان سے بیان کر دیے تھے۔ حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلہ کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا تو یہودیوں سے کہا: مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زہانی سننے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیے اور واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟ حلیمہ نے کہا: "نہیں! وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔" حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: "اگر یہ بچہ حتم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔"

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

### ابراہیم کا سایہ کرنا:

عطاء بن ابی رباح، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ نبی کریم ﷺ پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں فاصلہ پر نہ نکل جائیں۔

ایک مرتبہ وہ اتفاقاً غافل ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ اپنی رضائی بہن شیماء کے ساتھ دوپہر کو چراگاہ چلے گئے حلیمہ عطاؓ میں لٹکیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رضائی بہن کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے شیماء سے کہا: ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آگئی؟ شیماء نے جواب دیا: ”ای جان! بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ امیر کا ایک نکڑا آپ ﷺ پر سایہ کیے رہتا ہے اور آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ امیر بھی رک جاتا ہے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے، اسی کے سائے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔ حلیمہ نے کہا: ”اے نبی! کیا تو جگہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا: ”ہاں میں جگہ رہی ہوں۔“

﴿ابن سعد، ابوصمیم، ابن مساکر، ابن طرح، کتاب اشعراء﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی ہوا زن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے رضائی چچا ابو نذران بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچے کو نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرماتا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔“

﴿ابن سعد﴾

## حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرکھ لوری

ابن طراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ محمد بن مسلمہ ازوی رضی اللہ عنہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس شعر کو نکلتا کر وہ رسول اللہ ﷺ کو بہلایا کرتی تھیں۔ وہ یہ ہے:

یا رب اذا اعطيتہ لابقہ واعلہ الی العلاء واراقہ

وادحض الباطیل العدی بحقہ

ترجمہ: ”اے پروردگار کائنات! جب تو نے مجھ کو (مختار نبی کریم ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اس عطیہ کو دوام و بقاء بھی عطا فرما اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلند یوں کی انتہائی منزل پر فائز کروے اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر، لایعنی اور باطل بنا دے۔“

﴿ازوی کتاب الترقی﴾

## مہر نبوت کا ذکر

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے اٹھ سے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے اٹھ سے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا، اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔

﴿ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو کبوتر کے اٹھ سے "سرخ خدہ" کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔﴾

﴿مسلم، نسائی﴾

حضرت عبداللہ بن مسرج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت پر نظر ڈالی تو اسے بائیں شانے کی ہڈی کی چوٹی پر بتیلی کے برابر بھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔"

﴿احمد، نسائی﴾

حضرت ابورمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مسہ نما چیز پر پڑی۔

﴿ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں سبب نما آیا ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی روایت میں کبوتر کے اٹھ سے کی مانند آیا ہے۔﴾

﴿ابن سعد، نسائی﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مہر نبوت جو نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی، وہ ایک ابھر ہوا گوشت تھا۔

﴿ترمذی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ "نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ابھار

تھا۔" اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے روایت کی کہ "دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔"

﴿تاریخ بخاری، نسائی﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر اٹھا دی اور فرمایا: "اسے دیکھ لو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے اٹھ سے کی مانند مہر نبوت ہے۔

﴿نسائی﴾

ہرقل کے قاصد تنوخی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے تنوخ کے بھائی! جس بات کا تجھ سے حکم دیا گیا ہے تو اس کی بجا آوری کر تو میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف آیا تو میں نے شانے کے غضروف پر پھنسنے لگی ہوئی جگہ کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

ہشام کہتے ہیں راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بند کھنسی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔ اسی طرح مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔

﴿احمد، ترمذی﴾

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا ”آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔“

﴿ترمذی، تہذیبی﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہر نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شانے کے نچلے حصہ کے غصروف (غصروف گوشت کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے نیچے پتی بڑی ہوتی ہے۔) میں سیب کی مانند تھی

﴿ترمذی﴾

علیہ بن احر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو زید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ بھیر دو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ بھیرا اور انگلیوں کو مہر نبوت پر رکھ دیا تو لوگوں نے پوچھا: مہر نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے بالوں کا گچھا تھا۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابو یعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے داہنے شانے کے غصروف کے پاس انڈے کے مانند مہر نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

﴿تہذیبی﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا تو میں نے اپنے چہرے کو مہر نبوت پر رکھ دیا، جس کی منگ جیسی خوشبو سے میں محفوظ ہوا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو زید بن اخطب ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو دیکھا جو پیچھے لگے ہوئے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر مالش کی ہے گویا مہر لگائی ہے۔

﴿طبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہر نبوت تھی اس کی سبب گوشت پر تحریر تھا:

”محمد رسول اللہ (ﷺ)“

﴿ابن مساکر، حاکم، تاریخ، نیشاپور﴾

حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند ابھارتھا۔ بالمش سطر پر ”اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر

لکھا تھا: "توجه حيث شئت فانك المنصور".

حضرت عباد بن عمرو سے روایت ہے کہ مہر نبوت بائیں شانے کے کنارے پر تھی گویا کسی گوشہ کا کارسوز اتوٹھا اور نبی کریم ﷺ (بوجہ حیا) مہر نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، المعجم السرف﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیاہ مسہ کی مانند مہر نبوت تھی جس میں زردی کی جھلک تھی اور اس کے گرد کچنے بال تھے۔ جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔

﴿ابن ابی شیبہ فی الاربع﴾

### فائدہ:

مصنف کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہر نبوت کی حیثیت و مقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو مابین اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے، مختلف راویوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔ ایک راوی نے اس کو بیضہ کبک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گودا کیا گیا یا چھلا گیا ہے سے مشابہہ بتایا۔ تیسرے راوی نے بیضہ کبوتر سے مشابہہ اس کو ظہر ایلا۔ کسی نے سیب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہمشکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہذا ہمیش کے کاسہ زانو سے تشبیہ دی گئی۔ بایں ہمہ اختلافات روایات و تمثیلات و تشابہہ کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگوں کے ذہن میں مہر نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تاکہ لوگ تشبیہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی حیثیت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث ثابت اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہر نبوت سرکار دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک ابھری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی حیثیت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو انہوں نے اسکو بیضہ کبوتر سے مشابہہ ہونا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو مٹھی کی جسامت کا سہارا لینا پڑا اور مٹھی کو اس کا سبب بہ قرار دیا۔

﴿امام قرطبی رحمہ اللہ﴾

یکبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت رسول اللہ ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ دوسرے شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت دیکھی گئی؟ قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تمسک کیا۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس سے روایت ہے اور یہ بھی روایت میں آیا کہ مہر نبوت وفات کے وقت اٹھالی گئی جس کا ذکر بیان وفات میں ہم کریں گے۔

حضرت وہب بن منہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ ان کے واسطے ہاتھ میں مہربوت ہوتی تھی۔ بجز ہمارے نبی کریم ﷺ کے کیونکہ آپ ﷺ کی مہربوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

﴿حاکم مشرک﴾

## آنکھوں کے معجزات

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ﴿٥﴾ (سورۃ النجم)

ترجمہ: "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور جودے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بیشک میں پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! میں تمہارا نام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور جودوں میں سبقت نہ کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھتا ہوں۔"

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں اپنی پشت کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔"

﴿عبد الرزاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی پشت کی طرف سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ "أَلَيْسَ بِرَأْسِكَ جَنَّ تَقُومُ وَتَقْلَبُ فِي السَّجِينِ" ﴿سورۃ النمل﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے کی مغفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾



فائدہ:

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ ہمہ جہتی بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرمادی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کیلئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ ”آخرت میں روایت الہی وقوع پذیر ہوگی اور رویت الہی محال و ناممکن نہیں ہے۔“

ایک قول یہ بھی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا یہ قول یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور ان کے عمل دید میں کوئی کپڑا مانع تھا، نہ کوئی دوسری چیز۔

## نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعاب دہن کے معجزات

حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنوئیں میں گلی فرمادی جس کے بعد کنوئیں سے ٹھک جیسی خوشبو آنے لگی۔

﴿احمد، ابن مساکر، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کے کنوئیں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا، جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنوئیں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم عاشورہ مکہ کے شیرخوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیرخوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا: رات تک انہیں دودھ تک نہ پلاتا، گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عیسہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ وہ خود اور ان کی بیہنیں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کیلئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بیہنیں تھیں، تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قدید (یعنی سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے ہانٹ کر کھا لیا، بجز میرے وہ سب بیہنیں اگرچہ وفات پا چکی ہیں کسی کے منہ میں کبھی بد بو نہ پائی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بد زبان عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے کہا: کیا آپ عنایت

فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا: یہ مجھے نہ چاہیے بلکہ منہ کے اندر سے دیکھئے لہذا حضور نبی کریم ﷺ نے دیا۔ اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سنی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن شبرہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریم اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

﴿بخاری﴾

حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے محل میں تھے جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے نومولود محمد کو منگا کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریاقت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بچے کو جس کا نام محمد ہے، دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تھکنی بڑھتی ہی گئی، پانی اس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے اور تھکنی رفع ہو گئی۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چارہ تھے کہ راستے کے ایک طرف سے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رورہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہاں سے ہیں پھر آپ نے پانی منگا یا لیکن کہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے لے کر سینہ سے چٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی، وہ چوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بچے کو نبی کریم ﷺ نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتیٰ کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابن مساکر﴾

## نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے، دورانِ کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا تھا۔

﴿مسند دارمی، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابی قریصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: "اے بیٹے! ہم نے نبی کریم ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ لطافت جسم، لطافت لباس، شیریں گفتار ہیں، باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

## نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے حبیب (ﷺ)! میں نے حضرت یوسف رضی اللہ عنہ کے حسن کو کرسی کے نور کا لباس پہنایا۔

﴿ابن عساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔﴾

﴿ابن مساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں بحری کے وقت سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اسے میں نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی نظر آگئی پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اے میرا افسوس ہے، پھر فرمایا: افسوس ہے۔ (تمہیں سچ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔

﴿ابن مساکر﴾

## نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آگئی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

﴿ابن سعد﴾

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

﴿قرطبی رحمہ اللہ﴾ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنا اضافے کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسمیل علیہ السلام کی لہٹ پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی، اس کو حضرت جبریل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ "یا رسول اللہ ﷺ! تا آخرت حدیث" اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ رضی اللہ عنہ سے گردانا ہے۔

﴿ابو احمد، ابن سعد، ابو نعیم، ابن مساکر﴾

محمد ابراہیم نجفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے لیے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور "عربی بین" کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

﴿عصب الایمان، ابن ابی الدنیا، کتاب الطغر، ابن ابی حاتم، خطیب، کتاب الخوم، ابن مساکر﴾

محمد بن عبد الرحمن زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! "إِنَّكَ لَكِ الرَّجُلُ الْبَاقِلُ الْبَاقِلُ" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ إِذَا كَانَ مُلْفَقًا" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے دریافت کیا: "إِنَّمَا طَلَّ الرَّجُلُ أَفْعَلًا" (ترجمہ: "شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرض دار ہوتا ہے؟") تو میں نے جواب دیا: "نَعَمْ إِذَا كَانَ مُلْفَقًا" (ترجمہ: ہاں جب وہ نادار ہو۔) (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے۔)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں عرب کے اکثر طاقتوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے عیالان فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ ﷺ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنو سعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔"

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنو سعد میں میری پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، عا سیانہ انداز اور سبکی کہاں سے راہ پائے گی۔

﴿طبرانی﴾

## شرح صدر

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

﴿الْمَنْ نَشْرَخْ لَكَ صَلَاحًا﴾ ﴿سورہ النہل﴾

ترجمہ: ”کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟“

ابراہیم بن طلحہ بن زید کی سند سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد ؓ سے ارشاد باری تعالیٰ: ”الْمَنْ نَشْرَخْ لَكَ صَلَاحًا“ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور النور ﷺ کے بطن کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

﴿یعنی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دن حضرت جبرئیل ؑ آئے اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شکاف دیا اور جہاں کچھ خرن نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ اسے غسل دیا پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ ﷺ کی دایہ والدہ حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور کہا: ”محمد ﷺ کو لٹل کر دیا گیا۔“ یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا رنگ لٹق تھا۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر شکاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

﴿احمد، بخاری اور حاکم نے روایت کی اور حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا۔﴾

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت عقبہ بن عبد ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ بنو سعد میں زیر پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چرگاہ گیا، ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔

ایک نے دوسرے سے پوچھا: ”کیا یہ وہی ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”ہاں۔“ اب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بل مجھے لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا

اور اسے بھی چیرا اور اس سے دوسیاہ کوشت کے لوتھڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر یکے بعد دیگرے دل پر چھڑکا، پھر اسی کو سی دیا اور سمر نبوت اس پر لگا دی، پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا، ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں ان سب سے زیادہ وزنی تھا، اس کے بعد دونوں نے کہا:

”اگر آپ ﷺ کا ساری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ ﷺ ان سب پر ہماری رچیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔“

اس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈراور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے، میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا جس کو سن کر وہ پریشان ہو گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب و پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پناہ مانگی، اونٹ پر کچا وہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

”میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔“ اور تمام رواد جو مجھ پر جتنی قسمیں، سنائی جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: ”بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے کھلات روشن ہو گئے۔“

﴿یعنی، طبرانی، ابویہیم﴾

حضرت معاذ بن معاذ بن ابی کعب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! امور نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا: میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکا یک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے لٹا لیا پھر میرے بطن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شکاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو۔ تو دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی! رافقت و رحمت کو بگرد تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد میرے انگوٹھے کو بچلایا اور کہا جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہوجانے کے بعد بخد کمال رافقت کے جذبات موجود تھے۔

﴿ابویہیم نے اس مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں کہا۔ حضرت معاذ ؓ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں۔ یعنی دس سال کی عمر صرف حضرت معاذ ؓ کی روایت میں ہے۔﴾

﴿زوائد المسند، حاکم، ابن حبان، ابویہیم، ابن مساکر، انصاریہ، الخازنہ﴾

حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ فرمایا: میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے اور ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کیا کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو، تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے فضل کی چیز اور خون کا تو خزانہ نکال پھینکا، پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے بطن کو سی دو، تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی، جیسا کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مہر نبوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

﴿مسند دارمی، بزاز، ابوعبید، ابن عساکر﴾

یونس بن مسیرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو دھویا پھر سونے کا طشت دیا اور کہا اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ محمد رسول اللہ ﷺ اور الخاثر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان صادق، نفس مطمئن، تخلیق مستحکم ہے اور آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں (ﷺ)۔

﴿ابوعبید﴾

ابن عثیم ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریل ؑ آئے اور آپ کا بطن اقدس چاک کیا اور کہا یہ دل مضبوط ہے اس کا میں دوکان ہیں جو سنتے ہیں، دوا آنکھیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول، الخاثر ہیں۔ آپ کی تخلیق مستحکم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (ﷺ)

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہہ زمزم پر لا کر میرا شرح صدر کیا، پھر آپ زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان دنیا کی طرف لے گیا اور پھر معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

﴿مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شرح صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شیر خوارگی میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ یہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت و اسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع و تحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء کرام نے دو مرتبہ واقع ہونا بیان کیا ہے ان میں کبلی، ابن وحید اور ابن السیر رحمہم اللہ ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر رحمہ اللہ ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں۔ وہ یہ کہ تین کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ عہد طفولیت میں نشوونما و ارتقاء کے دور میں دوساویں خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کیلئے رہنما بنانا رسول اللہ ﷺ کیلئے آسان ہو جائے اور اسراء کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کیلئے مستعد کرنا ہے۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کیلئے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کیلئے بھی ہوا ہے؟

ابن منیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کیلئے شرح صدر ایک ابتلاء کی قبیل سے ہے جس طرح سیدنا حضرت اسماعیل ذبح اللہ۔۔۔ آزمائے گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کا شق صدر بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر غاری ہونے نیز ماحول اور بن اور انجمنی نوواردوں کے ذریعہ امتحان ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جمہاں سے محفوظ تھے:

یزید بن الاثم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی جمہاں نہیں آئی۔

﴿تاریخ بخاری، ابن ابی شیبہ، ابن السکیت، ابن سعد﴾

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی جمہاں نہیں لی۔

سماعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سننے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگلیں بھی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں فرشتہ پیشانی رکھے بجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ترمذی، ابن ماجہ، ابی نعیم﴾



حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا: میں آسمان کے چڑھانے کی آواز کو سن رہا ہوں اور چڑھانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و بخود نہ کر رہے ہوں۔

﴿ابو نعیم﴾

### نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سنا۔  
 ﴿یعنی آپ ﷺ کی آواز مبارک اس دور و دراز جگہ پر پہنچ گئی جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔﴾

﴿یعنی، ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے بھی سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنی، ابھی وہ نبی غنم میں تھے تو وہ دین بیٹھ گئے۔

﴿یعنی، ابو نعیم﴾

حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے تو جو کچھ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گھروں میں بلا شک و شبہ اسے سنتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی آواز کو سنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانات میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

### نبی کریم ﷺ کی عقل مبارک:

حضرت وہب بن منہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق یعنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں، ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء ابن عساکر﴾

### نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا: جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا: اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیونکہ یہ سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بستر بچا دیتیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسینہ بہت آتا، ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کر لیا کرتیں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں پسینہ کو خوشبو کیلئے جمع کر رہی ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں چڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک (پتہ خوشبوؤں کا مرکب) میں ملا لیتی تھی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میں چند مخصوص علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور نبی کریم ﷺ طے فرماتے تھے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزر رہے ہیں اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزر رہے ہیں۔

﴿یزید ابوہریرہ﴾

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

﴿مسند وارثی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتہ کوئی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آگیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بصرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ سے پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابو کبیر غلی کا یہ شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔

و مہوا من کل غبر حیضہ و فساد مر ضعة و داء مہمل  
واذا نظرت الی اسرة وجہہ برقت بروق العارض المہمل  
ترجمہ: "وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے  
مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی ٹھکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں  
گی جیسے برسنے والے پادل کی بجلی چمکتی ہے۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے جوتہ رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو، جیسی اس وقت ہوئی ہے۔"

﴿حضرت ابوبلی صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ حدیث حسن ہے کیونکہ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔﴾

﴿خلیب بغدادی، ابن مساکر، ابو نعیم، دیلمی، بخاری﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوب رو تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی، اسی لیے صفت خواں بیش ماہ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے، آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثل مشک حقن تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ، وہ دونوں چیزیں لایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی

لمیثی میں۔ ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت الطہین" (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہو گئی۔

﴿ابو ہریرہ، بطریق، ابن مساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب میں نے ماغر بن مالک کو سنگسار ہوتے دیکھا تو خوف کی بنا پر میں لرزنے لگا، جب نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چٹا لیتا اور آپ کے بغل کا پسینہ جو منگ کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر بہنے لگا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو میں قریب ہو گیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ منگ و عنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

﴿بخاری﴾

### قد زہائے رسول ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے، نہ پست قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا، اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔ مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبغہ رحمہ اللہ نے "الخصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

﴿ابن ابی نعیم، تاریخ دمشق، ابن مساکر﴾

### نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا:

حضرت ذکوان ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ دھوپ میں بنّا تھا نہ شعاعِ ماہ میں۔

﴿ترمذی﴾

ابن سبغہ رحمہ اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سر تا پا نور تھے۔

بعض علماء کرام نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث شریف ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے: "وَاجْعَلْنِي نُورًا" (ترجمہ: اے رب! مجھ کو سراپا نور بنا دے۔)

### نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر کبھی نہیں بیٹھی تھی:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس پر کبھی نہ بیٹھی تھی۔

﴿کتاب الشفاء، غزالی، المولود﴾

حضرت ابن سبغہ رحمہ اللہ نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر بھی

کسی نہ ٹھنکی تھی اور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ ﷺ کو نہ کاٹی تھی۔ (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

﴿ابن حجر الخصائص﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

عبد الحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اڑھے ہوئے تھے۔ (اتفاق سے وہ کہیں گر گئیں۔) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابویعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا خون اطہر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ مجھے لگوار ہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آیا تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سے لوگوں کیلئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔ (صحابہ کرام کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت و قوت کا سبب یہی خون رسول اللہ ﷺ ہے۔)

﴿بزار، ابویعلیٰ، ابیہری، حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ ﷺ کا نقش قدم ناقص نہ رہتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نقش قدم ناقص نہ رہتا کیونکہ آپ ﷺ پورا قدم رکھ کر چلتے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کو چمک (چھوٹی انگلی) دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا: زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے نبی کریم ﷺ کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا یہ شخص نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

### نبی کریم ﷺ کی رفتار کا اعجاز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے جب میں قدم بڑھاتا تو نبی کریم ﷺ حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلاشبہ نبی کریم ﷺ کے قدموں کے نیچے زمین لپٹی جاتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یزید بن مرجم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ ﷺ کی رفتار تیز ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿ابن سعد﴾

### نبی کریم ﷺ کے خواب اور سونے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے بخواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿ابو یوسف﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عطاء بن یشیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری آنکھ سوتی تھی اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو اس نے فرمایا: میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر قوریت نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "بخدا! درست ہے۔" فرمایا: اے خدا تو شاہد رہتا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب اطہر جاکتا تھا۔

﴿حاکم﴾

### نبی کریم ﷺ کی قوت مبارک:

حضرت قتادہ ؓ، حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کی ایک ساعت میں تمام ازواج مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔

حضرت قتادہ ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت انس ؓ سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو ہمیں مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی لونڈی سلمیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شب میں نوازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

عبید اللہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید ؓ سے انہوں نے حضرت صفوان بن سلمہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل ؑ میرے پاس ایک ہاڑی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔ (اس روایت کو غیر صحیح کہا گیا ہے)

﴿ابن سعد﴾

ابن عدی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت حضرت سلام بن سلیمان ہبل ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت شحاک ؓ سے انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سرفوعا روایت کی لیکن سند مرسل ہونے کے باوجود بہتر ہے اور یہ سند کمزور ہے۔

موسیٰ بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی پھر اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہاڑی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرمادی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، واقعہ﴾

ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں واقدی رحمہ اللہ نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ روایات کے ناموں کے بعد اسی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ہاڑی لائی گئی، میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر طاقت مجامعت دی گئی تھی۔

﴿ابن سعد﴾

حارث بن ابوامامہ رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی اور حضرت حارث رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پہلے لوگوں پر چار باتوں میں نصیحت دی گئی۔ داؤد و ہلق، شجاعت، کثرت جماع اور دشمن پر قابو پانا۔“

﴿طبرانی، اسامیٰ مجمع ما بین عساکر﴾

نبی کریم ﷺ احکام سے محفوظ تھے:

عکرمہ رحمہ اللہ بہ سند مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احکام نہیں ہوا چونکہ احکام شیطان کے دوسے سے ہوتا ہے۔

﴿طبرانی، دیوری تہاوت﴾

نبی کریم ﷺ کے بول و براز کا بیان:

حسین بن علوان رحمہ اللہ، ہشام رحمہ اللہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتیں تو بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشوونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔“

﴿تہذیبی نے کہا یہ حدیث ابن علوان رحمہ اللہ کی موضوعات میں سے ہے۔﴾

﴿تہذیبی﴾

قائد:

مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام تہذیبی کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت ہے۔ جو اسامیٰ، عقبہ، محمد، ام سعد رحمہم اللہ چار سلسلہ



رواقہ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ رفع حاجت کیلئے تو جاتے ہیں مگر میں بول و بیز کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا: ”تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نکل لیتی ہے، اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں۔“

❁ (اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابو نعیم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ابو نعیم رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، ذکریا، شہاب، عبدالکریم اور ابو عبد اللہ رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیٹے سات واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے۔ جس کو حاکم رحمہ اللہ نے اپنی ”مستدرک“ میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مخلد، محمد، موسیٰ، ابراہیم، السہیل رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) لیٹے رضی اللہ عنہا چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھائے حاجت کیلئے داخل ہوئے، اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہمارے یعنی کروہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپالے۔“

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ ہے کہ دارقطنی رحمہ اللہ نے ”الافراد“ میں کہا کہ ہم سے حضرت محمد بن سلیمان باہلی نے، ان سے حضرت محمد بن حسان اموی نے، ان سے حضرت عبدہ بن سلیمان نے، ان سے حضرت ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو، وہ اسے کھا جائے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔

ابن وحید رحمہ اللہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا: یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی رحمہ اللہ ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ رحمہ اللہ شیخین (بخاری و مسلم) کے راویوں میں سے ہیں۔

❁ اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکم ترمذی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن قیس زعفرانی رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ عبد الملک بن عبد اللہ بن ولید سے، انہوں نے حضرت ذکوان سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضاے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا تھا۔

﴿ اس حدیث کے ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے باب میں آئے گی۔ ﴾

نبی کریم ﷺ کے بول سے شفاۓ امراض:

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں کمر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا: پھر رات میں مجھے پیاس لگی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا، پی لیا۔ صبح کو اتفاقاً رات کی بات کا میں نے ذکر کیا، جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: آج سے تمہارے ہیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

﴿ ابو یعلیٰ، حاکم، دارقطنی، ابو نعیم ﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چار پائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے، تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا: (یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھی۔) پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔

آپ نے فرمایا: تم ہمیشہ کیلئے مستعد ہو گئیں، اے ام یوسف! (اس خادمہ کی کنیت تھی۔) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں، صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن وحید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہے۔

## حسن مصطفیٰ ﷺ

حضرت براہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و خوب رو اور خلوق میں سب سے احسن اور مہمانہ قد تھے۔

﴿ بخاری، مسلم ﴾

حضرت براہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا؟ حضرت براہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: نہیں بلکہ قرع کی مانند تھا۔

﴿ بخاری ﴾

حضرت جابر بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ”کیا نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا؟“ کہا نہیں بلکہ چاند و سورج کی مانند مستدیر تھا۔

﴿ مسلم ﴾

حضرت جابر بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو

چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

﴿سند داری، یحییٰ﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو آپ کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند دو (یعنی گول) تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابو اسحاق رضی اللہ عنہ نے ایک ہمدانی عورت رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا: چودھویں رات کے چاند کے مانند، میں نے کسی کو آپ کی مانند پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

﴿یحییٰ﴾

ابو یسیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ براؤ کریم رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمائیے۔ انہوں نے کہا اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

﴿سند داری، یحییٰ، طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید اور شمع چہرے والے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، کھٹا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، موئے مبارک گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگر یا لے بلکہ ایسے تھے جیسے گنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے سچے تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

﴿یحییٰ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب رہ رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے لپٹی ہوئی۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی۔

﴿ابن سعد، ترمذی، یحییٰ﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حسن خلق، حسن صورت اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حسن اخلاق، جمال صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

﴿ابن سعد ابن مساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو، صاحب حسب و نسب اور خوش آواز ہوتا اور بلاشبہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و وجہہ نجیب و شریف اور دل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر، سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

﴿سند داری﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بن کشادہ، چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور پیروں کی دونوں اڑیوں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں۔ جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مڑکاں (پلکیں) دور واز تھیں۔

﴿بخاری﴾

حلیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، سر کے بال نہ کھنکریا لے نہ لٹکے ہوئے، چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ کھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مڑکاں سیاہ دراز، جسم و اندام کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت، شانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی و مضبوط تھے، انگلیاں قریب تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلنے کو یا فراز سے خیب میں آ رہے ہیں، التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور یہ دونوں کے درمیان سہر نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بخاری﴾

بیہقی رحمہ اللہ نے ایک اور سند کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔)

﴿بخاری﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طویل القامت تھے، نہ پست قد، آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قریب اور جوڑ مضبوط تھے

اور ہڈیوں کے سرے یعنی گھٹنے، کہنی اور موڑ سے چوڑھے اور مضبوط تھے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کفایتیں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کی مڑگاں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے نقش گو اور نقوبات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے رو برو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح ٹٹل فرماتے تھے۔

﴿طیالسی، احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور داندان مبارک حسین تھے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ پر بڑھا پآ آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر بڑھا پے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قد میانہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لونگ پہنچتے تھے۔ بہر حال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

عرش کمپی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے مقام ہرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اتفاقاً میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔ (یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے حکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔)

﴿طیالسی، ابن سعد، طبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے صبح تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال کھوگر والے تھے نہ لٹکے ہوئے، حکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران قدم رکھ کر چلتے، مخاطب کے سلسلے میں پورے طور پر رو برو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک اور پائے مبارک بزرگ

(بڑے) اور کف ہائے دست (ہتھیلیاں) کشادہ تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت میمونہ بنت کزوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور میں ہیر کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

﴿طبرانی، معنی﴾

بلند ویہ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ خوبصورت متناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور لمبی ہونٹیں عموماً ہر دو آلے مختص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی بکیر تھی۔

﴿معنی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی بکیر تھیں، آپ ﷺ کا پیزہ موتی کے مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔

﴿معنی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل قامت نہ تھے اور نہ درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کا گوارنگ اور سرمبارک بڑا تھا، رنگ و روپ روشن و چمکدار تھا، پلکیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھ، ہیر کی انگلیاں بھری ہوئی اور دراز تھیں۔ رواجی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے شیب میں اتر رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانی پر پیزہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ ﷺ کا ہسر نہ دیکھا۔

﴿احمد، معنی﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رنگ شفاف اور رسول اللہ ﷺ کا پیزہ موتی کی مانند تھا، آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد مائل یہ طویل تھا، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرخیں، پلکیں دراز تھیں، قدم ہزار کھتے، پیروں کے ٹکڑوں میں گڑھا نہ تھا، جب

شالوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا، جسم عیسٰی (یعنی چاندی کی مثل) معلوم ہوتا۔ عیسٰی سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسرہ پایا۔

﴿یزید بن ابیہنی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ملائم، ریشم و دبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

﴿اسلم﴾

حضرت یزید بن اسود ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

﴿تبیٰ﴾

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر (ریشم) سے زیادہ نرم تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور نبی کریم ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سرخی مائل گورے رخسار کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، بال کھنکریاں نہ لٹکے ہوئے جب آپ ﷺ چلے تو لوگ ہر اسی قائم رکھنے کیلئے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت احمد بن عبد حنفی ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے بعد میں نے کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہ دیکھا۔

﴿ابو حنیفہ مدنی کتاب الصحابہ﴾

حضرت عبد اللہ بن بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قدم مبارک میں حسن البشر تھے۔

﴿ابن سعد﴾

(یعنی آپ کے قدم مبارک سب سے خوبصورت تھے۔)

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کا رنگ سرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رخسار دراز و بلند و ازھی گھنی اور بال کان کی لونگ تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پینہ موتیوں کی مانند چمکتا تھا اور پینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت علی ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور احبار یہودیہ ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے اور اس کی عہادت کی مقام سے دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا:

”ابوالقاسم ﷺ کا وصف بیان کیجئے۔“

میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل القامت ہیں نہ پست قد، بال نہ ٹھکریالے ہیں نہ لمبے ہوئے، سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا، آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں ری ہوئیں، حلق سے ناف تک بالوں کی سیدی لکیر ہے، چمکیں دراز دونوں ابرویں ہوئیں، پیشانی بڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ ”ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا ہے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔“

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک دی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی ایسی اوصاف موجود ہیں پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ ذورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دہن ن خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب مخاطب فرماتے تو پوری طوڑ پر متوجہ ہو جاتے اور جب اطمینان ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد تو پھر (سن گن لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔“

حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا: ہاں! یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم کہا: ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ ﷺ میں خیدگی ہے۔ میں نے کہا یہ وہ ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے خشیہ تر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پائے ہیں اور اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے کمر میں اس کے حرم، مقام امن سے مبعوث ہوں مگر آپ اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے آپ کے انصار گے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان پہلے یہودان چیزوں کے مالک ہوں گے۔



حضرت علی المرتضیٰ نے کہا یہی صورت واقعہ ہے۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ﷺ ہیں اور پوری نوع انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: "ہمیں اپنے بچپا کے بیٹے کے اوصاف بتائیے۔" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

عمرو بن لوطیل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ دروپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال کھلکھلے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے ابرو لمبے ہوئے، مڑمڑاں دراز اور بخی شریف باریک اور درمیان میں انھی ہوئیں۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان ماو کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر میں "لا الہ الا اللہ" اور نیچے کی سطر میں "مُخَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ" (ﷺ)

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہودیوں سے کوئی ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا نبی کریم ﷺ کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

"سنو! حضور نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے نہ پست قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے دارکانوں کی لونیک، پیشانی ریشادہ، رخسار واضح، ابرو لمبے ہوئے، پتیلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک درمیان سے قدرے انھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا، پیشانی پر پسہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فرپہ تھیں، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر۔ سوا جو شاخ کی مانند تھی آپ کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو نکلتی تھی، کمرے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے ہیرا اکھاڑ رہے ہیں، جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے محوم جاتے اور جب چلتے تو پوری طرح پلٹتے تھے۔"

یہودی نے کہا: "آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں تو ریت میں آپ ﷺ کے اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن مساکر﴾

مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجی کہ تم میرے دوسرے (احکام) کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو

اے کٹواری پاک، بتول کے فرزند! میرا حکم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کیلئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے ہی القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس ہی امی کی تقدیق کرو جو عربی شتر بان (اونٹ) اور غلامہ والا ہے، وہ نئی موصوف لعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی، بھنویں ملی ہوئی، پتیلیاں سیاہ، آنکھیں سو حسین و کشادہ، مڑوگاں و راز، ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی، رخسار واضح طور، ریش مبارک گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی، اس کی گردن گویا صراحتی سیکی اور حلقوم میں سونا بہتا مظلوم ہوگا اور ازبید تاناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فرہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی تانبواری کو مسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف پہنچ رہا ہے، اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

﴿نبی، ابن مساکر﴾

حضرت حسن بن علی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیے:

نبی کریم ﷺ صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ ﷺ کا قد زجا در میانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا۔ آپ ﷺ کا سر بڑا اور بال قدرے خفیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی اور دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتیلیاں سیاہ، رخسار دراز، دامن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے کے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی، تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فرہ اور قوی تھے، ہیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پر نور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلاہیاں لمبی اور پتیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فرہ تھیں۔ ٹکڑوں میں کڑھانہ تھا، دونوں ٹکڑوں سے صاف رتے پھٹے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہ جاتا۔ آپ ﷺ قدرے جھک کر ستانت اور وقار کے ساتھ چلتے، رفتار میں تیزی اور سرعت تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی تانبواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں نیچی سوئے زمین رہتیں، دیکھنے کا انداز گوش چشم سے تھا، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور بیش لوگوں سے

السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ ؓ سے عرض کیا: براہ کرام! آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حزن و ملال کی کیفیت دائمی تھی، ہمیشہ فکر مند رہتے، کسی لمحہ آپ ﷺ کو ہمین و انبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلامی ہی پر اتمام فرماتے، گفتگو ٹھوس، بامقصد، بجا، انداز، سوچنی سمجھنی رائے، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تکلفی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ ﷺ نصرت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو، کھانے کی اشیاء کی نہ برائی کرتے نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کیلئے غضبناک ہوتے تو باطل پرست، تاب برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کیلئے کبھی ترش رو اور خفا نہ ہوتے نہ اپنے کارناموں پر داد و تحسین کو پسند کرتے نہ گوارا فرماتے جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اظہار حیرت کیلئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دوران گفتگو میں ہاتھ کو ملا لیتے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی پٹیلی پر مارتے۔ بری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً انداز ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی فسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندان مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آ جاتے۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابویہیم، ابن الکثیر، المعرفہ، ابن عساکر﴾

## نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام

بعض علماء کا قول ہے کہ نبی کریم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے نہ ہے۔ آپ نے فرمایا میرے بہ کثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ناجی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو ناپید کرے گا۔ میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر، میں ناجی اور خاتم و عاقب ہوں۔ (ﷺ)

﴿مسند احمد، مسند علی، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر اور ماحی ہوں۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد و مقفی، حاشر، نبی التوبہ، الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (بخاری)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا: میں محمد، احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوبہ، میں المنفی، میں الحاشر اور نبی السلام ہوں۔ (بخاری)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، قاتح، خاتم، ابو القاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یسین اور طہ ہوں۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم، ابن مردودہ، ابنی اثیر، بیہقی، مسند الفردوس﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملحمہ، المنفی اور الحاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ (بخاری)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں میرا نام محمد، انجیل، میں احمد، توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔ (بخاری)

﴿ابن عدی، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، المنفی، نبی السلام، حطایا، قارقلیظا اور نازماؤ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم﴾

ابن قادیان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: توریت میں میرا نام "احمد الفحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ ہاندے گا اور کاندھے پر کھوار لٹکائے گا۔ (بخاری)

معنف کتاب، حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس ناموں کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

## نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الہی سے انتساب

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقریباً اپنے تئیں ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں

- ” (۱) الاکرام، (۲) الامین، (۳) الاول، (۴) الآخر، (۵) البشیر، (۶) الجبار، (۷) الحق، (۸) الخیر، (۹) ذو القوہ، (۱۰) الرؤف، (۱۱) الرحیم، (۱۲) الشہید، (۱۳) الشکور، (۱۴) الصادق، (۱۵) العظیم، (۱۶) العفو، (۱۷) العالم، (۱۸) العزیز، (۱۹) الفاتح، (۲۰) الکریم، (۲۱) المبین، (۲۲) المہیم، (۲۳) المؤمن، (۲۴) المقدس، (۲۵) المولیٰ، (۲۶) الولی، (۲۷) النور، (۲۸) الہادی، (۲۹) طہ اور (۳۰) نسیں۔“

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تئیں ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ جو یہ ہیں:

- ” (۱) الاحد، (۲) الاصلدق، (۳) الاحسن، (۴) الاجود، (۵) الاعلیٰ، (۶) الامر، (۷) الناهی، (۸) الباطن، (۹) البر، (۱۰) البرہان، (۱۱) الحاضر، (۱۲) الحافظ، (۱۳) الحفیظ، (۱۴) الحسیب، (۱۵) الحکیم، (۱۶) الحلیم، (۱۷) الحی، (۱۸) الخلیفہ، (۱۹) الدعی، (۲۰) الرفیع، (۲۱) الواضح، (۲۲) رفیع، (۲۳) الدرجات، (۲۴) السلام، (۲۵) السید، (۲۶) الشاکر، (۲۷) الصابر، (۲۸) الصاحب، (۲۹) الطیب، (۳۰) الطاهر، (۳۱) العدل، (۳۲) العلّی، (۳۳) الغالب، (۳۴) الغفور، (۳۵) الغنی، (۳۶) القاتم، (۳۷) القریب، (۳۸) الماجد، (۳۹) المعطی، (۴۰) الناسخ، (۴۱) الناصر، (۴۲) الوفی، (۴۳) حم، (۴۴) اور نون۔“

### نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الہی سے اشتقاق:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اغفر علیہ للنبوۃ عظام من اللہ من نور بلوح و بشہد  
و ضم الالہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد  
و شق لہ من اسمہ لیجملہ فذل و العرش محمود و ہذا محمد

ترجمہ: آپ حسین ہیں، آپ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، وہ نور ہے، پیکدار ہے اور گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذن

پانچوں وقت ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ”اَشْهَدُ اَنْیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے محمد ﷺ کا نام نکالا تاکہ آپ کی عزت و عظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ کا نام محمد (ﷺ)۔

حضرت علی بن زید بن جدعان ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کون سا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ ”وَضَعِيْ لَهٗ مِنْ اَنْسَبِهٖ“ الخ سب سے بہتر ہے۔

﴿یعنی ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالطلب نے ایک دنیہ کا عقیقہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا: ”اے ابوالخارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے بچے کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟“ حضرت عبدالطلب نے جواب دیا: ”میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر ساکنانِ خاک آپ کی تعریفیں کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالطلب کی اس آرزو کو اس طرح پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام نابی سے گونج رہا ہے۔“

﴿ابن مساکر﴾

## بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام

زہری رحمہ اللہ نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ ؓ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ اپنی بہنوں سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ میں بنی عدی اور بنی نجار آئیں، پہلے نابغہ کے گھرانے اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا، ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب کبھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے: میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے بنی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہودی لگا ہیں جب آپ ﷺ پر چڑتیں تو وہ بغور آپ ﷺ کو دیکھتے۔

ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: ”یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے۔“ میں نے ان باتوں کو یاد رکھا، کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچنے پر انتقال ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ کی سند سے ان کے مشائخ اور راویوں سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت کی اور یہ مزید کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس زمانے میں اس یہودی کو میں نے نظر بھر کر دیکھا جو بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ”اے نبی! تمہارا نام احمد ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”میرا نام احمد ہے۔“ پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھا تو میں نے سنا وہ یہودی کہہ رہا تھا: ”یہ اس امت کا نبی ہے۔“ پھر میں اپنی والدہ کی بہنوں کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے والدہ کو بتایا کہ تو وہ میرے بارے میں اندیشہ کرنے لگیں اور پھر مجھ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہو گئیں۔

ام المہین رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ دو پہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے قیام کے دوران دو یہودی آئے اور انہوں نے کہا: ”ہم احمد (ﷺ) کو دیکھیں گے۔“ میں نے دکھا دیا پھر اوندھا کر کے پیچھے دیکھی پھر انہوں نے آپس میں کہا: ”یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت کا مقام ہے۔ عنقریب اس شہر میں قتل و غارت، قید و بند اور دوسرے اہم امور ظہور میں آنے والے ہیں۔“ ام المہین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان کے یہ الفاظ یاد رکھے۔

﴿ابو نعیم﴾

## حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال

زہری رحمۃ اللہ علیہ ام سلمہ بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس مرض کے زمانے میں جس میں ان کی وفات ہوئی، موجود تھی اور نبی کریم ﷺ جن کی عمر صرف پانچ سال تھی، ہالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہی تھیں، پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھے:

بارک اللہ لیک من غلام	یا ابن الدی من حومة الحمام
نجاہون الملک المنعم	فودی غداة الضرب بالسہام
بما نة من اہل سوام	ان صبح ما ابصرت فی المنام
فانت معوث الی الانام	من غندی ذی الجلال والاکرام
تبع فی الحل و فی الحرام	تبع بالتحقیق والسلام
دین ابیک البرابرا امام	فاللہ الہاک عن الاصنام

ان لا تو الیہامع الا قوام

ترجمہ: ”اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پا چکا ہے۔ جس نے انعام و اکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نجات

پائی تھی، جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا۔ پھر ان کی دیت میں چھوڑے ہوئے سواونٹ ذبح کیے گئے اور جو خواب میں، میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔ یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت و جلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔ آپ صل و حرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بشت ہوگی۔ اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکو کار والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔“

ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ہر جینے والے کو مرنا ہے، ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑھاپے کیلئے موت ہے۔ اب میں مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بے شک میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت و طہارت کے ساتھ تولید کیا پھر وہ وفات پائیں اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے لوح کے چند اشعار یاد رکھے، جو یہ ہیں:

نہکی الفتاة البرۃ الامینۃ ذات الجمال العفة الرزینۃ  
زوجة عبد الله و الضربۃ ام لیس الله ذی السکینۃ  
و صاحب العنبر با المدينۃ صارت لدى حفرتها رهینۃ  
ترجمہ: ”ہم اس جوان محترمہ عورت کی موت پر روتے ہیں، جو نیکو کار، امانت دار،  
صاحب جمال، عقیقہ اور وقار والی ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رقیقہ  
حیات اور صاحب سکنہ اللہ کے نبی کی اولاد ماجدہ ہیں۔ وہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں  
صاحب منبر ہوگا، ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہو گئیں۔“

﴿ابوہم﴾

حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلبِ بارش کیلئے دعا:

مخزمہ بن نوفل نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چٹ گئیں، چنانچہ میں ایک روز سورہی تھی یا عنود کی حالت تھی کہ دفعتاً ایک ٹہنی آواز سنی کہ:

”اے گروہ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے، تم لوگ بارش اور خوش حالی کیلئے دعا کیوں نہیں مانگتے لہذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف و سفید اور جلد میں نازک و لطیف ہو، اس کی پلکیں دراز و کثیر اور رخسار شاداب و حسین ہوں اور اس کی ناک سوتلی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو، اسے وہ خیر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں متوقف ہیں۔ اس قتلہ اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے دعاؤں کیلئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آکر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو لیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقریس پر چڑھیں۔ بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا



حاصل شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے التجا، ودعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں، اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔“

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور انعام لرزاں، دماغ چکرار ہاتھ میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور کی خانوادوں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں، تو اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بہ طور نمائندہ مجتمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کیے خوشبو لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا پھر جبل ابوالقیس پر آئے، حضرت عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کھن پڑے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دعا کیلئے لب کشائی کی:

اللهم ساد الخلة و كاشف الكربه انت عالم غير معلم و مسئول غير

مبخل و هذه عبد اؤك و اماؤك بعدلات حرمك بشكون اليك

ستهم اذهيت الخف و الظلف اللهم فامطرون غيثا مغلطا و مربعا

ترجمہ: ”اے ہمارے خدا! ہماری حاجت کو پورا فرمانے والے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے! تجھے بلا بتائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں، عطا نہ فرمانا تیری عادت نہیں ہے تیرے قلم میں تیرے بندے حاضر ہیں، خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور زمین تباہ حال ہے، اے معبود برحق! ہم پر اپنی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔“

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے دو بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا: ”اے عبدالمطلب! اے ابوالہلح! یہ استجاب مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل بطن میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔“ اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے:

بشبه الحمد اسقى الله بلدنا لما لقينا الحياء و اجلو ذالمطر

لجاء بالماء جولى له سيل سحا فعاشت به الانعام والشجر

منا من الله بالميمون طائره و خير من بشرت يوما به مضر

مبارك الامر يستسقى الغمام به ما لى الا نام له عدل ولا حظر

ترجمہ: ”یعنی حبیبہ الحمد عبدالمطلب کے وسیلے سے اللہ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ

ہماری زمین گیاں خشک سالی کے سبب خشکی میں تھیں۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے دریا

اور نالے بھر گئے، چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔ ہم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان

ہے یہ اس کے وسیلے سے ہے جس کا نصیب برکت والا ہے اور وہ اس سے بہتر ہے جس کی

بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔ بابرکت ہے وہ نام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعہ

پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور تمام مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔“

﴿ابن سعد، ابن ابی الدنیا، بیہقی، طبرانی، ابوالخیر، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ اپنے دادا کی مدد کرتے تھے:

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کنذیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زیارت بیت اللہ کو میرا جانا ہوا میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا:

رد الی راکی محمد

یا رب رده و اصطع عندی یدا

ترجمہ: "اے میرے رب! مجھ پر سوار کرنے والے مجھ کو مجھے لوٹا دے، اے میرے رب! اسے پلٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے۔"

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جو مناجات کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد ﷺ) کو تلاش شروع کیلئے بھیجا ہے اور وہ عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دی کیلئے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو واپسی میں کچھ دیر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ دعا کر رہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ اونٹ لے کر آ گئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابوالعلی، طبرانی، ابن عساکر، ابن عساکر، ابوالعزم﴾

حضرت بنہر بن حکیم سے روایت ہے کہ (میرے جد امجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کعبہ دوران یہ دعا کرتے سنا:

رد الی راکی محمد

یا رب رده و اصطع عندی یدا

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سردار قریش حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں جب ان میں سے کوئی کم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیابی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گنگو کو کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کو لے کر آ گئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن عساکر﴾

حضرت عبدالمطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:

عبداللہ بن عباس بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبدالمطلب کیلئے سایہ خانہ کعبہ میں مسد لگائی جاتی اور مسد پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو آپ اسی مسد پر بیٹھ جاتے، کوئی بچا جب یہ دیکھ لیتا اور نبی کریم ﷺ سے کہتا کہ "میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔" پھر آپ ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے: "بلا شک میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔"

جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کیلئے ابوطالب کو وصیت کر دی تھی۔

﴿ابن اسحاق، بخاری، ابونعیم﴾

حضرت عطاء بن یشید، حضرت ابن عباس ؓ سے اسی کے مانند روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ ”میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہ، وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔“

﴿ابونعیم﴾

زہری، یشید، حضرت مجاہد ؓ اور حضرت نافع بن جبر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسند حضرت عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے، کوئی بچا آتا اور آپ ﷺ سے ہٹ جانے کو کہتا۔ تو حضرت عبدالمطلب فرماتے: ”میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس میں شہانہ صفات ہیں۔“

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

نبی مدّٰی نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: ”آپ محمد (ﷺ) کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد ﷺ کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔“ حضرت عبدالمطلب نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اے کنیز! اس فرزند سے بے پروا نہ ہونا، اس لیے اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔“

مشائخ واقدی سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حجر اسود کے قریب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نجران کا پادری جو ان کا دوست تھا، ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں، جو بنی اسماعیل سے ہوگا یہ شہر مکہ اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو بغور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی ہی ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

”یہ میرا فرزند ہے۔“ پادری نے کہا: ”نہیں! ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے۔“ حضرت عبدالمطلب نے کہا:

”در اصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔“ پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کیلئے ہدایت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

سیف بن ذی یزن کا اوصاف نبی بتانا:

عفیر بن زرعہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ

واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا۔) تو عرب کے وفود اسے مبارکباد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ حضرت عبدالمطلب بھی تھے، ان سے سیف نے کہا:

”اے عبدالمطلب! میں اسرارِ علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدوینِ حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کیلئے خیر اور کچھ کیلئے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔“

حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: ”ایسی کون سی بات ہے؟“ سیف نے کہا: ”اس زمانہ میں تھامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے، اس فرزندِ جلیل کو شرفِ امانت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوری انسانی کیلئے اس کی پیشوائی اور ہدایات قیامت تک کیلئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا کو ہونا ہے، یا وہ پیدا ہو چکا ہے، نام اس کا محمد ﷺ ہے۔“

اس کے والدین قوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے، اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کیلئے مددگار پیدا ہوں گے۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے، بلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے، ان کیلئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہوگا، وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں گے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔

آتشِ کدے سرد اور شکستہ تباہ ہوں گے، اس کے بدل و انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پائی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو، یہ بات جھوٹ نہیں ہے، تو اے خوش قسمت بوزے سردار! اور پاسانِ حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا۔“ انہوں نے کہا: ”ہاں اے واقفِ حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریفِ نسل زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچے کے والدین وفات پا گئے، لہذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔“ سیف نے کہا: ”میری باتوں کو یاد رکھنا، بچے کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں، اگر چہ ان کی رسائی بچے تک نہیں ہوگی۔ بیشک میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے ہیں تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔“

﴿یعنی ابو نعیم، ابن مساکر﴾

ابوصالح رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے جو مندرجہ بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔

﴿ابو نعیم، خرائی، ابن مساکر﴾

حضرت عبداللہ بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ

ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ تمام کا ایک یہودی

بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر اس نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کتب ساوی میں ہے کہ اس شخص سے ایک نئی پیدا ہوگا جو ہماری قوم کو عادی طرح قتل کرے گا۔

﴿ابوہدی، ابوہیم﴾

حضرت ابوہازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک کاہن مکہ آیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ دیکھ کر کہا: ”اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو، یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری عزت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی۔“

﴿ابن سعد﴾

### نبی کریم ﷺ ابوطالب کی کفالت میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سوکرائتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور ستھرے، ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتحال دیکھ کر ان سے طلحہ آپ ﷺ کا انتظام کروایا۔

﴿ابن سعد، ابوہیم، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت نبی کریم ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے: ”ظہر پاؤ! عمر ﷺ کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترغیب اس طرح رکھتے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے، اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔“

﴿ابن سعد، ابوہیم، ابن مساکر﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو، صبح کو اٹھ کر تھوڑا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

﴿ابوہیم، ابوہدی﴾

﴿ابن سعد رحمہ اللہ﴾ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو دوسری سند سے ”طبقات“ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کیلئے بڑا تکیہ بنایا جاتا تھا اور وہ حسب عادت اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور تکیہ کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے، کچھ دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے: ”سلحجا کی قسم! میرا یہ بیٹا ذوق لغت رکھتا ہے۔“

✽ (ابن سعد رحمہ اللہ نے ایسا ہی ایک اثر عمرو بن سعید رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمار ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوطالب اہل مکہ کیلئے کھانا تیار کر رہے تھے اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے، جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو کچھ چیز پہلو کے نیچے کر لی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بچا کے اس اخفاء کو سمجھ لیا۔ ابوطالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بذریعہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرہ راہب کی پیشین گوئی اور بچپا کو مشورہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نبی کریم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بڑے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا تھا۔ یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں، پھر یکبارگی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ من کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے، میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کیا اور نبی کریم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرہ الا یار تا کید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نوری اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرہ اکران سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

”ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو مخترب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ

اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔“

بحیرانے ان سے کہا: ”تم نے کبھی سنایا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو نالہ اور روکے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”سنائے دیکھا۔“

راہب نے مشورہ دیا: ”تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔“ بحیرہ راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرانے حضرت ابوطالب

کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور ان نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا۔  
رواگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیے۔

❁ (تنبیہی رشتہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

❁ تنبہی، ابوہیم، خراطلہ، الہوائف

قائدو:

مصنف کتاب، علامہ امام جلال الدین سیوطی رشتہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں، جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رشتہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ ”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔“ وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت تک نہ تو متاہل تھے اور نہ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید تھا اور ابن حجر رشتہ نے ”الاصابہ“ میں فرمایا: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔ بجز اس فقرے کے، تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ غلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔ گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے غلط ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق رشتہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب قافلہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر بصری پر پڑاؤ کیا وہاں بحیرا رہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کی علمائے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی، اس خانقاہ کی موردی الہامی کتاب راہبوں کے سردار کے پاس منہجی اعتبار سے پشت سے چلی آ رہی تھی۔

بحیرا بھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے مگر راہب قلعی طور پر التفات نہ کرتا۔ اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کیلئے کھانے تیار کرائے۔ اس نے اپنے صومعہ سے دیکھا کہ قافلہ پر سفید ابرسایہ لگن ہے۔

پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا تو دیکھا کہ وہ سفید ابر درخت کے اوپر سایہ کر رہا ہے اور درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ پر چلی ہوئی ہیں جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اتر آیا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوا یا:

”اے گروہ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔“ قرشیوں میں سے کسی ایک نے کہا: ”بحیرا سے کہو آپ نے آج خلاف عادت نوازش فرمائی اور پورے قافلہ کو دعوتِ طعام نہ دی ہے۔ بحیرا نے جواب میں دوبارہ کہلایا، آپ لوگوں نے صحیح کہا، مگر یہ پیشکش پر خلوص ہے اور آپ کے احترام میں ہے۔“ چنانچہ معزز بحیرا جو کہ علم و فضل و عبادت و زہد اور بصری کے مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا، قرشی مسافروں کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے، وہ سب خانقاہ جانے لگے اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بحیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں، تب اس نے کہا: ”اے محترم قریشی

مہمانوں میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی مہمانی کا شرف مل رہا ہے؟“ مہمانوں میں سے ایک نے کہا: ”ہم اپنی عزت افزائی کیلئے شکر گزار ہیں، ہم سب حاضر ہیں، بجز ایک لڑکے کے اور اس کو مستقر پر سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔“

بھیرا نے کہا یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بھیرا کے اس پر غلوں اتفاقات کو دیکھ کر کہ ایک شخص نے کہا: ”قسم لات و عزتی کی! ہمارے لیے غیرت و شرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میزبان کو بار بار کہنے کی ضرورت پڑے۔“ اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر عمر ؓ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص اٹھا اور جا کر نبی کریم ؐ کو لے آیا۔ بھیرا حضور نبی کریم ؐ کو بغور دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بھیرا نے حکمت عملی سے نبی کریم ؐ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا: ”اے فرزندِ ابرجد! میں آپ ؐ کو لات و عزتی کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔“

بھیرا نے جوں کا نام لے لیا تھا کہ قریش ان کی پرستش کرتے تھے مگر جوں کا نام نبی کریم ؐ کو بہت ہی ناگوار گزارا۔ آپ ؐ نے فرمایا: مجھ سے گفتگو میں جوں کا نام نہ لیجئے، میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ بھیرا نے کہا:

”میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔“ آپ ؐ نے فرمایا: ”ہاں! آپ کی امید پوری ہوگی۔“ چنانچہ خافہ بصری کا یہ عابد و عالم آپ کی عام حالت، بیداری اور خواب، آپ کے خیالات اور وجدانیاات کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا پھر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

راوی ابن اسحاق ؒ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بھیرا راہب، ابوطالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ: ”کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟“ ابوطالب نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“ بھیرا نے کہا: ”میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔“ ابوطالب نے کہا: ”یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔“

بھیرا نے پوچھا کہ ”وہ کہاں ہیں؟“ ابوطالب نے جواب دیا: ”وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے۔“ اب بھیرا نے کہا: ہاں! یہ درست ہے مگر اس نے ابوطالب سے کہا تم اپنے اس بچے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ، وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔ اسکے بعد ابوطالب نے جلد جلد معاملات اور ضروریات سفر کو نشتایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر، بھیرا کے مشورے اور یہود کے تحس و تلاش وغیرہ کے تمام بیٹے حالات پر غور کیا، ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر کے تحت ابوطالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار نعت میں کہے:

فما راجعوا حتی رآوا من محمد      احادیث تجلو غم کل فراد  
حتی رآوا احبار کل مدینة      سجودا له من عصبه و فراد



زبیرا و نعاما و قد کان شاهدا  
فقال لهم قولا بحیرا و ايقنوا  
كما قال للرہط الذین تہو دوا  
فقال ولہم بتوک لہ النصیح رده  
فاننی اخاف الحاسدین و انه  
لغی الکتاب مکتوب بکل مداد  
ترجمہ: "وہ یہود اس وقت تک نہ لوئے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ  
باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم ناپٹ ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر  
شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فردا فردا ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ زبیر اور تمام لوگ جو ان  
کے ساتھ تھے درمیں وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔ بھرانے ان سے ایک  
بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے ان کو تسلیم کر لیا۔ جس  
طرح بھرانے یہودیوں سے پر زور گفتگو کی اور بھرانے اللہ تعالیٰ کیلئے ان کے  
ساتھ جدوجہد کی کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ تو بھرانے آپ کی خیر خواہی میں سب ہی  
کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا کیونکہ ہر گھات میں ان کیلئے خطرہ ہی خطرہ  
تھا۔ بھرانے کہا میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں، کیونکہ آپ کی (علامات اور) رفعت  
شان کتب آسمانی میں درج ہے۔"

﴿تنبی﴾

واقعی رہنمائی سے روایت ہے کہ بھیرا مرتاض نبی کریم ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار  
چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا  
کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: یہ بیدارشی حالت ہے کوئی آشوب یا مرض کی  
علامت نہیں ہے۔ بھیرا اب نے نیند کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میری  
آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل بیدار رہتا ہے۔

﴿ابو جیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر  
رواندہ ہوئے نبی کریم ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا، گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بھرنی کے  
مقام پر پہنچے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بھیرا کی نظروں نے بے عجب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ  
آگے بڑھ رہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے، تو بھیرا ان نے کھانا بنوایا اور  
مسافران نور کو خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا جب نبی کریم ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔  
بھیرا نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دنیا کیلئے عرب سے عترت بکشت ہوگی۔

﴿ابو جیم﴾

عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تھے۔

پھر وہ ایک ذریعہ کے قریب اترے، ذریعہ کے راہب نے پوچھا: ”اے انجمنی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے؟“ ابوطالب نے جواب دیا: ”اے راہب اعظم! یہ میرا بیٹا ہے۔“ راہب نے کہا: ”اے عرب مسافر! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بات انہونی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ ہنوز زندہ ہو۔“

پھر راہب، واقف اسرار تھا، کہنے لگا: ”یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے۔“

ابوطالب نے پھر سوال کیا: ”نبی کون ہوتا ہے؟“ راہب نے جواب دیا: ”نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے رہنمائی ہوتی ہے، فرشتہ ہدایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔“

ابوطالب نے کہا: ”خدا ہی برتر ہے، تم کیسی باتیں کرتے ہو؟“ آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا۔

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ راوی نے بیان کیا۔ اس کے بعد وہ ایک اور راہب کی خانقاہ پر اترے اس کا پہلا سوال یہی تھا: ”یہ بچہ کس کا ہے؟“ انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا: ”نہیں! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟“

ابوطالب نے پوچھا: یہ کس لیے ہے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ ہی برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر ابوطالب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: ”اے میرے بھتیجے! تم من رہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”اے بچپنا انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے۔“

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

سعید بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے ابوطالب سے کہا: اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جائیے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں، یہ اسی امت کا نبی ہے اور چونکہ یہ نبی اسرائیل سے نہیں ہے، اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابی مجاز رحمہ اللہ تصنیف سے روایت ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کیلئے اترے، وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا تمہارے اندر کوئی برگزیدہ ہستی ہے۔ پھر کہا اس بچے کا ولی کون ہے؟ ابوطالب نے کہا: میں، موجود ہوں۔ اس نے کہا اس بچے کی حفاظت کیجئے اور اسے شام نہ لے جائیے چونکہ یہود حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بھیج دیا۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

ابن مندہ رحمہ اللہ بہ سند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔

دونوں حضرات پہ غرض تجارت شام کیلئے سفر پر روانہ ہوئے، سفر کے دوران ایک منزل پر بیری کے درخت کے سائے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بھیرا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”درخت کے سایہ میں کون شخص بیٹھا ہے؟“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”وہ حضرت محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب (ﷺ) ہیں۔“

اس نے کہا: ”یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سائے میں حضرت یحییٰ مسیح علیہ السلام کے بعد بجز اس حضرت محمد (ﷺ) کے کوئی نہ بیٹھا۔“

ابن حجر رحمہ اللہ نے ”الاصابہ“ میں فرمایا اگر یہ تاریخ صحیح ہے تو بھیرا دوسرا سفر ہوا ابوطالب کے سفر شام کے بعد۔

نبی کریم (ﷺ) کے وسیلہ سے ابوطالب کا بارش کی دعا مانگنا:

جلہد بن عرفطہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاور حرم ابوطالب سے کہا: ”داویاں خشک ہو گئیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کیلئے دعا کریں۔“ چنانچہ ابوطالب نے اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچے کو تھام لیا۔ دعوۃ افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے۔

واہض يستقى الغمام بوجهه

لحال التامی عصمة لئلا رامل

يلو ذبه الهلاك من ال هاشم

فهم عنده في نعمة و مواضل

ترجمہ: ”آپ (ﷺ) ایسے حسین و جمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرہ النور سے پانی مانگا

ہے اور آپ قیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔ ہلاک ہونے والے ہاشموں کی

اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ (ﷺ) کے دامن میں

نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔“

﴿تاریخ ابن مساکر﴾

نبی کریم (ﷺ) کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہودی فرار:

ابن عون عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی ابوطالب کے پاس سامان خرید

آئے تھے کہ اسے میں رسول اللہ ﷺ کم سنی میں اپنے بچا کے پاس آگئے جب یہودی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

ابوطالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرز عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔

یہود نے جواب دیا: ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتداء:

ابوالخثرناؤ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ابولہب کے درمیان کشمی ہوئی تو ابولہب نے ابوطالب کو ہتھیار دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ابولہب کی زانتوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا: اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے بچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوطالب کی وفات:

عبداللہ بن شلبہ بن صحر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا: تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک حضرت محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوطالب کے بارے میں اقوال:

حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب سے خیر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک میرے دل میں ابوطالب کیلئے خیر خواہی ہے اور جب تک

مجھے روکا نہ گیا، میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے ماں، باپ، چچا ابوطالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا۔  
 ﴿تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو منکر الحدیث ہے۔﴾

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ان لوگوں کیلئے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین، ابوطالب اور رضائی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔  
 ﴿خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سند ضعیف اور باقہ بتایا ہے۔﴾

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی ممانعت:

حسن بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قبر ابوطالب پر گئے تاکہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:  
 مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ”نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔“  
 ابوطالب کا کفر کی حالت میں مرنا نبی کریم ﷺ پر بہت شاق گزرا، تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

﴿سورہ القصص﴾

ترجمہ: ”آپ ﷺ جس کو چاہیں (یعنی ابوطالب وغیرہ کو) اسے راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، راہ ہدایت پر لے آتا ہے۔“

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو ایک بد بخت قریشی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر مٹی اچھالی۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی آئیں، وہ مٹی صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بیٹی! نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا مدافعت کرنے والا اور محافظ ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ قبل بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ رہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تعمیر خانہ کعبہ کیلئے پھراٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تاکہ کندھا چلتے سے محفوظ رہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ عمل کیا حضور نبی کریم ﷺ زمین پر آ رہے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا: ”میرا تہبند کہاں ہے؟“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا اور آپ نے اسکو باندھ لیا تب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

### تعمیر کعبہ میں معاونت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پھراٹا رہے تھے اور ہم نے تہبند پھراٹھا اور کاندھے کے درمیان رکھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ آگے اور میں پیچھے تھا۔ جوں ہی آپ نے تہبند کاندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان پر بھی تھیں، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون نہ کہیں۔

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

روایت ہے کہ جب قریش نے خبابہ کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نواحی پہاڑوں سے پھراٹے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ کو غیب سے ندا آئی: اے محمد ﷺ! ستر پوشی کیجئے، یہ ندائے اولین تھی جو آپ ﷺ کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔ (مسند صحیح)

﴿حاکم، بیہقی، ابوداؤد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب چاہہ ذمہ کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پھراٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کم سن تھے تو انہوں نے تہبند اتار کر پھر کے نیچے ٹانے پر جسم کو درگزر سے محفوظ کرنے کیلئے رکھ دیا تو نبی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا: سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا، اس نے مجھ سے کہا ستر ڈھکنے۔

﴿ابن سعد، ابن خلدی، حاکم، ابوداؤد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور لہو و لعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خطا اور موصوم رکھا۔

ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے چند فوجوان اور میں اپنے گھری بکریوں کے ریوز میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: "ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تاکہ میں مکہ جا کر نو جوانوں کا فحل دیکھوں۔ اس نے کہا اچھا، پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں نے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کسی نے بتایا کہ شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتیٰ کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا اتنے لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ جتنی سنائی۔"

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھنا کہ میں جا کر کچھ فحل کروں، اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا، یہاں آ کر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں نے گزشتہ رات سنی تھی۔ میں دیکھنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن صبح نے مجھے جگایا، پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورتحال بتائی۔

اس کے بعد میں نے نہ کبھی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند و سرفراز فرمایا۔

✽ (ابن حجر رشید نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی، عدالت، صداقت اور حفاظت میں مستبر ہیں۔)

﴿مسند ابن راویہ، ابن اسحاق، یزید بن عیینہ، ابو نعیم، ابن مساکر﴾  
حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے الام جاہلیت میں عورتوں کے میل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آگئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قوی واقعات کی کہانی حائل ہوگئی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، ابن مساکر﴾  
حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ: "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" ﴿سورۃ الشعراء﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے برادران قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں

کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟“  
سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تو میں تمہیں عیش آنے والے عذاب شدید سے ڈراتا ہوں۔“  
ابولہب نے کہا: ”تبا لک“ کیا اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ  
”نکث ۱۰۱“ لُہب و نَب“ ﴿سورہ نبت ۱۰۱﴾ نازل فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے زید بن  
عمر و بن نفیل (موصد) سے جب سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے  
والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استحقاق پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں  
تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا: ”کیا  
آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی نہیں۔ پوچھا: ”کبھی شراب پی ہے؟“  
ارشاد فرمایا: ”کبھی نہیں۔“ اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں، حالانکہ مجھے معلوم  
نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

﴿ابو نعیم، ابن مساکر﴾

### میلہ میں شرکت سے انکار:

حضرت مکرمہ رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے  
ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔  
ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے  
بوانہ کی عید میں شرکت کیلئے کہا مگر نبی کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا حتیٰ کہ ابوطالب ناراض بھی ہوئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روز آپ کی تمام پھوپھیاں بھی بہت شدت  
سے آپ پر ناراض ہوئیں اور شدید غلگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اے برادر زادے! ہمیں ڈر ہے کہ  
ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے، تم آخر کوئی وجہ بناؤ کہ تم ہمارے قومی تہوار  
میں شرکت کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اس اصرار پر نبی کریم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے، جب  
چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا پھوپھویوں نے  
پوچھا: اے برادر زادے! تم کو یہ کیا ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم



ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعہ تم کو آزمائش میں ڈالے، تمہارے کردار کی تادیر و مخصوص خوبیاں ہیں۔ آخر یہ بتاؤ کہ صدر کچھنے کا احساس تم کو کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں منم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اس کو نہ چھوؤ۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حذکرہ بالا واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ روانہ کے تہوار پر بھی نہ گئے، یہاں تک آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد، البیہق، ابن عساکر﴾

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بچپنا زاد بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب کھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ لوٹ آئے؟ فرمایا: مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ابن عساکر، البیہق، ابن عساکر﴾

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تانبے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا ناکلہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور مویچا میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے، لہذا میں نے اسے چھوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے مکرم بنایا جس سے آپ مکرم ہوئے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

﴿ابن عساکر، البیہق، ابن عساکر﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! خدا کی قسم! میں لات کو کبھی نہ چھوں گا اور عزنی کی کبھی پرستش نہ کروں گا۔“ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا: ”پلوتی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں۔“ دوسرے نے جواب دیا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی نیت اسلام استلام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن مساکر﴾

حضرت جہیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا۔ اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے، عرفات میں توقف فرمایا اور بس ان کے ساتھ لوٹ آئے یہ توفیق الہی تھی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور چند ان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد حذرہ میں ٹھہرے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ربیعہ بن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

﴿مسند حسن بن سفیان، معجم یحوی، دارروی الصحابہ﴾

بعثت اور اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے:

یعقوب بن سفیان، ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزاع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہوگا۔

ہم نبی کریم ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر السن تھے تو ان سب نے آپ ﷺ کو حکم مان لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کو نے مختلف چادر داروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرمادیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن جہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے رکن کو نصب فرمادیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تاکہ حجر اسود کو مستحکم کر سکیں مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور خود قریب چاکر پتھر دے دیا، پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو بھادیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے ایک کم حیثیت نو عمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ، یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔

❦ (کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا۔)

﴿ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت داؤد بن حسین ؑ سے روایت ہے کہ متفقہ طور پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ نبی کریم ؐ اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت و دیانت میں ان سے اصدق اور بخش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ؐ کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ؐ نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال، خصومت اور دشنام طرازی کی ہو۔ آپ ؐ کو ساری قوم ”امین“ کہتی تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت مجاہد ؒ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب ؑ نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ؐ کا (کا، و بار میں) شریک تھا، جب آپ ؐ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ ؐ نے فرمایا: ”تم نے مجھے پہچانا؟“ میں نے عرض کیا: ”ہاں! آپ ؐ میرے شریک تجارت تھے اور آپ کی شراکت بہت ہی مفید اور معجز تھی۔“

﴿ابو نعیم﴾

تین دن انتظار میں کھڑے رہے:

حضرت عبداللہ بن ابی الحکم ؑ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قبل بحث خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ ؐ ذرا یہیں ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں لہذا میں آپ ؐ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا، تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ؐ نے بس اتنا فرمایا کہ ”تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔“

﴿ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابن مندہ، العرف، بخاری، مکارم الاخلاق﴾

حضرت ربیع بن عظیم ؑ سے روایت ہے کہ قبل اسلام، جاہلیت میں لوگ نبی کریم ؐ کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرانے آتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ؐ کا میسرہ کے ہمراہ سفر شام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ؐ کو اپنے سرمایے سے تجارت کی پیشکش کی۔ آپ ؐ نے قبول کر لی اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے، درخت کے سایہ میں آرام فرمایا، وہیں ایک صومعہ تھا۔ جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور نبی کریم ؐ سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔

میسرہ نے کہا: ”اے اہل حرم اور قریشی ہیں۔“ اس کے بعد راہب نے کہا: ”اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا۔“ جب دوپہر ہوئی، سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو دو فرشتوں کو آپ ؐ پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

اب تھارتی کا روہار سے فارغ ہو کر مکہ آئے اور اسباب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا

حساب کیا گیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ انگلی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔

﴿یعنی رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو ابن اسحاق رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے۔﴾

﴿یعنی﴾  
 یعلیٰ بن مدیہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو "الامین" ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، ساتھ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بھرنی میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطور راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا۔

پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: "کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟" میسرہ نے جواب دیا: "ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟" راہب نے اس علامت کو پار کر کہا: "وہ نبی ہیں۔" اور آخر الانبیاء ہیں۔"

شام میں پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص الجھ پڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ لات وعزنی کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزنی کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے پرہیز کر۔

اس شخص نے کہا: آپ کا مشورہ دست ہے، پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزماں ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تہاڑت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اسی طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ والہیں تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ محمد ﷺ اونٹ پر تشریف لارہے ہیں اور ان کو تہاڑت آفتاب سے محفوظ رکھنے کیلئے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ لگائے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا، وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں، پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

﴿ابن سعد وابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان

عید میں اختلاف ہو گیا، رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے دروبر و فیصلہ کے انتظار میں بیٹھیں ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور بہ آواز بلند ان کو مخاطب کر کے کہا:

”اے جنا کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی، جس کا نام احمد ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا، تو تم میں جو کوئی

استقامت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کر لے۔“

یہ سن کر اکثر خواتین اس کو نکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

﴿ابن سعد﴾

### قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرض ظہور میں آئی، وہ روایئے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ ﷺ جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آ جاتا۔ آپ ﷺ کو شیشی کو پسند کرنے لگے۔ عار حرام میں تشریف لے جاتے مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کیلئے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد و نوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے پھر بیوی صاحبہ تو شہ تیار کر دیتیں اور آپ ﷺ پھر چلے جاتے، حتیٰ کہ آپ پر وحی الہی کا نزول ہوا۔ نبی کریم ﷺ حسب معمول عار حرام میں تھے کہ فرشتے نے آ کر کہا: ”اقْرَأْ“ (یعنی پڑھئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا: ”مَا أَنَا بِقَارِئٍ“ (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی، اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ”اقْرَأْ“ یعنی پڑھئے۔ میں نے اس سے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ”اقْرَأْ“ یعنی پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا۔ یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو:

”اقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“

﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: ”پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب وہی سب سے بڑا ہے جس نے قلم سے لکھا سکھایا آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔“

اس کے بعد نبی کریم ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي“ یعنی مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اندھائی، حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

”آپ ہرگز خوف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے سہارا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے، سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں، مہمانوں

کو کھانا کھلاتے، حق دار کو اس کا حق دلانے میں امداد فرماتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے، جس قدر خدا نے چاہا، انہوں نے لکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اے برادرِ عم! مہربانی کر کے اپنے پیچھے کی بات سنو۔“ ورقہ نے پوچھا: ”آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بغور سننے کے بعد کہا:

”یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا، کاش کہ میں اس

وقت جوان ہوتا، یا اس موقع تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: ”کیا وہ مجھے نکالیں گے؟“ ورقہ نے جواب دیا: ”ہاں“ آپ کی طرح جو کوئی بھی ہدایت و اصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے، اس سے ضرور دشمنی کی گئی اگر میں نے آپ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ کی امکان بھردہ کروں گا۔“ اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمہ اللہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ”اس کے بعد عرصہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فترت وحی سے نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن و ملال طاری رہتا۔“

﴿احمد، بیہقی﴾

بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ چند بار نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں مگر جب بھی آپ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا، سنا حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: ”اے محمد ﷺ! یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔“ اس عذاب سے آپ کو مبر و قہر آ جاتا اور آپ واپس تشریف لے آتے، پھر سلسلہ انتظار وحی طویل ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز عذابیں نبی کریم ﷺ پر طاری ہوتی رہتی۔

فائدہ:

بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ بھینچے اور چھٹانے کا جو عمل نبی کریم ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے پہلے موقع پر ہوا ہے، وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح

کا واقعہ مذکور نہیں ہے جیسا کہ ابتدائے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وحی کا احساس دے کر اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ جس چیز کا تم پر نزول فرمایا جا رہا ہے وہ تم پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تجلیات اور وسوس کو رفع کرنا مقصود تھا کیونکہ تجلی اور وسوسہ مادی اجسام کے عوام ہیں۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں جا رہا تھا، دفعۃً آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار میں آیا تھا، آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور فوراً گھر پر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھا دو۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبُّكَ فَكْبَرُ إِنَّ رَبَّكَ فُطِّهُرٌ وَ الرَّجْزُ فَلْيُخْزِرْهُ

﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: ”اے پاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔“  
اسکے بعد مسلسل نزول وحی ہونے لگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت فضی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرائیل علیہ السلام رہے، وہ آپ ﷺ کو چند کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام رہے اور آپ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

﴿احمد ابن سعد، بخاری﴾

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے روپائے صادق عطا ہوئے تھے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چیز سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل مقفل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

﴿ابو نعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ، ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو روپا دکھائے اور آپ ﷺ پر بہت شاق گزرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: "آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کیلئے بھلائی فرمائے گا۔" اس کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر آئے مگر پھر واپس ہوئے اور ان کو بتایا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ میرا بیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت ساجدہ کی مانند کر دیا گیا ہے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "یہ اچھا خواب ہے آپ کو مبارک ہو۔" اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب و غریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ربیٹی ہمارو الے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے بشارت رسالت دی۔ اور آپ سے کہا پڑھئے، آپ نے کہا کیسے پڑھوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:

"اقرأنا سم ربک الذی خلق (الی قولہ) ما لہم یعلم ۝"

﴿سورہ اعلق﴾

اس طرح آپ منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے ٹھہر و حجر آپ ﷺ کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جس خواب کے بارے میں میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے وہ بلا حجاب میرے رو برو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقیناً آپ رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداس اور مذہب نصرانی تھا۔ خاتون اعظم زوجہ نبی کریم ﷺ نے کہا:

"اے عداس! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں، یعنی قسم دیتی ہوں، مجھے بتا کیا تیرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام کا علم ہے؟"

عداس نے جواب میں کہا: "قدوس، قدوس! حضرت جبریل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تجھے ہے وہ کم و کاست میرے سامنے بیان کر دے۔"

عداس نے کہنا شروع کیا: "بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلوت نشین ہے۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آگئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا جن کو بخور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن



کا تذکرہ وہ کتب سادہ توریت و انجیل میں پڑھتے ہیں۔“

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ کی عظمت و جلال کی قسم کھا کر کہا:

لئن ظہر دعاءہ وانا حی لا بلین اللہ فی طاعة رسولہ و حسن موازنتہ

فما مات ورقہ

ترجمہ: ”اگر آپ ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت

کروں گا اور عزامت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کروں گا۔“

مگر نیک دل ورقہ نے وفات پائی۔

﴿تنبی، ابو نعیم﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت ہے کہ جس کے شروع میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کر کے کڑی نکالی، جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لگائی اور اس کے ذریعہ وہ شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد دینے پکاروں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا پھر ایک شخص میرے سر ہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں۔

پھر اس نے ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کی تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی پھٹی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں نے خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل و صفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ مناروایت بھی ہے۔

البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور دھوا کیا اور محمد ﷺ دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ کہلیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجود کیے، سمت قبلہ کی نہ تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔“

﴿تنبی، ابو نعیم﴾

ابو نعیم رحمہ اللہ نے تیسری سند سے یہ روایت زہری رحمہ اللہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخر میں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر و حجر کے

پاس سے گزرتے، وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ اعلیٰ کلمات سلامتی بن کر ہر طرف دیکھتے مکر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے:

”السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)“

نبی کریم ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ، وہ وقت، وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان المبارک کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے حتیٰ کہ قیام حرام کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقررہ آگیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: ”اقراء“ یعنی پڑھو۔ میں نے جواب دیا: ”ما اقراء“ یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا: ”پڑھو“ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پھر پہلے کے مانند چٹایا پھر چھوڑ دیا اور کہا: ”پڑھو“ میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (الْحَمْدُ لِلَّهِ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“

فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دل میں کہا، اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: ”اے محمد ﷺ اتم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل (علیہ السلام) ہوں۔“

یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) ایک مرد کی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا، مجھ پر ایک طرح کا سکنت اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت، اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی جہل نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو چکی تھی اور دن و حل چکا تھا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔

انہوں نے سوال کیا: ”آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟“ میں نے کہا: ”یہ تو ناممکن ہے کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟“ انہوں نے میرے بات سن کر کہا: ”اس بات میں آپ ﷺ کیلئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں، کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے، البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز، بڑے امانت دار، بہت ہی پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔“ (التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توجہ اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا: ”اے ابن عم! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں، میں آپ سے ان حالات، مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ (خود فرجی کی بناء پر نہیں، بلکہ خمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت منکشف ہوتی ہے اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں کہ) آپ اللہ

کے رسول ﷺ ہیں۔“ پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، سارا حال سنایا جس کو سن کر انہوں نے کہا:

”اگر تم نے واقعات کا اندازہ، مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں، ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔“

﴿بخاری، ابن حاکم﴾

حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ”اے ابن عم! چونکہ آپ ﷺ صبر و استقامت رکھنے والے ہیں، کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتائیے؟“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”ہاں۔“

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔“ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں نظر آرہے ہیں۔“ اس کے بعد مشیر رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹا اتارا، بال بکھیر دیئے اور نبی کریم ﷺ سے ہی سوال کیا، اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔

﴿بخاری، ابن حاکم﴾

ابو یسرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی نداء سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر نہ ہو۔“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ”خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت میں دیانت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں۔“ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں، لہذا دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا:

”اے بزرگ! جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد

ﷺ! اے محمد ﷺ! یہ سن کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔“

ایک مرتبہ جبکہ نبی کریم ﷺ خلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا: ”یا مُحَمَّدُ اشْهَدْ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا

اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ" اس کے بعد اس نے کہا پڑھئے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (عنا آخر سورہ) "وَالَا لَهَ اِلَآ هُوَ" پھر اس نے کہا پڑھئے: "لَا اِلَآهَ اِلَّا اللّٰهُ"  
آپ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا:

"آپ ﷺ کو بشارت ہو اور مبارک ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں  
جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ نے دی ہے۔ آپ بے شک نبی ہیں اور  
یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھ کو وہ دن میرا آگئے تو میں انشاء اللہ ضرور  
آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا۔"

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حریر کا لباس  
زیب تن کیے ہوئے ہیں، اس لیے کہ وہ نیک بہادر بزرگ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔"  
﴿بخاری، ابوداؤد﴾

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا:  
کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو سبز لباس میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ورقہ نے  
کہا: جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کر دیں گے۔  
﴿ابوداؤد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب  
ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا: "مَنْبُوْخٌ مَنْبُوْخٌ" جبرئیل کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں  
ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل ؑ تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو  
خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان ذریعہ ہیں۔ اے اچھی خدیجہ! اپنے شوہر کو اس جگہ لے جاؤ جہاں  
انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو تم اپنے سر سے چادر اتار دینا، اگر وہ  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔ انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا وہ کہتی ہیں  
کہ جب میں نے سر سے دوپٹہ اتارا تو حضرت جبرئیل ؑ غائب ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کو نظر نہ آئے پھر میں ورقہ کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: یقیناً ان کے پاس  
"ناموس اکبر" آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا اہتمام کرنے لگے۔ ورقہ  
نے مندرجہ ذیل اشعار اس سلسلے میں کہے ہیں:

لججت و كنت في الذكرى لجوجا لهم طال ما بلغ النشيجا  
ووصف من خديجة بعد و صف فقد طال النظاري يا خديجا  
بيطن المكنين على وجاني خديتك ان اوى منه خووجا  
بما اخبر لنا من قول فس من الرهبان اكبره ان بعوجا  
بان محمدا يسود قوما و يخضم من يكون له حجيجا

و يظهر في البلاد ضياء نور لتمام به البرية ان تعرجا  
 ليلقي من يحاد به خسارا و يلقى من يسا له فلوجا  
 لها ليتى اذا ما كان ذاكم شهدت و كنت اولهم و لوجا  
 ولو جا في الذي كرهت قریش ولو عجت مبكتها عجبها  
 ارجى بالذي كرهوا جميعا الى ذى العرش ان سلفوا عرجا  
 وهل امر السفاهة غير كفر يختار من سحق البروجا  
 لان يقوا وابق نكن امورا يضح الكافرون لها فجبها  
 و ان اهلك فكل لتي سبلى من الالدار مختلفة عرجا

ترجمہ: ”میں نے تکرار کی اور میں ذکر میں تکرار کرنے کا عادی تھا، ان سے یہ تکرار جب کی جبکہ  
 میرا گلہ گھسنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے، تو  
 اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا۔ میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو  
 بات اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کہی، میں اس کے ظہور کو دیکھ لوں۔ مجھے کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے  
 بتانے سے ہوا جو تم نے راہوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات  
 الٹی ہو۔ اس قس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا، لوگ  
 اس سے جھگڑا کریں گے، حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آبادیوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی اور لوگ  
 آپ ﷺ کے ذریعہ بکھری چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر آجائیں گے۔ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرے گا  
 وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا، وہ کامیاب و کامران رہے گا۔ کاش میں اس  
 مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسرِ پیکار ہوں گے اور میں مدد کرنے والوں میں سب  
 سے پہلے ہوتا۔ میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے  
 ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔ میں اس سے امید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے  
 ہیں، مجھے کو سہارا اور امید عرشِ والے خدا سے ہے اگرچہ تاں ہزار لوگ کتنا ہی مادی عروج حاصل کر لیں۔ اس  
 شخص کیلئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے برجون کو بلند کیا، کفر کے سوا کسی بات میں حماقت  
 نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بے شک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب  
 برداشت) نہ لا کر کافر لوگ دہائی دیں گے۔ اور اگر میں فوت ہو گیا تو (ذہن نشین کر لو کہ) ہر جوان کو ان  
 اقدام کا سامنا کرنا ہوگا۔ (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) ظہور و نمود وابستہ ہوتا ہے۔“

تیسرے شعر میں جو ”بطن المنكبين“ مذکور ہے۔ اس سلسلے میں بھی بریلویؒ ”شاہد الکبریٰ“ میں  
 فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر مانی کہ آپ ﷺ

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غارِ حرا میں اعتکاف کریں گے تو یہ اتفاق ماہِ رمضان میں ہوا۔ ایک رات نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے ”السَّلَامُ عَلَیْکَ“ کی آواز سنی۔ آپ کا گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آگئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو سرور ہونا چاہیے کیونکہ ”السلام“ خیر کا کلمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور جلدی سے واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) سے مانوس ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا کہ دلائلِ میری اوپر نگاہ ہوئی، میں نے دیکھا حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اور حضرت میکائیل (علیہ السلام) آسمان و زمین کے درمیان موجود رہے، پھر حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھے پکڑ کر نرمی کے ساتھ شانے کے بل لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیتِ خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی۔ بعد ازاں آپ زحرم سے اس کو دھویا، پھر اسے سینہ میں رکھ کر شگاف زدہ حصہ درست کر دیا۔

بعد ازاں پشت پر مہرِ نبوت ثبت کر دی۔ اس کے بعد حلق کے قریب میری گردن کو پکڑا۔ اور کہا پڑھئے: میں اے تھا، اس لیے نہ پڑھا سکا، دوبارہ کہا پڑھئے۔ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر انہوں نے کہا: ”اَللّٰهُمَّ زَيِّنْکَ الْبَدَنَ“ اور پانچ آیتیں پوری کیں۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا، پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلخے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا پھر حضرت میکائیل (علیہ السلام) نے کہا: ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہو گیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا، اس میں سے آواز آتی:

”السَّلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ“

﴿عیسیٰ، اہلِ بیت﴾

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورق سے کیا تو انہوں نے کہا: ”یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا۔“

﴿احمد، ابن سعد، اہلِ بیت﴾

حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے نبی کریم ﷺ کو درویش کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا:

”اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“

﴿سورہ العلق﴾

اس کے بعد کہا: اے محمد ﷺ! آپ خوف نہ کیجئے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر آپ لوٹ آئے، راہ میں شجر و حجر کہتے: ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ“۔ اس صورتحال کے بعد آپ ﷺ مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ورقہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ”آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟“ آپ نے جواب دیا آسمان کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے ٹکڑے بزرگی کے ہیں۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام دیباچہ کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا:

”اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (الْحَمْدُ لِلَّهِ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“

﴿ابن رستہ کتاب العادف﴾

ابن رستہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا پڑھئے! حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ”اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اجیاد میں اپنی حالت عبودیت میں مستغرق تھے کہ آپ ﷺ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے ہوئے کھڑا رہا ہے۔ ”اے محمد ﷺ! میں حضرت جبریل علیہ السلام ہوں۔“ حضور نبی کریم ﷺ اس عجیب و غریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار فضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا: ہر بار فضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی محکمہ ساز اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ:

”اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد و عظیم ہے کہ میں نے بتوں اور کانہوں سے

ہمیشہ نفرت کی ہے اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں۔“

انہوں نے جواب دیا: (لے لے اور الفاظ دونوں میں اعتماد و صداقت کی وجہ سے) زور و اثر پیدا ہو گیا تھا۔ ”ہرگز نہیں۔ اے محترم! آپ اس طرح سوچئے، یقیناً خدا آپ کے ساتھ اسی طرح ہرگز بھی نہ ہونے دے گا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت

کرتے ہیں، آپ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کرے گا۔“  
نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔  
حالات بیان کیے، ورقہ نے کہا: ”واللہ! یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے۔“ جو سچے پیغمبروں پر نازل ہوتا رہا ہے، اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا! محمد ﷺ سے کہہ دو، وہ خیر کے سوا کچھ نہ سوچیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب غار حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن و ملال ہوا جس نے ایک بے چینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی، آپ کبھی جبل نمبر پر جاتے اور کبھی جبل حراء پر اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی بلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا، نظر اٹھائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے:

”اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“ یہ مدائے شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور اس کے بعد سلسلہ احکام و وحی شروع ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ورقہ بن نوفل کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں، ان سے متاثر ہو کر اس موعود عالم و کاتب انجیل و تورات نے یہ اشعار کہے:

یا للرجال و صرف الدهر و القدر	و ما لشیء قضاء الله من غیر
حتى خلیجة لدعونی لا خبرها	و ما لها بخفی الغیب من خبر
جاءت لئلا لئی عنه لا خبرها	انرا اراه سیأ لی الناس من اخر
و خبرتی بامر قد سمعت به	لیما مضی من قدیم الدهر و العصر
بان احمد یا نیه و بخبره	جبرائیل انک مبعوث الی البشر
فقلت علی الذی ترجین ینجزه	لک الا له فرجی الخیر و انتظری
وارسلته الینا کی نسالله	عن امره ما یری فی النور و السهر
فقال حین انانا منطقاً عجبا	یقف منه اعالی الجلد و الشعر
الی رأیت امین الله واجهنی	فی صورة اکملت من احب الصور
ثم استمر لکان الخوف یدعونی	مما یسلم ما حولی من الشجر
فقلت ظنی و ما ادری ایصدقنی	ان سوف تبعث تنلو منزل السور
و سوف آتیک ان اعلنت دعوتهم	من الجهاد بلا من ولا کدر



ترجمہ: ”لوگوں کا، حوادثِ زمانہ کا اور قضاء و قدر کا عجیب اور حیرت فزا حال ہے حالانکہ کسی بھی شے کیلئے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بتاتی ہیں کہ میں ان کو بتا دوں، دراصل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی، جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آرہا ہوں۔ مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی کہ (حضور) احمد ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام یعنی ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (خلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی، جس سے جسم کے روٹنے کھڑے ہو گئے۔ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کامل تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور درگزر کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف و ہراس کھاتا رہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ صورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔“

﴿حاکم، ابن اسحاق﴾

پتھر کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

﴿طبرانی، ترمذی، بیہقی﴾

مسلم رحمہ اللہ نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو بھگو بھست سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چٹان، پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملا وہ آپ ﷺ سے ”السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“ کہتا۔

﴿طبرانی، ابوداؤد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، اس سے آواز آتی:

”السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“

﴿بخاری، ابوالفہیم﴾

بہت اہل حجازہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضاہ حاجت کیلئے آپ ﷺ درود شریف لے جاتے، تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے:

”السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“

﴿ابن سعد، ابوالفہیم﴾

اغیار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:

ابوالفہیم رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو جواب سلام ”وعلیک السلام“ کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بھرہ کے بازار میں گیا ہوا تھا وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: ”ان نوادروسوداگروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے؟“ میں (یعنی طلحہ) نے جواب دیا: ”جی ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔“ راہب نے پوچھا: ”کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟“ میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ: ”احمد کون؟“ راہب نے بتایا:

”ابن عبد اللہ بن عبد المطلب، کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستانی، پتھر ملی اور شور کی زمین ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔“

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں مکہ آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا راہب نے بھرہ میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ سن کر مسرور ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نوفل بن عدویہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اس رسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر ”قروینین“ پڑ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت

یمن کیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خطہ خطہ بن ابوسفیان کا پہنچا، جس میں لکھا تھا: ”محمد (ﷺ) الطح میں کمزے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔“

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی، جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور اس نے کہا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“ حضرت عباس (ؓ) نے جواب دیا: ہاں، میں اس کا چچا ہوں۔ اس کے بعد یہودی عالم نے کہا: ”میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خود سری یا عقل و دانش کی کمی ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”واللہ! بالکل بھی نہیں، وہ نہ جھوٹے ہیں نہ خائن، اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ”الامین“ کہہ کر پکارتے ہیں۔“

پھر یہودی نے سوال کیا: ”کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟“ حضرت عباس (ؓ) کہتے ہیں میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سے گا: کہیں مجھے جھٹانا نہ دے۔ اس لیے میں نے جواب دیا: ”نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔“ میرے جواب کو سن کر وہ یہودی اچھل پڑا اور اپنی رذا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا: ”اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے پر مرعوب ہیں۔“ میں نے کہا: تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان! بہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ، کیونکہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا، وہی تمہارا ہوگا۔“

ابوسفیان نے کہا: ”میں تو محمد (ﷺ) پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔“ میں نے کہا: ”تم کہہ رہے ہو؟“

ابوسفیان نے جواب دیا: ”کچھ نہیں، یہ کلہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا۔“

حضرت عباس (ؓ) (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) بیان کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقام کداء پر نمودار ہو رہے تھے، چنانچہ میں نے حضرت ابوسفیان (ؓ) سے کہا تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان (ؓ) نے جواب دیا: ہاں! اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

﴿ابوسفیم﴾

حضرت معاویہ (ؓ) اپنے والد حضرت ابوسفیان (ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی اہصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا: نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علوم کتب معاویہ کا ماہر ہو؟ تاکہ ہم اس سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب کر سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

”میں فلاں عالم کے پاس کیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے ”نبی خضر“ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے، میں نے پھر سوال کیا: ”وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ ساکنانِ حرمِ قریشوں میں سے ہوگا۔“ پھر میں نے نبی خضر کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا: ”وہ جنوز تو جوان ہیں جب کہولت (ادھیڑ عمر) میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مقامِ دھارم سے بےزار ہوں گے۔ حسنِ عمل اور صلہ رحمی ان کا شرب ہوگا، نہبا، نجیب، انظر فین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرت خداوندی حاصل ہوگی۔“

میں نے کہا: ”ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟“ اس نے بتایا: ”جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملکِ شام میں تیس زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔“

ابوسفیان رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا: ”یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔“ امیہ نے جواب دیا: ”قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی۔“ پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا: واللہ! اس کی بات حق ہے۔ جب سامانِ تجارت فروخت کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہندہ نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آگئی۔ میں نے ہندہ سے کہا کہ محمد گمان سے زیادہ عاقل ہیں، کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے کہا کہ ہاں واللہ! وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن و قبح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چیزی ہوئی تھی۔ امیہ نے کہا: ”ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو، میری بات تمام ہونے دو، ہاں! تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا اور یہیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولادِ عبد مناف

سے ہوگا پھر میں ان سب کا پوری احتیاط سے فردا فردا جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عقبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عقبہ کی مہر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عقبہ بھی ہو سکتا، اس لیے کہ اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا: آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے، اس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفانی ہواؤں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا: ”ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔“ اس نے پوچھا: قریش کون لوگ ہیں؟ اہل کشتی نے جواب دیا: ساکنانِ حرم، جب اس نے پہچان لیا تو کہا: ”اہل حرم تو ہم ہیں، تم اہل حرم نہیں ہو سکتے۔“ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آباد کار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے۔ جرہمی شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو اگر میں اس قدر بوز حانہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

﴿مسند عمارت بن ابی اسامہ﴾

حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

عبدالرحمن بن حمید رضی اللہ عنہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور مسقطان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور عقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد اور اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پرپوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔ حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: ”قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔“ میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ”میرا نام عبدالرحمن ہے اور میں عوف بن عوف بن عبدعوف بن عبدالمبارک بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔“ اس نے کہا: ”اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر ندوں جو تمہارے لیے تجارت کے قاعدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟“ میں نے کہا: ”ضرور بتائیے۔“ اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت و شوق پیدا

کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔“ گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نئی مہموت ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔“

میں نے دریافت کیا: ”وہ کس قبیلہ سے ہے؟“ انہوں نے کہا: ”وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ”نانہالی“ ہو تو حضرت عبدالرحمن ؓ تم قیام کو مختصر کر دو اور جلد لوٹ جاؤ، جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد بالله ذی المعالی و فائق اللیل والصبح  
انک فی السور من قریش یا ابن المفدی من الذہاح  
ارسلت لدعو الی یقین تروشد للحق و الفلاح  
اشهد بالله رب موسیٰ انک ارسلت بالبطاح  
لکن شفیع الی ملیک یدعو البرایا الی الفلاح  
ترجمہ: ”میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلند یوں اور سلسلہ روز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ جو اس سرمدی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فردود جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (متذبذب و دریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلاشبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمائیے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔“

حضرت عبدالرحمن ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں ”شہادت رسالت، مدح نبوت نکاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون ہے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا۔) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبد اللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ”میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خبر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم بھیجے چھوڑ کر آئے ہو۔“ میں نے عرض کیا: ”اے محمد ﷺ! وہ کون سی بات ہے؟“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میرے لیے ایک امانت لے کر آؤ، کسی بھیجے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔“ پھر مجھے اپنے میزبان اور بواڑھے میری کا پیام یاد آ گیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مند اشعار جو دراصل اس کے والدہانہ جذبات

تھے جو شعر و نثر میں اپنی پرزور کیفیت کی وجہ سے دھل گئے تھے، سناے اور میں نے اسلام قبول کیا۔  
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت معمر حمیریؓ خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے  
لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں  
نے میری محبت میں آنکھوں کو پرہم اور دلوں کو دافندار کر لیا، وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

مذہب و پچھڑے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا:

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو  
چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہین معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو روک کر اس کا  
حال دریافت کیا، تو اس نے بتایا زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا:  
تمہاری جدیہ (جنسی) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کون سی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس  
نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جدیہ مجھ سے ملی۔ میں نے اس کو پریشان حال میں دیکھ کر  
اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا:

الم ترا الجن و ابلاہا و یاسہا من بعد انکا سہا  
و لہو قہا بالقلاص و احلاہا

ترجمہ: ”تم نے جنوں کو اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اودھما ہونے  
کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کو اوتنوں اور پالانوں کے پاس ہونا نہیں دیکھا۔“

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، میں بھی ایک روز عرب کے اصنامی معبودوں کے پاس  
ہی محو خواب تھا کہ ایک شخص گائے کا چھڑا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت  
بڑی اور غیر معمولی چغ ہادی، میں نے اس قدر پرزور آواز بھی نہیں سنی تھی۔ اس کے کلمات یہ تھے:

”یا جلیج“ اتمو ”نجیح“ رَجُلٌ نَصِيحٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

ترجمہ: ”یعنی اے جلیج! یہ امر نجات بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا  
ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

لوگ دنگ رہ گئے اور پھر راہ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت تک نہ  
جاؤں گا، جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی  
کلمات اسی آواز سے کہے اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ عدا کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلاءِ کلمتہ  
اللہ کیلئے مضور نبی کریم ﷺ کا مبعوث ہو گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کیلئے ایک  
گائے کو لائے ابھی وہ گائے بت پر ذبح ہونے کی وجہ سے بیمار یوں کے نزدیک تھک بنی کھڑی ہوئی تھی

کہ اس نے یہ بات کہل کہا:

”يَا لِلرَّيْحِ اَمْرٌ نَجِيحٌ صَانِعٌ يَصْنَعُ لِسَانَ فَيَصْنَعُ يَدْعُو بِمَكَّةَ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھیٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے نکل گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں اپیل کی خبریں سننے لگے۔

﴿ابن سعد، تہذیب﴾

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی، اس نے کہا میں اپنے گمراہوں کی گائے کو بات کرتا تھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

”يَا لِلرَّيْحِ قَوْلٌ فَيَصْنَعُ رَجُلٌ يَصْنَعُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

اس کے بعد ہم مکہ آ گئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

﴿احمد، تہذیب﴾

### جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟“ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسول اللہ مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن و انجاسها و شدا العيس با حلاصها  
تھوی الی مکة تبغی الھدی مامو متوها مثل ارجاسها  
فانھض الی الصفوة من ہاشم واسم بعینک الی راسها  
ترجمہ: ”مجھے جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کیا وے کئے پر تعجب ہے۔ کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک ہیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا چاڑھ کیرنگاہ سے تو دیکھو۔“

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا: ”اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

عجبت للجن و لطلابها و شدا العيس با قتابها  
تھوی الی مکة تبغی الھدی ماصاد قوا الجن ککلابها  
فارحل الی الصفوة ہاشم لیس قدامها کاذا بها



ترجمہ: ”مجھے جنات اور ان کی طلب اور ان کے اپنے اونٹوں پر کچاوے کئے پر حیرت ہوتی ہے۔ جنات مکہ کی طرف سفر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور گوہ جنات میں جو صدق صفا کے حامل ہیں۔ وہ کذب و افترا کے خوگر جنوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ تو تم نبی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو ان کے اگلے لوگ، ان کے پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔“

✽ پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے، حسب ذیل اشعار سنائے:

عجبت للجن و تجسارها و شدھا العیس باکوارها  
تھوی الی مکة نبی الھدی لس ذو والشر کا حیارها  
فانھص الی الصفوة من ہاشم مامو منو الجن ککفارها  
ترجمہ: ”میں، جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر کچاوے باندھنے پر تعجب کرتا ہوں وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت و رہنمائی کی جستجو میں ہیں اور برے جنات ان کے اچھے جنوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔ تو تم نبی ہاشم کے پاس سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو اور صاحب ایمان جن، کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جا نشین ہو گئی۔ میں روانہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے سواد بن قارب! مرحبا تم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے۔“ میں نے گزارش کی: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں بھالا ہے، براہ لطف و کرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں۔ پھر میں نے عرض کیا:

الثانی رئی بعد لیل و ہجعة و لم یک فیہا قد یلوت بکاؤت  
ثلاث لیل قولہ کل لیلۃ اناک رسول من لوی بن غالب  
لشعرت عن سافی الا زارو وسط بی الدعلب الوجناء عند السباب  
فانشہد ان اللہ لا رب غیرہ و انک مامون علی کل غائب  
وانک ادنی المرسلین شفاعۃ الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب  
فمرنا بما یا تیک یا خیر من مشی وان کان لیما جاء شیب الد وائب  
و کن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة سواک یعلن عن سواد بن قارب  
ترجمہ: ”میرے پاس میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور میں نے جس بارے میں بھی اس کی آزمائش کی وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔ تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات اس نے کہی کہ

تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے خلیفہ تشریف لے آئے ہیں۔ پھر میں نے چنڈی سے اپنا تہیند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں۔ اے صاحبان کرامت اور پاکوں کے فرزند۔ اے افضل المخلوق! جو ام آپ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجئے اگرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا، سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔“

﴿یعنی ہزار﴾

### بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا ایمان لانا:

ہشام بن محمد کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے علی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ حضرت مازن طائی رضی اللہ عنہ سرزمین عمان میں تھا، وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمتگار تھا اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز اس بت پر بیٹھ چڑھائی، تو بت سے آواز آئی: اے مازن! ایک خبر صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی: ”اے مازن! تو سرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہوگئی، مسخر سے ایک نبی دین الہی کی اشاعت کیلئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تاکہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔“ مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔

اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ مجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ۔ اس نے بتایا تھا کہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا: واللہ! یہ تو وہی اطلاع ملی گئی تھی مجھے خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت دین کو قبول کیا۔

پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور سالوں سے ہم قلم سالی میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے، عورتیں اور مرد بھوکوں سے کمزور ہو گئے اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ میں ان باتوں کیلئے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اكْبِلْهُ بِطَرَبِ قِرَاةِ الْقُرْآنِ رَبِّا الْحَرَامِ الْخِلَالِ وَابِهِ بِالْخِيَاءِ وَهَبْ لَهُ وَالِدًا

ترجمہ: ”اے پروردگار رکائات! اس کے ذوق موسیقی کو قرآن قرآن سے اور حرام کو عطل

سے بدل دے اور بارش کیلئے حکم فرما دے اور اس کو فرزندِ نرینہ عطا فرما۔“  
مازن ؓ کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرما دیں  
اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان  
جیسا لائقِ فرزند عطا فرمایا۔

❁ (اس روایت کو طبرانی اور ابو نعیم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا۔)

﴿پہلی﴾

### ایک جن کی بھٹ نبوی کی تصدیق:

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں نبی کریم ؐ کے بارے میں سب  
سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز جن پرندے کی صورت میں اس کے  
گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ تو اس نے جواب دیا: ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم  
میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابو نعیم﴾

ارطاة بن منذر رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ضریم ؓ سے سنا  
ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں  
آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے ساتھ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے  
تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں  
نے ان کی ہدایت میں ”حرمت زنا“ کو مٹا کر لیا ہے لہذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عثمان ابن عفان ؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ؐ کی بھٹ سے قبل شام کی  
طرف روانہ ہوئے جب باب شام پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی، اس نے بتایا میرا جن آیا اور مکان کے  
دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آیا؟ جن نے جواب دیا: اب اس کی کوئی صورت نہیں  
اس لیے کہ احمد ؓ کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کر دی ہے۔ یہ بتا کر وہ  
کاہنہ چلی گئی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا نبی کریم ؐ مبعوث ہو گئے ہیں اور قریش کو اللہ  
تعالیٰ کے دینِ فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

ابن ابی سبرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب بن حارث ؓ  
نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابنِ وقشہ ؓ کا ایک جن تابع تھا جو اس کو مستقبل کے بارے میں بتاتا  
تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خبر ابنِ وقشہ ؓ کو دی اور پھر بخور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب  
خبر بات سناتا ہوں کہ محمد ؐ اپنے بارے میں ”نبی اللہ“ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت

اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتناء نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا: ”یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟“ جن نے کہا: ”میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔“  
ابن وقیفہ رحمہ اللہ نے کہا: کچھ ہی عرصہ بعد میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنیں اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

﴿ابن شاپن، ابن مندہ، العانی، دلائل النبۃ، الجلیس﴾  
عمر بن شہر، بن جحیر، جوح بن عثمان غفادی رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں اپنے گھروں میں تھے تو رات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے چھ اشعار کہے۔ دوسری تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنیں، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پہنچی۔

غیبی آواز اور نبی کے مبعوث ہونے کا اعلان:

سفیان بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کیلئے روانہ ہوئے تھے، دوران سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا: ”اے لذت خواب کے دل دادگان اٹھو! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ حکم خداوندی بے شک مکہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راعدہ کروئے گئے ہیں اور ان کو دھکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔

بحر حال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف انخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس شخص کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں، ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾  
طلحہ بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کا بن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام کہہ کر اس نے کہا: ”الحق المبین والخیر الدائم غیر حلم النائم اللہ اکبر“ پھر وہ چلی گئی۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا: ”اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات میں آپ سے عرض کرتا ہوں: ہم ایک لائق ووق بیابان جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعۃً ہم نے سامنے سے ایک سوار دیکھا اور اس نے ”یا احمد، یا احمد اللہ اعلیٰ و اسجد، التاک ما وعدک من الخیر یا احمد“ پھر وہ چلا گیا، پھر

ایک انصاری نے کہا: ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم ہادیہ نوری (بے آب گیاہ آبادی) میں تھے کہ ہاتف نہیں کوگاتے سنا۔ اشعار یہ تھے:

قد لاح نجم فاضاء مشرقہ      بخرج من ظلماء عسوف موبقہ  
ذاک رسول مفلح من صدقہ      اللہ اعلیٰ امرہ و حلقہ  
ترجمہ: "بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا،  
ہلاکت خیز اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔ وہ ستارہ ایک رسول (ﷺ) ہے، جس  
نے اس کی تصدیق کی۔ پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو بلند کیا اور  
اسے ثابت کر دیا۔"

﴿ابوہیم﴾

ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جن نے جبل ابوقیس پر جو مکہ میں ہے یہ  
آواز دی کہ:

قبح اللہ رای کعب بن لہر      ما ارق العقول والاحلام  
دینہا انتہا یحلف فیہا      دین آہاتہا الحماۃ الکرام  
حائف الجن حن یقضی علیکم      ورجال النخیل والعام  
یوشک النخیل ان نراھا نہادی      تقتل القوم فی البلاد العظام  
هل کریم منکم له نفس حر      ماجد الوالدین و الا عمام  
ضارب ضربہ لکون نکالا      ورواحا من کربة و اعتمام

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کعب بن لہر کی رائے کو برا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔ ان کا دین ان کے  
برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں غلامت کیے جاتے ہیں۔ جب  
ان کو حکم دیا جائے گا تو جنات اور برخلستان اور ریگ دار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔  
عنقریب سب خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جبکہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔ کیا تم میں  
کوئی جان ایسی ہے جو آزار اور باعزت ہے اور جس کے والدین پر پچھلا لائق احترام کبھے جاتے ہیں۔ وہ عزت  
والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔"

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں  
گنگاتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے و کنایے کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس  
طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے "ہرزہ سرائی"  
کرتا ہے اس کا نام مسر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کرے۔ اس کے تین دن بعد اچانک جبل  
ابوقیس پر ہاتف کو کہتے سنا:

نحن قلنا مسعرا لما طغى واستكبرا  
و صفه الحق و سن المنكرا  
بشتمه نبينا المظھرا

ترجمہ: ”ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو سبک ختم دیا اور بری بات کو نفرت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تموار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس بناء پر ہے کہ اس نے ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔“  
اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام گج ہے۔ اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے گج کا نام عبداللہ رکھ لیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

﴿یوسف﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہم ابتداءً اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے عداہ سنی ”اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔“ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی ﷺ کے خلاف علانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کر دیا جس کا نام گج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔“ پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک عداہ کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سنا:

نحن قلنا مسعرا لما طغى واستكبرا  
و صفه الحق و سن المنكرا  
بشتمه نبينا المظھرا

﴿ناکھی، اخبار مکہ﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان و اظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر تھا جبل ابوقیس پر کھڑے ہو کر کہا:

صبح الله دای کعب بن لھو

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔

﴿مخرج دومری رات آئی تو ای جگہ ایک جن جس کا نام گج تھا، کھڑے ہو کر کہا:﴾

نحن قلنا مسعرا لما طغى واستكبرا  
بشتمه نبينا المظھرا  
اور دلہ سیفا جروفا مبترا  
انا نلدود من اراد البطرا

ترجمہ: ”ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔ ہم نے اس لیے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی، میں اس پر ایسی نگوار لایا جو جزا اور بنیاد کو کھود ڈالے۔ ہم اسے دور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو برا جانے۔“

﴿الوصیم، فاکھی، اخبار مکہ﴾

حضرت جنید بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا ہے اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا:

ہب لقد لاح سراج الدین لصادق مہذب امین  
فارحل علی ناجیۃ امون تمشی علی الصحیح والحزون  
ترجمہ: ”اٹھ ادرین کا چراغ روشن ہو گیا، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو صادق، مہذب اور امین ہے۔ اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبوط ہے اور وہ ترم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔“

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا:

و ساطح الارض و فارض الغرض، لقد بعث محمد فی الطول و العرض،  
نشاء فی الحرمات العظام و هاجر الی طیبۃ الامینۃ  
ترجمہ: ”قسم ہے سطح زمین اور فرض کرنے والے کی! یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم طول و عرض میں مبعوث ہو گئے، انہوں نے مکہ مکرمہ میں نشو و نما پائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہوئی۔“  
یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتھ نہیں کو کہتے سنا:

یا الراكب المزجي مطیئہ  
لحو الرسول لقد و فقت للرشد

ترجمہ: ”اے ساربان! جو سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔“

﴿ابو سعید شرقی المصنفی﴾

حائس بن وغنہ کا تصدیق نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:

ابن کلیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا قبیلہ بن کلب کا ایک مزدور تھا جس نام حائس بن وغنہ تھا۔ ایک دن وہ اپنے مکان کے گھن میں تھا کہ وہ بھاگ کر، خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ”آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔“

میں نے پوچھا: ”تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور لرزاں و ترساں ہے۔“ تو اس نے جواب دیا کہ: ”میں فلاں واوی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کا سر رخسہ (یعنی گدھ) کی مانند تھا پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اتر جہاں پر عقاب تک پہنچ سکتے، مگر وہ قطعی بے خوف لڑکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتیٰ کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد

میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا:

یا حابس بن دغثہ یا حابس لا تعرضن الیک الوسوس  
هذا منا النور بكف القابس فاجتہد الی الحق ولا توالس  
ترجمہ: "اے حابس بن دغثہ! تو اپنے دل میں کسی نوح کا خوف و ہراس اور کسی طرح کا  
خوشنہ نہ لا، یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف سے ہونے کی بناء پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف  
مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔"

✽ حابس نے بتایا وہ یوز حاب یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک  
دوسری جگہ پر چنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی  
یوز حاب ہے۔ اس نے کہا:

یا حابس اسمع ما القوال ترشد لیس ضلول حائر کا لمہتدی  
لا تترکن نہج الطريق الاقصیٰ قد نسخ الدین بدین احمد  
ترجمہ: "اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گی، گمراہ  
فحش ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اے حابس! تو احتیاط اور میانہ رویہ  
کی راہ کو نہ چھوڑ۔ بے شک دین احمد علیہ السلام کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔"

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ اللہ  
تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:

حضرت عمرو بن مرہ جی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا۔ میں نے خواب میں  
دیکھا اور اس حال یہ کہ میں مکہ میں تھا کہ کعبہ سے ایک نور چکا اور پھر مدینہ کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں،  
اور میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا:

انقشعت الظلماء و سطع الضیاء و بُعث خاتم الانبیاء

ترجمہ: "تاریکی چھٹ گئی، نور روشن ہو گیا اور حضرت خاتم الانبیاء معیوث ہو گئے۔"

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے محلات اور  
ابنیں المدائن دیکھ لیے۔ پھر میں نے سنا کہ

"ظہر الاسلام و کسرت الاضنام و وصلت الارحام"

ترجمہ: "اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑا اور صلہ رحمی کا دور، دورہ ہو گیا۔"

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ قبیلہ  
قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گئی ہے اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خراب کو بیان کیا حتیٰ کہ  
جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نئی مبعوث ہوا ہے۔ میں یہ اطلاع



پاکر رکھ آیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کو بیان کیا اور حلفاً اسلام میں داخل ہو کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوت اسلام دوں۔

آپ نے اجازت دے دی۔ لہذا میں نے تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک پختہ خو شخص مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے غصیت کے پرزور جذبہ کے ساتھ کہا: ”اے عمرو بن عمرو! تیری زندگی خراب ہو گیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے مبعودوں کو چھوڑ دیں اور دین اسلام کے مخالف ہو جائیں۔ اس نے کہا:

ان ابن مرة النبی بعقالہ لیست مقلدہ من یوید صلاحہ  
الی لا حسب قولہ و فعلالہ یوما و ان طال الزمان ریاحا  
ابسفہ الا شیاخ مضم قد مضی من رام ذالک اصاب فلاحا  
ترجمہ: ”بلاشبہ ابن مرہ کی بات لے کر آیا ہے جو (اپنے انجام و عواقب کے لحاظ سے) درستی و تغیر کے حامل نہیں۔ میں ابن مرہ کے اقوال و نظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اس میں زمانہ طویل گزر جائے۔ ہمارے بزرگ و اسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پاسکا۔“

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے، اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے، تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ میز حاء، آنکھوں سے اندھا، رکالوں سے بہرا ہو گیا۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

بتوں سے نبی کے مبعوث ہونے کی شہادت:

ابن خریزہ کی اور حنفی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اس نے کہا اہل عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کر رہے تھے کہ دفعۃً ایک نبی آواز نے کہا:

یا ایہا الناس فورا الاجسام و مسند والحکم الی الاصنام  
ما انتم و طائش الاحلام هذا لیس سید الانام  
اعل ذی حکم من الاحکام یصدع بالنور و بالاسلام  
و یودع الناس عن الاثم مستعلن فی البلد الحرام  
ترجمہ: ”اے لوگو! تم صاحب اجسام ہو کر، بتوں سے فریادیں چاہتے ہو اور ان کو درمیان میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم کو عقل اور نادان نہیں ہو، سنو! یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پرستش اسنام سے روکتے ہیں

اور یہ نبی جلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بات کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زد ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ ساتھ اور دوسرے لوگ بھی۔

﴿ابو نعیم، بخاری، ابن مساکر﴾

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے ہوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے، اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھیٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بت کے پیٹ سے یہ آواز بلند صدا ہوئی:

الا اسمعوا الی العجب، ذهب استراق السمع للوحی و برمی بالشہب

نسی بککۃ اسمہ احمد مہاجرہ الی یثرب

ترجمہ: "اے لوگو! سنو تعجب کی بات ہے خبروں کیلئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا

چوری کرنا ختم ہوا، اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن

کا نام مکہ میں احمد ہے، ان کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔"

حضرت جبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم رکے رہے اور حیرت و استعجاب کرتے رہے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا۔

﴿ابن سعد، بزار، ابو نعیم﴾

حضرت حمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا، پھر میں نے ایک خیر معلوم آواز کو کہتے سنا:

"اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرو، کیونکہ جنات اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا

سکتے۔" میں نے کہا: "میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔" آواز آئی: "رسول امین ﷺ ظہور

فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کر لیا ہے، اب جنوں کا قریب جانا رہا ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر۔"

حضرت حمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب صبح کا وقت ہوا تو ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا جس سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی، تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جا چاہیے۔

﴿ابو نعیم﴾

خولید ضمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی: "خبریں لانے کیلئے جنوں کی رسائی ختم ہو گئی، یہ اس نبی کی وجہ سے ہے جو مکہ میں

مبعوث ہوا وہ مدینہ میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔

﴿ابوصم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی، اس صنم کو ضار کہتے تھے۔ میں نے اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا، میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجالاتا، جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے سنا وہ کہتا تھا:

قل للقبائل عن سلیم کلہا ملک الایس و عاش اهل المسجد  
اودی ضمار و کان بعد مرة قبل الکتاب الی النبی محمد  
ان الذی ورت النبوة الهدی بعد ابن مریم من قریش مہدی  
ترجمہ: "اے عباس! نبی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انہیں ہلاک ہو گیا اور مسجد والے زندہ  
ہو گئے۔ ضمار بھی ہلاک ہو گیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کتاب سے  
پہلے قریش کے اس شخص نے ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور راہ راست کی میراث پائی  
ہے، وہ ہدایت یافتہ اور ہدایت دہاں ہے۔"

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا حق چاند کیا حتیٰ کہ جب لوگ  
(علیہ السلام) غزوہ احزاب سے واپس آ رہے تھے اور ہم وادی خثیم میں ذات عرق میں تھے تو  
میں نے زوردار آواز سن کر دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

"النور الذی وقع یوم الاثنين وليلة الغناء مع صاحب الناقة الغضباء فی  
دیار بنی اخی العتقاء

اس آواز کا جواب اپنے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا:

بشر العجی واسلاسها ان وضعت المطی احلاسها  
و بینت السماء احراسها

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خائف ہو گیا اور یقین آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

﴿ابوصم﴾ ابن جریر، ابن الطراح کتاب الشعراء

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں دو پہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں گشت کر  
رہا تھا، اچانک مجھے ایک شتر مرغ سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک  
شخص سوار تھا اس نے کہا:

"اے عباس! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو جانکھوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا  
سانس ختم کر چکی ہے اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے

گاچر کے بعد منگل کی شب میں بیدار ہو گیا اور وہ قصواء نامی اونٹنی کا مالک ہے۔  
یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضاربت کے پاس آیا کہ اچانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے  
آواز آئی: قُلْ لِلْقَابِلِ..... جمع ایات سابقہ۔

﴿خزاعی، بھرائی، ابو نعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (تیسری سند) کہ میں ایک روز دو پہر کے وقت  
ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک خوش رو، سفید پوش شخص سفید  
رنگ شتر مرغ پر سوار کہہ رہا تھا: "اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے  
محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادریوں کو ختم کر لیا ہے اور آسمانوں کو اس کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔" یہ سن کر  
میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا۔ بالآخر میرا چچا زاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دین النبی کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

سعد بن عمرو ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے یہ آواز سنی:  
الْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ، خَرَجَ نَبِيٌّ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَخُومُ الزَّانَا وَيَخُومُ  
الَّذِينَ لَلْأَضْغَامِ وَحَرَسَ السَّمَاءَ وَزَمِينًا بِالشَّهْبِ  
ترجمہ: "کتنی عجب اور حیرت ناک بات ہے کہ نبی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے  
ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور جنوں کیلئے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا اور  
آسمان کو محافظوں نے گھیر لیا، اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔"  
یہ آواز سن کر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت  
کے بارے میں پوچھا: انہوں نے جواب دیا: "ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

عبداللہ بن ساعدہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا میں بت خانے میں ایک  
بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی:

لَذْ ذَهَبَ كُلُّ الْجَبِّ وَزَمِينًا بِالشَّهْبِ، لَبِئْسَ اسْمُهُ اخْمَدُ

ترجمہ: "جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہوئیں، اب ہمیں شعلے ہائے آتشیں  
سے مارا جاتا ہے، ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد رضی اللہ عنہ ہے۔"

پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی۔

ابن مندہ رضی اللہ عنہ، بکر بن جبلة سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک  
جانور کی قربانی دی تو اس بت سے میں نے سنا کہ اس نے کہا: "اے بکر بن جبلة! تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانو۔"

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بتایا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھائے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتھ لٹکی کو کہنے ہوئے سنا:

يا ايها الراقد في الليل الا جم قد بعث الله نبيا في الحرم  
من هاشم اهل الولاء والكرم يجلو جنات الدنيا جي و الظلم  
ترجمہ: ”اے شب تاریک میں سونے والے! اللہ نے (بریکٹ میں) کرم کردہ راہ لوگوں (یعنی)  
حرم میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما دیا ہے۔ وہ نبی ﷺ قبیلہ بنی ہاشم سے صاحب وفا و کرم  
ہے۔ وہ نبی (ہدایت الہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے تبدیل) کر دیتا ہے۔“

میں نے منادی کو دیکھتے کیلئے ہر طرف نظریں دوڑائیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا:

يا ايها الهائف في داحي الظلم اهلا و سهلا بك من طيف اله  
بين هداك الله في لحن الكلم ماذا الذي تدعو اليه بعنم  
ترجمہ: ”شب تاریک میں آنے والے ہاتھ! اہلاً و سہلاً تو بتا دے کہ (حقیقتاً) تو کس  
لیے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کہ وہ  
کون ہے جس کی طرف تو بلاتا ہے تاکہ ٹھیک طور پر جان سکوں۔“

اسکے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے سنا پھر اس نے کہا: ”نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت مچھٹ گئی اور محمد ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے:

الحمد لله الذي لم يخلق الخلق عبث  
ارسل لنا حمدا خيرا بي قد بعث  
صلى الله عليه ما حج له ركب و حن  
ترجمہ: ”وہی اللہ تعالیٰ لائق تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔ اس نے  
ہمارے درمیان احمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ  
تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہو کر آئیں اور  
اس پر آمادہ ہوں۔“

اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

﴿نتیجہ ابن مسار﴾

حضرت جعد بن قیس مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں ارادۂ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کر رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ہم اس بڑی وادی میں گھبر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیے، جب تاریکی مسلط ہو گئی اور میرے رفقاء سفر سو گئے تو میں نے دفعۃً ہاتھ لٹکی کو کہتے سنا:

الا ايها الراكب المعوس بلغوا اذا ما وقتتم با الحطيم و زمزما  
 محمدا المبعوث منا لحيه تشيعه من حيث سارو يمعا  
 و قولو الله انا لدينك شيعة بذلك اوصانا المسيح بن مريم  
 ترجمہ: "اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ۔  
 ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ  
 کریں۔ ہماری تحیت ساتھ ہو۔ ان سے عرض کرو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیرو اور متبع  
 ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی ہے۔"

﴿ابو سعید شرف السبطین﴾

یہ سند ضعیف روایت ہے کہ جند بن مسلم رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا:  
 "اے جند! تو اسلام قبول کر، تاکہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔" جند نے کہا: اسلام  
 کیا ہے؟ ہاتف نے کہا: "بتوں سے بیزاری اور خدائے عظیم و خیر کے ساتھ خلوص۔" جند رضی اللہ عنہ نے  
 سوال کیا: "عظیم و خیر خدا سے اقرب پانے کی کیا صورت ہے؟ ہاتف نے جواب دیا: "عرب میں ایک  
 ستارہ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے، وہ نجیب النسب حرم کرم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب و عجم اسکے  
 دین کے اتباع میں طلاع سمجھیں گے۔" پھر جند رضی اللہ عنہ کے برادر غزاہ نے جس کا نام رافع بن خدش  
 تھا، اطلاع دی کہ نبی کریم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے ہیں، تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔  
 ﴿ابو سعید شرف السبطین﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے۔

حضرت وہب بن منہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو  
 'بعثت فرمایا تو ایران میں قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے اور دریائے و جلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہو گئی۔  
 کسریٰ اس صورتحال سے غمناک ہو گیا۔ اس نے کانہوں، نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا تم اس  
 معاملہ پر غور کرو، مگر وہ ناکام رہے اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیئے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے  
 پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک نیلے پر بسر کی اور حجاز کی جانب سے ایک  
 روشنی آتی دیکھی جو مشرق تک پھیل گئی، جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔

پھر اس نے کہا: میں نے جو غیر معمولی مظاہر دیکھے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو یقیناً حجاز سے ایک  
 بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہو جائے گی۔ جب کاہن اور نجومی  
 حلقہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: "تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی چیز حائل نہ  
 تھی بجز اس چیز کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے، وہ اس ملک پر قبضہ  
 کر لے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستحکم ختم کر دے گا۔"

﴿ابن اسحاق، ابو نعیم﴾

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ بصری میں کسری کے مدائن میں گیا اور وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت کر رہا تھا تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسری نے سب سے پہلی بدشگونی اس رات میں محسوس کی جس رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور یہاں قصر کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورہ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا شنیدہ و مشاہدہ بیان کیا۔

﴿واقعی، ابو نعیم﴾

### تمام بت منہ کے بل گر پڑے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو صوم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین اطمینان کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔ تم اسے تلاش کرو، شیاطین نے کہا ہم نے بہت دھونڈا لیکن نہ پاسکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں پایا پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا میں نے ان کو پایا ہے مگر حضرت جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔

﴿واقعی، ابو نعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انیس ملحون نے چار مرتبہ ہائی مانگی اور فریاد کی۔  
اول بار: جب وہ ملحون و مردود ہوں۔ دوسری بار اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔ تیسری بار اس وقت جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ چوتھی بار اس وقت جب اللہ عز وجل العلیین نازل ہوئی۔  
﴿ابو نعیم علیہ السلام، ابو نعیم﴾

### نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا داخلہ بند:

❁ اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورہ جن میں ارشاد فرمایا:

وَأَنَّا لَنَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا حَرًّا مُّشْدَدًا وَشُهُبًا وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَسْمَعُ الْآنَ يَجِدُ لَهُ شُهَابًا رَّصَدًا ۝

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ”اور یہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھردیا گیا ہے اور یہ کہ آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب جو کوئی سننے وہ اپنی تاک میں اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔“

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کر کے بر خود غلط لوگوں اور کافروں کو جلائے فریب کرتے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن پاک کرتے پایا اور انہوں نے

آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی یہی وجہ ہے۔

﴿احمد، بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کیلئے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی، بکری کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دینے لگے۔ اٹلیس نے بھی کہا: زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے، اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا: زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ، وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے، اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا، پھر اسے خاک حرم کو سونگھ کر کہا اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

﴿ابن سعد، بخاری، ابویہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ اٹلیس نے کہا کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔ پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشان نبوت نہ پاسکے۔ اس کے بعد اٹلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین مقام نزول وحی (عادرہ) سے نکلنے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

﴿بخاری﴾

### جنوں پر شہاب ثاقب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا، اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے، آپ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا، وہ اس خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے اور غلاموں کو آزا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔

طائف کا سردار عبد یاسیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو، گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت تو نہیں آیا ہاں! کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے یا ہونے والی ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ انہوں نے ستارہ نہیں پہچانا اور عبد یاسیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا: یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے، کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبد یاسیل



نے جواب دیا انہی کی دعوت و شہن کی کامیابی کیلئے جنوں پر شہاب پھینکے گئے ہیں۔

﴿واقعی، ابو نعیم علیہ السلام﴾

ضعفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا، جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ستارے پھینکے گئے۔ اس کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھیٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر سردار عبد یلہل نے کہا دیکھو! جلدی نہ کرو، یہ دیکھو وہ لوگوں نے والا ستارہ کون سا ہے اگر ایسا ہے جسے تم جانتے ہو تو سمجھ لو کہ لوگ فنا ہو گئے، ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں، بلکہ کوئی نئی بات رونما ہوگی۔

﴿سعید بن منصور بن اسلم، نسبی﴾

یعقوب بن عقبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور... مراد بن اسیر کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی جو محمدؐ شہود پر آ رہی ہے؟ اس نے انگلیوں سے جواب میں کہا: "ہاں! دیکھی تو ہے۔" مکتبوں نے پھر عمرو سے کہا تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہوگا۔"

﴿ابن سعد﴾

### کاہنوں کی خبریں منقطع:

حضرت مرداس بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا ت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا، اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری قوم میں ایک طلحہ نامی عورت تھی ہم اسے برگزیدہ سمجھتے تھے، ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: "اے دوں کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے سوا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی۔" ہم نے جواب دیا: وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا: "میں اپنی بکریوں کے ریوز میں تھی کہ انھیں مجھ پر تار کی مسلا ہو گئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (بشارت کے ساتھ پر) محسوس کرتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میں حاملہ ہو گئی تھی کہ بچے کی پیدائش کا وقت آ گیا اور میرے بطن سے لگے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہو گیا، اس کے دونوں کان کتے کے کانوں کے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہو گیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ پلنے لگا۔ پھر ایک دن وہ خوب اچھا کودا اور اپنا قبیلہ کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا: "ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین و خوبصورت جوان ہیں۔" پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس میں سواروں کو موجود پایا اور ان کو، رہ بھگایا اور ان کا سامان چھین لیا۔ وہ بچہ جو کچھ کہتا ویسا ہی ہوتا اور اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ!

جب آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ آیا تو وہ جھوٹی خبریں دینے لگا۔ ہم نے اس سے کہا: تیری خرابی ہو تو بر خبر نوا اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو، پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن کے بعد ہم گئے اور اس کو کھولا دیکھا تو وہ آگ کا انکار رہا تھا۔

اس نے کہا: ”اے دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الانبیاء علیہم السلام نے ظہور فرمایا ہے۔“ ہم نے پوچھا ”اس مقام پر؟“ اس نے جواب دیا: ”نہ میں۔“ پھر اس نے کہا: میں مردہ تو ہو چکا ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا، جب تم مجھے آگ بھڑکاتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے بارے وقت ”یا سبک اللہم“ (یعنی اللہ کے نام سے آغاز ہے) کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ ماہ بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ کی نبوت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوت اسلام کی خبر دی۔

﴿خرابی الہاتف، ابن عساکر﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پہلے آسمانی خبریں سنی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ نامی کے ایک جن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لانے پر قدرت نہ رہی تو ایک دن وہ اس عورت کے سینہ میں داخل ہو کر بیٹھنے لگا:

”ہم اتحاد ختم ہو گئی، گردنیں اڑ گئیں اور ایسا حکم آیا جس (کے مقابلہ) کی طاقت نہیں،

اور احمد ﷺ نے زنا کو حرام کر دیا۔“

﴿ابن سعد، ابویم﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ کہانت منقطع ہو گئی، اب کہانت کا وجود نہیں۔

﴿یہودی﴾

حضرت نافع بن جبر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا، مگر جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

﴿واقفی، ابویم﴾

ابلیس کو جبرئیل علیہ السلام کی مار:

حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا جس کی اطلاع انہوں نے

ابلیس کو دی۔ اس نے کہا کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے بھر وہ جبل ابوقیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

اس نے کہا میں جاتا ہوں اور ان کی گردنیں توڑے دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے خوکرماری اور وہ ملاں مقام پر گرا۔

﴿واقعی، ابراہیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر اپنا فریب چلاتا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادی اردن میں پھینک دیا۔

﴿ابراہیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بہ حالت نماز سجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حمل کرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن جا گرا۔

﴿ابراہیم، ابراہیم، بلبرانی﴾

### مشرکین شعراء فصحاء کا اعجاز قرآن تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلیغ و فصیح کا ہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ  
بِمْثَلِهٖ وَاَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

﴿سورہ غافر﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر جنس اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لائیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔“

اور عزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنْ کُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاتُّوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ اذْعُوْا خُفُّہَا  
کُمْ مِنْ دُوْرِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاَتَّقُوا النَّارَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو اور اس آگ سے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلْيَا تُوَابِ حَدِيثٍ مَطْلَبُهُ إِنَّ كَمَا تُوَابِ حَدِيثٍ

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ”تو قرآن کی مانند ایک بات ہی لے آؤ اگرچے ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو چیز (کتاب و شریعت) دی گئی، وہ اس دور کے انسانوں کیلئے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلا شک و شبہ مجھے جو چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے، وہ ان کے زمانے کے ختم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اسی نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان، اپنی بلاغت اور اپنے نہیں اخبار میں ایک فرق عادیۃ اور معجزہ ہے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر وہی ہی واقع نہ ہوئی ہو۔ (قرآن خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن مجید کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿بخاری﴾

بعض علماء نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات حسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جاسکتے تھے جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں تو جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں، ہجرت بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔ قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت، ایجاز، معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور یہ لحاظ اسلوب بیان، لطافت زبان محاورہ عرب، فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثناء کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جاسکتی۔

### قرآن کریم کی تاثیر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا۔ ولید بن مغیرہ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے بچھا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو۔ ولید نے کہا: تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایہ اور دولت کے لحاظ میں کافی سرمایہ دار ہوں۔

ابو جہل نے کہا: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تاکہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب

جان لیں کہ تم ان کے سحر ہو اور نفرت کرتے ہو۔“

ولید نے جواب دیا: ”میں عرض کرو؟ یہ حقیقت ہے کہ زبان و اوپ اور اس کی لفاظیوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا نا انصافی سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کلام پڑھتے ہیں، اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کلام نہیں کہا جاسکتا، بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور شکلا کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں ہے۔“

ابو جہل نے پھر کہا: ”قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے۔“ ولید نے کہا: ”مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں۔“ چنانچہ ولید نے بعد میں کہا: ”محمد (ﷺ) کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ القاد والہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔“ اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔ ﴿عَامَّ بَنِي﴾

### حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:

حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے، ولید ان میں عمر رسیدہ تھا اسی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ”زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آکر محمد (ﷺ) کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا، لہذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کرلو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔“

لوگوں نے جواب میں کہا: ”اے عہد شمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟“ ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا: ”نہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔“ قریش نے کہا: ”ہم کا ہن بتائیں گے۔“ ولید نے کہا: ”وہ کاہن تو نہیں ہیں، تم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمرہ نہیں ہے۔“ اس کے بعد لوگ کہنے لگے: ”مجنون بتادیں گے۔“ ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: ”وہ خواص باندہ، پریشان خیال اور جذباتی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔“ لوگوں نے پھر کہا: ”شاعر بتایا جاسکتا ہے۔“ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اعتراف شعر ”ذِجَزْ هَزَجْ قَرْنَضَ مَقْبُوضَ مَبْسُوطَہ“ وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد (ﷺ) کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: ”ساحر کہہ دیں گے۔“ ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے انداز کلام میں تو جھار پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا: ”اے عہد شمس! تم ہی بتاؤ، لوگوں کو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا جواب دو گے؟“ اب ولید نے کہا شروع کیا: ”واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب ملاوت ہے، تازگی اور لذت ہے تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔

بہر حال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں

کو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔ "پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دارالافتاحوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "ذُنُبِيْ وَ مِنْ خَلْقِيْ وَ حِنْدَانِ (الی قولہ) سَأْ ضَلِيْهِ مَقْرُونِ آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے بیرو پیگڈے میں ولید کو اپنا قاتل اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ "اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنًا قَوْلَ رَبِّكَ لَنَسْلُكَنَّهُمْ اَنْجَمِيْنَ" نازل ہوئی۔ یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چہ چہ پر رسول کی ﷺ اور آپ کی نبوت کا حجہ چڑھو گیا اور اس طرح تمام بلاد عرب ذات نبی ﷺ سے واقف ہو گیا۔

﴿ابن عباس رضی اللہ عنہما﴾

عمریٰ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ وہ اللہ کر قریش کے پاس آیا اور کہا: "جو کلام ابن ابی کھوڑ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے بہ بحر، نہ بے معنی گفتگو ہے، یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا: "اے قریش بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے جب حضرت محمد ﷺ نو جوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانتدار سمجھے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبو میں متانت کا کھسار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلاء ہو گئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے اور ان حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار، مجنون کہنے لگے باوجود یہ کہ جنوں سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادران قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

﴿ابو نعیم، یحییٰ، ابن اسحاق﴾

## قرآن کی صداقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن علم سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورت حال اختیار کرتی جا رہی ہے، تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے اور ان کے عزائم و اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ عقبہ نے کہا: میں سحر کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں لہذا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بہتر ہیں، یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں، یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبد اللہ؟ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عقبہ نے پھر کہا: "آپ کس لیے ہمارے پیغمبروں کو برا اور ہمارے اسلام کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم جہنم آپ کیلئے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اگر جنسی میلان ہے تو دس ایسی عورتوں سے شادی کرا دیتے ہیں جو آپ کو محبوب ہیں۔ اگر دولت و سرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لا کر آپ کی خدمت میں ڈھیر کر دیں گے۔ یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا۔" آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ عقبہ اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

حم۔ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ كَتَبَ فُضِّلَتْ آيَةٌ قُرْآنًا غَرِيبًا  
لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ وَقَالُوا  
قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَهِيَ أَذْنًا ۖ نَحْنُ بَيْنَا وَبَيْنَكَ  
حِجَابٌ ۖ فَاعْمَلْ إِنَّا نَحْمِلُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ  
وَاحِدٌ ۖ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوا ۖ ۝ وَرَبُّكَ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ  
الزَّكَاةَ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ  
غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ قُلِ الْبُكُورُ بِاللَّيْلِ خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ  
لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِي مِّنْ ذُرِّهَا وَبَرَكَ  
فِيهَا ۖ وَزَلَّزَلْنَا فِيهَا أَوَّانًا مِّنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلشَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى  
السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ تَبَيَّا طَوَّعَا أَوْ كَرِهَا ط فَالْتَمَتَا ۖ فَالْتَمَتِ  
السَّمَاءُ طَائِعِينَ ۝ فَقَضَيْنَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ ۖ وَتُحِلِّي سَمَاءٍ أَمْرًا ط وَ  
زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ وَجَعَلْنَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرَ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ فَإِن  
أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَبْعَةً مِّثْلَ صَبْعَةِ عَادٍ ۖ وَنُفُودٍ ۝

اللہ کہے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے ترجمہ: "یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں متصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈرستانا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹیٹ (روٹی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کیلئے بے انتہا ثواب ہے، تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دونوں میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ سارے جہاں کا رب ہے اور اس میں اس کے اوپر سے نظر ڈالو (بھاری بوجھ رکھو) اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں اٹھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو، خوشی سے یا نہ خوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم رحمت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا وہ دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے کہ احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کیلئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاوا اور مود پر آئی تھی۔"

جب نبی کریم ﷺ یہاں تک پہنچے تو عقبہ میں بحال سماعت نہ رہی، اس نے قسم دے کر آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عقبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابو جہل نے کہا:

"اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عقبہ نظر نہیں آتا، شاید وہ محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے پھر وہ عقبہ کے پاس آئے۔ ابو جہل نے کہا: "عقبہ! ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں، تا کہ پھر تو محمد (ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔" یہ سن کر عقبہ غضبناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ "میں محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔"

سنو! جب میں محمد (ﷺ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم! نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شعر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا: حَمْدٌ ۝ تَنَزَّلُ مِنَ الرِّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ لَا ضَعْفَ قَوْلٍ ۝ ضَعِيفَةٍ عَادٍ ۝ وَ تَنَزَّلُ ۝ پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے پڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تا کہ وہ اس عذاب میں مجھے جلا نہ کریں اور یہ تو تم



جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ بھوٹ نہیں ہوتا لہذا ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہنا تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو، اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہوگی۔

✽ (سیدتی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔)

﴿ابن ابی شیبہ، سیدتی، ابو نعیم﴾

### ابو جہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو چھپ کر قرآن سننا:

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو جہل، ابوسفیان اور احنس بن شریق ایک شب میں نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت مصروف نماز تھے یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زادویوں پر بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاوت سے کچھ اس طرح لذت اندوز اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے ہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انفصال طاری ہو گیا۔ تین راتیں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد احنس، ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس کو محمد (ﷺ) سے سنا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ”میں اس کلام کو اور اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔“

اس کے بعد احنس ابو جہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! اس کلام کے بارے میں جو ہم نے محمد (ﷺ) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابو جہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو! ہم اور نبی عہد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کیلئے سواریاں فراہم کیں۔ انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت جاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو نبی عہد مناف نے از روئے فخر و شرف کہا کہ ہم میں ایک نبی ہو گا جس پر آسمان سے وحی نازل ہوگی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، احنس ابو جہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

﴿ابن اسحاق، سیدتی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابو جہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہو گئی۔ آپ نے ابو جہل سے فرمایا: ”ابوالحکم! اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کی طرف آؤ۔“ ابو جہل نے جواب دیا: ”محمد (ﷺ) کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور اتباع کر لیتا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ابو جہل نے مجھ سے کہا: ”میں جانتا ہوں کہ وہ سچے

ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں۔ قصی کے لوگوں نے کہا ہم غلاف کعبہ چڑھاتے ہیں، ہم مشار ت کیلئے عہدہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا الواء ہے ہم میں سقایہ ہے پھر انہوں نے کہا: ہم میں اس کا نبی ہے، میں نے کہا ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

﴿نبی﴾

### زمرم کی برکت:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مجباً ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا: لوگ اسے شاعر، سراسر اور کامن کہتے ہیں اور انیس شعر و ادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی اور وہ بڑا بچھدار اور فہم و اوراک والا شخص تھا لہذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا میں نے کانہوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کامن نہیں ہے۔ ادب و شعر کی امتاف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس دن مقیم رہا مجھے خورد و نوش کے سلسلے میں آپ زمرم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے گرسلی تھی نہ نکاحیت بلکہ میں اور بھی فریب اور چشت ہو گیا۔

﴿مسلم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسعد بن زرارہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب و بعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم کو اسی وسیع ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئے ہیں وہ دودرغ کو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں، اس کے مشابہہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجحوم نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا تو بیٹے نے عمرو کو "أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" سے جراثم "الْمُسْتَجِیْم" تک پڑھ کر بتایا۔ اس پر عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر حسین و جمیل ہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا: اباجان! سب ایسا ہی ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

### قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:

قصی و زہری رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس سیسی رضی اللہ عنہ آیا۔ اس

نے نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم میں واپس جا کر کہا:

”میں نے روم و ایران کا ادب لطیف، عرب شعراء کی تلیقات، کافہوں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے لیکن ان سب کا کلام محمد ﷺ کے کلام کی حکمت و حسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا لہذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔“

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح کیے۔ سال حاضر ہو کر داخل ملت اسلام ہوئے۔ وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

﴿ابن سعد﴾

وجوہ اعجاز قرآن:

تمام دنیا کے دانشمندان اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا۔ روایت کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فصیحان عرب کو لکارا اور فرمایا: ”لَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ“ لیکن وہ اس کلام الہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا، اس کی صداقت اس کے اعجاز کو عام کرنے کیلئے اس کے سننے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ أَخَذَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتِخْجَارَكَ فَاجْزَأْ خُشْيَ بَسْمِغِ كَلَامِ اللّٰهِ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ”اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔“ اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوا لَوْ لَا أَنْزَلْ عَلَيْهِ آيَةً مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۝

﴿سورہ العنکبوت﴾

ترجمہ: ”اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم نملہ اس کی نشانوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشاء پر دراز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غور، گھمنڈ اور پندار بھی تھا۔ لہذا ان کو

تحدی کی گئی اور سال ہا سال کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورتہ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے، ہر چند کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معاذ اللہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کیلئے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام اہل عرب کو معاذ اللہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر اتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

❖ پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم و اسلوب کی صورت میں عجیب و غریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترحیب و نظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع، کلمات کے قوافل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

❖ دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی عجیب خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو وہ ایسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔

❖ تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تفصیل میں صرف نہ کر دے، نبی کریم ﷺ ان وجوہ کے ساتھ جن پر منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ ای تھے چڑھنا لکھا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

❖ چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

إِذْ قُمْتُ طَا بَقْنَا بِنُكْمٍ أَنْ نَفْسًا ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”جب تم میں سے دو کروہوں کا ارادہ ہو کہ نامردی کر جائیں۔“

❖ اور فرمایا: يَتْلُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعْلِنٰهُ اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ﴿سورہ المجادلہ﴾

ترجمہ: ”اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔“

❖ پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بنانے کے سلسلے میں بعض تضاد اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایمان نہ کر سکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایمان نہ کر سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا: ”وَلَنْ يُّصْنِفُوْا اٰهْدًا“ یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

❖ چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحاء شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتجاجی و متغلبہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب و غریب طاری ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر عجب و دہشت طاری ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز جہری میں سورۃ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْئٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
بَلَىٰ لَا يُؤْفَكُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُضْتَبِرُونَ ۝

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ”کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کروزے (حاکم اعلیٰ) ہیں۔“

حضرت جبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جا گزری ہوئی۔

آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کیلئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اس کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پاک پرانا نہیں ہوتا۔

نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ربی و دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی کتاب میں کبجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور کھتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اصول عطا فرمائے ہیں۔

گیارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حرامی خصوصیت کو ثواب و عذاب و انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین دکھا ہے، اس لیے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ امید کا دامن چھڑواتا ہے اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارا ملنے لگتا ہے۔

بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری سابقہ کتابوں کیلئے ناخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی محنت و عدم کامیاب قرار دیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يُقِصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ بِهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

﴿سورہ اہل﴾

ترجمہ: "بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔"

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں پیش پیش ہیں، بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف (الف) پر ہوا ہے اور یہ کہ اس کا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کیلئے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے۔)

دیکر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں، میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاقان میں بیان کیا ہے، ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات ذکر کی گئیں ان میں تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی وجوہات مخصوص آیات سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ باقی وجوہات عام میں اور ان کا تعلق ہر آیت سے ہے اور تقریباً ان ستر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن پاک کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاقان ملاحظہ کرے پھر ہماری کتاب اسرار التزیل کا بغور مطالعہ کرے، ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں متناجئے گا کہ اس کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن پاک کے اس انداز کو جان لینے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ بے شک ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصہ نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک سورہ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورہ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوتر ہے۔

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ نوسو چونتیس (۹۳۴) میں ستر (۷۷) کلمات ہیں تو صرف انشاء و عبارت کے لحاظ سے کلمات مذکور کے مطابق اتنے ہی تعداد میں مگر

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ سے ایک سو تین انواع بلاغت نکالی ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر قرآن پاک چڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

## نزول وحی کی کیفیت

ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی، سنا کرتے تھے اور وہ انکو نظر نہ آتے تھے۔

﴿ابو ابی واؤد کتاب الصحاف﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھوں کی جھنساہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

﴿ابو نعیم، احمد، ترمذی، معجم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں، کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹی کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے ارشاد خداوندی ہے:

”إِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا“ (سورہ ازل)

ترجمہ: ”بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔“

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وحی نکلا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ

آجاتا۔ پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں نوختے معلوم ہوئے حتیٰ کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو ہار وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۃ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بار وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں بحال نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال لیں۔

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبریل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرة المنتہی کے پاس دیکھا۔

﴿احمد ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں، اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾



حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سندس (رضی) لباس میں ملیں تھے، جس پر موقی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایکھا ان کے چہ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلا یا ہوا تھا۔ ﴿ابو اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ہنر حلے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

﴿ابو اسحاق﴾ حضرت ابو اسحاق اور ابن مردودہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سرورہ پر معلق تھے۔

حضرت شرح بن جید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

﴿ابو اسحاق﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحید کبھی ﷺ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں من مزید یہ بھی ہے کہ حضرت وحید رضی اللہ عنہ بہت مسین و خلیل شخص تھے۔

﴿ابن سعد، نسائی﴾

## نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

درخت کا چلنا:

حضرت امش رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد نبی کریم ﷺ پر بہت ظلم کیے۔

ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکتوں سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پریشانی احوال کے بعد ہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک بھڑے کا ظہور ہو تو آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ کے قریب آگیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کسا ب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دارمی، بیہقی، ابویوسف﴾

## درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کیلئے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آگئی، اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا، تو اس نے قہیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر بیست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔

﴿پہلی﴾

## کم عمر بکری سے دودھ کا نکلنا:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ میرا بھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ دونوں شرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس پلانے کیلئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا: تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو؟ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک ماہ کا بچہ جو قدرے بڑا تھا لے کر دیا تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اس کے پیروں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اس کے کانوں پر ہاتھ رکھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچے سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر ؓ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دودھ! اتر جا، تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص ؓ کا خواب:

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان ؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید ؓ مقتدیین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔ "پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: "آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو، اس سے باز آ جاؤ کیونکہ وہ پتھر زندہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا، دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پروا نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت و اسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زحرم سے نور افشاں قندیل بلند ہوئی شروع ہوئی، جتنا وہ نور قندیل بلند ہوتا جاتا اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء پر عمارات اور نباتات، پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے مدینہ کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کجوریں دیکھ رہا تھا، پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سبحانہ سبحانہ تمت الکمل و هلك ابن مارد بهضمة الحصاء بن النرج والاکمه

ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، مکہ پورا ہوا اور ابن مارد، اور بنج والکمہ

کے درمیان ہضمة الحصاء میں ہلاک ہوا۔"

یہ امت سعید ہو گئی امیوں کا نبی آیا اور کتاب اپنی معیا کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی کو دوسرے عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کر لیں گے۔ تمہیں عذاب باقی رہ گئے، دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ روشن قندیل حضرت عبدالملک کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاہ زحرم انبی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہ زحرم سے نکلنے دیکھا ہے۔ (اس روایت کو دارقطنی رحمہ اللہ نے الامزاد میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے بطریق واقعہ کی روشنی سے چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ ”میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ دفعۃً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔ پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن مساکر﴾

ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ”وَ اَنْبِئْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ“ ﴿سورۃ الشعراء﴾ (ترجمہ: ”اور محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“) نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو، پھر اقرباء یعنی اولاد حضرت عبدالطلب کو بلاؤ۔“ تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے، جن کی تعداد انتیس، چالیس یا اکتالیس تھی۔ ان لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: ”بسم اللہ“ کر کے شروع کیجئے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کیلئے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام پیش کی۔

﴿ابن اسحاق، ابن کثیر﴾

پانی کا زمین سے نکلتا:

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے کہا: میں ذی الجواز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بنایا، اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر بجکے، وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا: چچا! پانی پیجئے اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابوطالب شفا یاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی: "اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔" تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

❁ (اس حدیث کی روایت میں غم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن عدی، ہیثمی، ابن نعیم﴾

ابوطالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعائے استقاء کرنا:

بلعمہ بن علف سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات وعزنی سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے یہ سن کر ایک ہیر سال، خوروا اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابوطالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابوطالب کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابوطالب دروازہ گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا: "اے ابوطالب! وادیاں خشک ہو گئیں، جانور دبلے ہو گئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔"

ابوطالب نے کہا: زوال آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابوطالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع آبر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔" باغات اور کھیت سرسبز ہو گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے کہا:

وإبھی یستسفی الغمام بوجهہ

لعمال الیتامی عصمة للا رامل

نطیف بہ الہلاک من الہاشم

فہم عندہ فی نعمۃ و فضائل

و میزان عدل الا یحس شعیرۃ

ووزان صدق وزنہ غیر ہائل

ترجمہ: "آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار

ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادرس اور یتیموں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی

بیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمت و فضائل (دیکھتے)

ہیں۔ اور آپ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم و بیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن

کرنے والے ہیں، آپ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔"

﴿تاریخ ابن مساکر﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل

صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ”چھا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔“ انہوں نے عرض کیا: ”دوست ہے لیکن مجھے ضرور دکھائیے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جائیے۔“ لہذا وہ بیٹھ گئے، کچھ دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس کھڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین اطراف کے وقت اس پر پکڑے ڈالا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیے تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں بزر برد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ ﴿ابن سعد، مسند، بیہقی﴾

### معجزہ شق القمر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿سورہ القمر﴾

ترجمہ: ”پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چاند دو ٹکڑے ہوا، ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ رہو۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا قر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ ﴿بیہقی، ابویہیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شق القمر ہوا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہد رسالت مکہ میں تھے۔ کافروں نے کہا ہم پر محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے۔ ﴿بیہقی، ابویہیم﴾

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا:

”اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیں کہ ایک ٹکڑا جبل ابونعیس پر ہو، اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقہاں پر ہو اور وہ رات چودھویں کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ کفار جس پر چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اسے میرے رب! اس کو پورا کر دے، حکم ایزدی پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا جبل ابونعیس پر اور آدھا جبل قعیقہاں پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ ہو۔ ﴿ابویہیم﴾

فائدہ:

علماء کرام نے شق القمر کو معجزہ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور ملکوتِ سما میں ہوا ہے۔ اس عالمِ مرکب میں جتنی طبعیتیں ہیں ان تمام مباحث سے عالم ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی ذیہد و تدبیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا، اس وجہ سے اظہر ترین حجت و دلیل کا اثبات ہو گیا۔

## اللہ نے آپ کو دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی حفاظت کیلئے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے اور آئیہ کریمہ "وَاللّٰهُ يَغْضَبُكَ مِنَ النَّاسِ" ﴿سورۃ المائدہ﴾ (ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ تمہاری تکہیلی کرے گا، لوگوں سے۔") نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسبانوں سے فرمایا اسے صاحبِ اب تکلف نہ کرو کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی، ابویہیم﴾

### ابو جہل کے شر سے معجزانہ طور پر حفاظت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ہاں! اس نے کہا قسم ہے لات و عزریٰ کی اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابو جہل نبی کریم ﷺ کو مصروف نماز دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ نبی کریم ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا لے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا: کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حاصل دیکھی۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ مبارکہ نازل فرمائی:

كَذٰلِكَ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَغَافِلٌ ﴿سورۃ اعلق﴾

ترجمہ: "ہاں ہاں! بے شک آدمی سرشی کرتا ہے۔"

حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہرگز مت ڈرو، خوف مت کرو، اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دیتا۔

﴿احمد، طبرانی، ابویہیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا: اے کروہ قریش! محمد ﷺ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں، اسے تم دیکھ ہی رہے ہو، وہ ہمارے دین کو باطل، آباد اجداد کو گمراہ اور ہم سب کو عقل سے کورا کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا تو وہ دوسرے روز پتھر لے کر بیٹھ گیا جب آپ مجدد کیلئے جہین مبارک رکھ رہے تھے کہ ابو جہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دلعنڈ وہ چیخا چلاتا ہوا، دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک فراونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے نکلنے کیلئے میری جانب بڑھا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو جہل کو ڈرانے والے حضرت جبرئیل ﷺ تھے اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا۔

﴿ابن اسحاق، تہذیبی، ابو نعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ لائق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں ”اقرا باسم ربک الذی خلق“ کی قرأت کی اور جب حضور نبی کریم ﷺ ابو جہل کی خدمت والی آیت: ”کَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَکَفْرٌ“ پر پہنچے تو کسی شخص نے ابو جہل سے کہا کہ یہی محمد ﷺ ہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اے شخص! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو، بخدا! آسمان کے کنارہ نے مجھے گھیر لیا ہے۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم، تہذیبی، ابو نعیم﴾

عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت ہے کہ ایک نووارد بدوی پہلی بار شہر مکہ میں آیا۔ ابو جہل نے غریب کا اونٹ اتھار لیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی۔ وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا اور کہا: اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔ قریشی عدوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے فتنہ پرداز کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا: ”مظلوموں کی مددگار وہ بیٹھے ہیں، جا اور ان سے مدد مانگ۔“

بے چارہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا تو نبی کریم ﷺ مدد کیلئے کھڑے ہوئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابو جہل کے گھر پہنچے۔ آواز دی وہ باہر آیا۔ آپ نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابو جہل نے غیر معمولی غلٹ کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔ قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے عدوہ سے یہاں آگئے تھے، ابو جہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو، بڑی حیرت ہوئی، میں بچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے زبردست جبرٹوں والا جانور مجھے نکل جاتا۔

﴿ابن اسحاق، تہذیبی، ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا عورایت حرب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جانا:



وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِلَا حَرَّةٍ جَهَنَّمَ  
مَنْصُورًا

﴿سورۃ نعل اسراہیل﴾

ترجمہ: ”اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا اور ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لائے، ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔“

دوسری مقام پر ارشاد خداوندی:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ لَهُمْ  
لُجُجًا

ترجمہ: ”اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔“

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ ”کَافٍ يَذَّأْنِي لَهَبٍ“ نازل ہوئی تو عورتاں بہت ترپ آئی، وہ شدید غصہ بنا کر تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور کہا: اے عبدالکعبہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں؟“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ”میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔“ یہ سن کر وہ لوٹ گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی باوجود یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔

﴿اسی روایت کو بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے۔ ”آپ نے جواب دیا: میرا آقا شواشا ہے نہ شعر کہتا ہے۔“﴾  
﴿ابو یعلیٰ، ابن ابی حاتم، بخاری، ابوالخیر﴾

اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مخدوم کے شر سے محفوظ فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ: ”وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا“ کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے۔

اس سے متعلق یہ ہے کہ نبی مخدوم کے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تو برابر سناتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہذا وہ واپس ہو گیا اور

دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: ”وَجَعَلْنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ خَلْفِهِمْ سِنًّا لَا يُضِلُّونَ“ ﴿سورہ یحییٰ﴾ یہی ہے۔

﴿تنبی﴾

نبی کریم ﷺ نضر بن حارث کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور تجھ کو بڑے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچایا تھا کہ پھر سراسیمہ ہو کر لوٹا راہ میں ابو جہل مل گیا۔ پوچھا: نضر کہاں سے آرہے ہو؟ نضر نے جواب دیا: ”میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔“ ابو جہل ستار ہا اور پھر بولا: یہ ان کا جادو ہے۔

﴿واقعی، ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ حکم کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت حکم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا: اے بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تھامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر عشی ماری ہو گئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنے کا شانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔

دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو آنے دیکھا تو ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مردہ بھی اپنی جگہ سے چلے گئے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے اور خدا کی قسم! ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، ابن مندہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا رکنا نہ پہلوان سے کشتی کر:

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکنا بن عبد بزید کو دعوت اسلام دی، تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رکنا!

اگر میں تجھے پچھاؤں تو کیا اسلام کو حق سمجھ کر قبول کر لے گا؟ رکانہ نے جواب دیا: بے شک۔ رکانہ نے جواب سن کر نبی کریم ﷺ عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاڑا تھا، کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور بہت جلد رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ تو اتفاقاً طور پر جیت گئے، لہذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ ”یہ جادوگر ہیں اور ان کا جادو بڑا پر زور ہے۔“

﴿یعنی﴾

رکانہ بن عبد یزید سے روایت ہے اور رکانہ کا اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا اس نے کہا: میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے، سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی، یہ تھی کہ ”ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے؟“ میں نے جواب دیا: ”کیا آپ میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں تیار ہوں۔“ میں نے کہا: ”کس شرط پر؟“ جواب میں فرمایا: ”ایک بکری پر۔“ پس میں نے کشتی کی اور آپ نے مجھے پچھاڑ دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی، اس کے بعد جسم آمیز لہجہ میں فرمایا: ”رکانہ! کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“ پھر کشتی ہوئی اور آپ نے پھر پچھاڑ دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے پاس نظریں دوڑائیں تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چراوا ہمارے کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟“ میں نے کہا تیار ہوں پھر ہم دونوں نے کشتی کی اور مجھے پھر ہار ہو گئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دو جی پڑی۔ اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر فکر مند ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”رکانہ! کیا بات ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”مجھے اس بات کی فکر ہے کہ عبد یزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیونکہ تین بکریاں آپ کو دے چکا ہوں اور مزید فکر یہ ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔“ میرے جواب میں آپ نے فرمایا: ”کیا تم چوتھی بار مقابلہ ہمت کرو گے؟“ میں نے عرض کیا: ”نہیں! اب بے سود ہے۔“ اس پر آپ ﷺ نے کہا: ”میں تیری تینوں بکریاں لوٹا دیتا ہوں۔“ پھر آپ نے میری بکریاں واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم ہوئی کہ بدستی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

﴿یعنی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عورتوں کی طرف رغبت اور جنسی میلان رکھنے والا شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ محکم کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر

دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد ابولہب کے بیٹے حبیب سے کر دیا ہے چونکہ حضرت رقیہ بہت حسین و جمیل تھیں۔ اس بناء پر میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت کی، کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا، وہاں میری خالہ ٹیٹی ہوئی تھیں، وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں، جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا:

ابشر و احببت للاً لاً لتراً لم للاً لاً و للاً لاً اخوی  
ترجمہ: "اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم نے پے در پے تین بار عزت و توقیر سے  
نوازے جاؤ گے۔"

پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار:

لم باخوی کی تنم عسرا اناک خبر و ولبت شرا  
انکحت والله حصانا زهرا و انت بکر و لقت بکرا  
و البتھا بنت عظیم قلدا

ترجمہ: "اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں، تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون و محفوظ رہے۔ اللہ جانتا ہے تمہارا نکاح ایک حسین و جمیل دوشیزہ ہوگا کیونکہ تم خود ناکھڑا ہو، تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔ وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں، انہیں تم نے پالیا ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی پیشین گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ! کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: اے عثمان! تم بے شک صاحب جمال ہو اور اہل زبان بھی۔ وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور تنزیل و فرقان کا حامل ہے، تم خود کو اس کے حوالے کر دو، اس کی سپردگی میں دے دو، ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا کہ اے خالہ! تم ایسی بات کہہ رہی ہو، جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے، مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے ہیں، ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے۔ ان کا دین فلاح ہے۔ ان کا حکم ماننے میں نجات ہے۔ ان کا زمانہ جنگ و جدال کا زمانہ ہے۔ یہ تمام سر زمین ان کے زیر فرمان ہے اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں، کھواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کیے جائیں لیکن جتنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا، پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوح دل پر کندہ ہو گئیں۔ میں اپنے اچھے دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت خلصانہ انداز میں فرمایا:

"اے عثمان! تم ایک سمجھدار اور سلیم الطبع شخص ہو، بے شک وہ تمہیں حق کی طرف

متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت و ہدایت کے بارے میں کچھ سنا چاہتے ہو تو چلو۔“

میں نے کہا: ”ضرور“ پھر میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ”اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے نبی کریم ﷺ کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد نور چشم نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پشین گوئی پوری ہو گئی۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور معجزات واقعات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف جا رہے تھے، نئی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا: ”اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس انداز جلال سے کہاں جا رہے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آج فتنہ کو فتن کر دینے کا ارادہ ہے۔“ زہری شخص نے کہا: ”اس کے بعد تم خود کو، نبی ہاشم اور اولاد زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟“ اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے براہِ رخصت ہو کر کہا کہ ”تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟“ زہری نے کہا: ”میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔“ یہ اطلاع پا کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے، جب جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے، چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طہ پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سننے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا: ”تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے؟“ دونوں نے بالافتاق اور یک زبان ہو کر کہا: ”کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟“ اس پر ان کے بہنوئی نے کہا: ”اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ملے تو؟“ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی بدنامی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں۔ باوجود تم

اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہو؟ لیکن نے جواب دیا: تم نہیں ہو، پہلے غسل کرو پھر حضرت عمر ؓ اسے اٹھے اور وضو کیا اور سورۃ طہ پڑھی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے:

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝

﴿سورۃ طہ﴾

ترجمہ: ”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو اور

میری یاد کیلئے نماز پڑھو۔“

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد ؐ کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر حضرت خباب ؓ کو شہر مکان سے سامنے آئے اور کہا: اے عمر ؓ! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ ؐ کی اس دعا کے مقصود ہو جو نبی کریم ؐ نے جبرائیل کی شہ میں اس طرح فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ اغْزِ الْأَسْلَامَ بَعَثْ بِنِ الْخَطَّابِ أَوْ بَعَثْ وَبْنِ هِشَامٍ

ترجمہ: ”اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت دے۔“

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ”دار ارقم“ میں حضور نبی کریم ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن سعد، ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر ؓ نے کہا: میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ؐ سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور نبی کریم ؐ مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔ میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سا تودل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں: یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں نبی کریم ؐ اس آیت پر پہنچے:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُولِيْمُونُ ۝

﴿سورۃ الحاقہ﴾

ترجمہ: ”بلکہ یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات

نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔“

اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے تو حضور نبی کریم ؐ نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا نَذْكُرُونَ ۝

﴿سورۃ الحاقہ﴾

ترجمہ: ”اور نہ یہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔“

اس کے بعد آخر سورۃ تک آپ نے پڑھا اور میں نے پوری سورۃ کو سنا، جس سے میرا دل بے حد

متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابو جہل اور شبیبہ کے ساتھ بیٹھا

ہوا تھا۔ ابو جہل نے کہا: اے گروہ قریش! محمد (ﷺ) نے تمہارے معبودوں کو باطل اور سچ کہا، تمہارے اسلام کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے لہذا تم میں کوئی ہے جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سرخ وسیاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں نے نکواری اور تیرکمان سے مسلح ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور میں ایک گھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعۃً گھڑے سے زوردار آواز نکلی:

يَا اِلٰهَ رَبِّنَا ذَرْنِيْ رَجُلًا يَّبْصِيْخُ بِلِسَانٍ لِّصَبِيْحٍ يَدْعُوْا اِلَى الشَّهَادَةِ اَنْ لَا  
يَلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

✽ میں نے ذبح کیے جانے والے گھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ ”یہ میرے ستارے کیلئے ہے۔“ اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہاتھ نے کہا:

يَا بِيهَا النَّاسُ ذُورُوا الْاِحْسَامَ      مَا اَنْتُمْ و طَائِفُ الْاِحْلَامِ  
وَسَنَدُ وَا الْحَكَمِ اِلَى الْاَصْنَامِ      لَكُمْ كُمْ اَوْرَهُ كَالْاَعْلَامِ  
اَمَّا لِرَوْنِ مَا اَرَى اَعْمَامِي      مِنْ سَاطِعٍ يَجْلُو دَجَى الظَّلَامِ  
قَدْ لَاحَ لِلنَّظَرِ مِنْ نِّهَامِ      اَكْرَمِ ..... مِنْ اَعْلَامِ  
قَدْ جَاءَ بَعْدَ الْكُفْرِ بِالْاِسْلَامِ      وَابْرَ وَالصَّلَاةِ لِلْاِرْحَامِ

ترجمہ: ”اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بیوقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بیوقوف اور بے عقل) ہو۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نور تاباں ہے جو ظلمت کو چھٹا دیتا ہے۔ صاحبانِ بصیرت کیلئے وہ نور تہام سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر بزرگزیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی پیشوائی ہے۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلوة اور صلہ رحمی کو (تختہ) لایا ہے۔“

✽ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کیلئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بتِ خمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی:

تَرْكُ الصَّوْمِ وَكَانَ بَعْدَ وَحْدِهِ      بَعْدَ الصَّلَاةِ مَعَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ  
اَنْ اَلَدَى وِرْثِ النَّبُوَّةِ وَالْهَدَى      بَعْدَ اِبْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مَهْدِيٍّ  
سَيَقُولُ مِنْ عِبَادِ الصَّوْمِ وَامْتِلَا      لَيْتَ الصَّوْمِ وَامْتِلَا لَمْ يَبْعِدْ  
مَنْصُورًا بِمَا حَفِصَ فَانْكَرَ اَمِنْ      يَا نَيْكَ عَزَّ غَيْرَ عَزِيْزِيْ عَدِيٍّ  
لَا تَعْمَلْنَ فَاَنْتَ نَاصِرَ دِيْنِهِ      حَقًّا يَقِيْنًا بِاللِّسَانِ وَبِالْيَدِ

ترجمہ: ”نبی ﷺ پر درود ہو اور سنو صوماری پوجا اب بند ہوگی جبکہ اس سے پہلے وہ پوجا جاتا تھا۔ وہ شخص سیدنا ابنِ مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے، وہ ہدایت کرنے والا اولادِ قریش سے ہے۔ عنقریب صومار کے پرستار کہیں گے، کاش صومار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔ اے ابوخص! باز آ جاؤ، اس

لیجئے کہ تم ایمان لانے والے ہو، تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو بنی ہدی کے اعزاز کے سوا ہے۔ تم غلبت نہ کرو تم بلاشبہ ان کے دین کے مددگار ہو، تم یقیناً قول و عمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔“

حضرت عمر ؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمائش کیلئے ہو رہا ہے، اسکے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خباب بن الارت کو اور انکے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔

حضرت خباب ؓ نے کہا کہ اے عمر ؓ! خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کر لو پھر میں نے پانی منگایا اور دھو لیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! میری دعا تمہارے حق میں قبول کر لی گئی، اسلام قبول کر لو، میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی تعداد پوری چالیس ہو گئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔“

﴿ابو نعیم﴾

**حضرت عمر ؓ کے مسلمان ہونے پر اسلام کو قوت ملی:**

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے سے عزت اور غلبہ دیا، رہنمائی نے اپنے اندر قوت محسوس کی۔

﴿صحیح بخاری﴾

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا خدا عظیم ہے ہم مسلمان اتنی اُت اور قوت نہ رکھتے تھے کہ کعبہ اللہ میں اعلانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور نبی کریم ﷺ کی دعا قبول کی۔ حضرت عمر ؓ کمزور مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور وہ کمزور پھر طاقتور ہو کر اعلانیہ اور بے دھڑک یہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اس کی مانند تھی جس کے خدو خال ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آ رہا ہو اور وہ برابر سے قریب ہو رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں زیادہ واضح اور حجاب دوری دور رہا ہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مرد کے مانند ہو گیا جو داہنیں جا و اور اس سے دوری بڑھتی جا رہی ہو۔

﴿حاکم﴾



حضرت عثمان بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الہی! اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام، اسی دن صبح کو حضرت عمر ؓ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّةً

ترجمہ: "الہی خاص عمر ؓ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔"

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعرات کو رات میں دعا کی کہ "اے بارانہا! عمرو بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ تو اسلام کو تو قیر بخش۔" پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر ؓ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہوئے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت صہیب ؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر ؓ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی، اس کی اعلانیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھے گئے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشیمن کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی، ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب ؓ سے روایت ہے کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت ﷺ اسلام لائے اور اسلام کی ایک "غیر تحریک کی حیثیت اعلانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:

حضرت عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر ؓ شرف بہ اسلام ہوئے تو حضور جبرئیل ؑ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آسمان والے (فرشتے) حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ضاد کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ضاد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے جترو منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد ﷺ (نحوہ بالہ) مجھ ہو گئے ہیں لہذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد ﷺ کو تندرست محبتہ کر دوں۔ پس وہ آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے ملے اور کہا: "میں منتر پڑھتا ہوں، مالک،

قدر چاہے گا تم کو محبت اور شفا دے دے گا۔“ خدا کا قول ہے: نبی کریم ﷺ میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

”الحمد لله نعمده و نصحينه و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من  
شروع الفسنا و من مبینات اعمالنا من يهدده الله فلا مضل له و من يضلله  
فلا هادي له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان  
محمدًا عبده و رسوله“

حضرت خدا ﷺ نے عرض کیا: ”ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔“ لہذا نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر خدا ﷺ نے عرض کیا: ”واللہ! میں نے ایسا کلام بھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ شعر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانیاں، واقعی یہ الہامِ وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں کوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسرار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سے بچنے اور قربانیاں دینے کیلئے شامل ہوئے۔ ﴿مسلم، احمد، ترمذی﴾

### حضرت عمرو بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

مزید ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُجّ عبد القیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اُجّ سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو اُجّ نے اپنے بھانجے عمرو بن عبد القیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اقرآء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور اُجّ کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اُجّ رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز جمع کو نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آرہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿ابن شہین﴾

### طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابو یوسف برہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے رقبہ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: ”اے پروردگار! سیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔“

﴿بخاری﴾

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے، اس زمانہ تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کر دیتے ہیں لہذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سنتا۔

قریش پر دُغم خود برابر مجھے اس خبر خواہانہ مشورہ کیلئے یاد دہانی اور تاکید کرتے رہے، اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روٹی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی۔ کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں غصہ اراہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا:

”آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہذا فرمائیے کہ آپ

کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟“

پس سرکارِ دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس ایک عجیب اثر، ابتزاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلامی فطرت اور معقول دعوت پر روج و وجدان نے لبیک کہا، میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے برہمنوں والے خیالات میں بہت جھگڑی ہوتی ہے، اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسانیاں پیدا فرما دے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرما دے۔“

نبی کریم ﷺ نے ازراہ نوازش دعا فرمادی اور میں وطن واپس ہونے کیلئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دورانِ راہ میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں اپنے خدا سے نور کی منتحی کیلئے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے قسمے میں آ گیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے نابل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہذا میں مکہ جا کر نبی کریم ﷺ سے ملا، صورتحال سے آگاہ فرمایا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اے بارالہا! دوسیوں کو ہدایت دے۔" اور مجھ سے فرمایا: "ذلیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نری اور حکمت عملی کے ساتھ دعوت اسلام دو۔" لہذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نری اور حکمت و عمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہراہ لے کر بمقام خیبر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

⌈35⌋

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے حضرت ابن مقلون رضی اللہ عنہ گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا: وہ بیٹھ گئے کہ اسے میں نبی کریم ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مقلون رضی اللہ عنہ حیرت استعجاب سے بہ غور دیکھتے رہے جب نبی کریم ﷺ کی حالت درست ہوئی تو ابن مقلون نے پوچھا: آپ کے چہرہ کا رنگ خفیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی، پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ ابن مقلون رضی اللہ عنہ نے پوچھا: انہوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا:

لَٰنَ ٱللّٰهِ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَانِ وَإِتَىٰ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَ  
ٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

﴿سورة النحل﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے رہنے کا اور منفعہ فرماتا ہے بے حیالی، بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔"

حضرت ابن مفلح رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے میں

﴿ اِنَّ اِيَّانَا يُحْشَرُونَ ﴾

جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "واذ صرفنا الیک ترجمہ: "جب ہم نے آپ ﷺ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن نہیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ أُوْحِي إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ لَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِي  
إِلَى الرُّشْدِ فَامْتَنَاهُ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِهِ رَبَّنَا أَحَدًا.

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم  
نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز  
کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو ”سوق  
عکاظ“ جانے کا ارادہ کر رہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کیلئے آسمانوں پر بند ہو چکی تھی اور ان کو آگ کے  
شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان  
وجوہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مقام نخلہ میں نماز فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے  
نبی کریم ﷺ سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور  
آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِي إِلَي الرُّشْدِ فَامْتَنَاهُ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِهِ رَبَّنَا أَحَدًا

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم  
نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز  
کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق  
ظہر گیا۔ پس نبی کریم ﷺ رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا، ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ  
گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا: اس دائرے کے اندر  
بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم ﷺ تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ  
آپ کو لوگوں نے آکر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اب نہ  
میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے ہادلوں کی طرح جدا جدا صورت میں  
روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر  
وہ بھی رخصت ہو گئی پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے؟ میں نے  
عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ لوگ وہاں ہیں، اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوہر ان لوگوں کو آپ نے دیا۔

اس واقعہ کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے کی آپ نے ممانعت فرمادی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور نیچے نصب کیے اور میں دو پہر میں قیلول کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر ترپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر بھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہو گیا مگر پھر لوٹنے اور ترپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کیلئے لیٹ گیا کہ ایک میں نے چند آوازیں سنیں۔ جس میں کہا جا رہا تھا: ”تم کو سلام ہے، ایک مرتبہ، دو مرتبہ بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ، نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“

میں نے پوچھا: ”تم کون لوگ ہو؟“ انہوں نے کہا ہم جن ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کون سا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی تھی۔

﴿ابو نعیم﴾

### بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر ترپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا، میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہیں دلوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا: تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی و عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ثناء اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم حج کہتے ہو۔ ﴿ابو نعیم﴾

### مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اٹھائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر پہنچتے رہے، غذائے ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے بڑھ چلا ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لے لیا اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بھائی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔“ یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔ ﴿ابو نعیم﴾

### ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا: اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن ایم بن الاقص بن ابلیس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پوری عمر بسر کر چکا ہوں، بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کرنا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، نیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: ”اے مصیبت پوش و خطا بخش خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔“ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مہد نوح میں حاضر ہونا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

”اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپ اللہ تعالیٰ اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اے ہمارا تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت و عداوت دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے وایت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو اب اٹھو اور وضو کر کے دو گناہ پڑھو۔“ میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی: ”اے خوش قسمت ہمارا سجدے سے سر اٹھا، آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آگئی ہے۔“ پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بدو عائد کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ جنیت و سلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز اُٹھ رہی تھی کہ میں آپ ﷺ نے سام کا جواب دیا: جواب کے ”خاتمہ یہ تھے:“ جب تک دنیا کا قیام و بقاء ہے براہِ اہم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو۔ اے ہمارا پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہمارے عرض کیا: ”اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحبِ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہمارے کو سورۃ واقعہ: ”وَالْمُرْسَلَاتُ، عَمِ يَقْسَاوُنْ“ اور اِذَا الشَّفَسُ كُوَزَتْ، مَعُوْ ذٰلٰیْن“ اور سورۃ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہمارے کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ هنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔



امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں:

اسید الشیخہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مفرکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا: زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ تو انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی۔

”اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہو گا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے سوال کیا: ”اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے۔“ جواب آیا: ”اے ملت مسلمہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے۔ اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہ راست دست نبوت ﷺ پر بیعت کی تھی۔“ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے نبی کریم ﷺ پر فرماتے ہوئے سنا: اے سرق! تم ایک بیابان میں مرو گے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا۔

﴿یعنی﴾

## غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِينَ ظَلَمُوا بِرُؤْمٍ فِي آفَاقِ الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۝ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۝ اللَّهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ ۝ وَ يَوْمَئِذٍ يُفْرَخُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَنْصُرُ اللَّهُ ۝ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَ غَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ ۝ وَ غَدَهُ ۝ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: ”رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں قلم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں۔ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہل روم، اہل فارس پر غالب رہیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر

حضرت ابو بکر ؓ سے کیا اور پھر حضرت ابو بکر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب رومی، ایرانیوں پر غالب آجائے گا۔ یہ بات حضرت ابو بکر ؓ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس بارے میں کوئی مدت مت معین کرو، تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کر دی، جب اس بات کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت کرنا بہتر ہوتا۔ اسے بعد رومی، ایرانیوں پر پورے دار۔ ب۔ ہوئے۔

﴿احمد، بیہقی، ابونعم﴾

حضرت قتادہ ؓ روایت کی۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا جانا اور یقین کر لیا کہ عترت۔ چ۔ میں اہل فارس پر غلبہ پالیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے پانچ سال کی مدت متعین کر لی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ یہ شرط بازاری جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئے۔

جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے۔ اس کا ذکر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ جمع تین سے دس سال کے عدد کیلئے ہے لہذا اس شرط کو بڑھا دو اور مدت میں اضافہ کر دو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع میں رومیوں کو اہل فارس پر غلبہ عطا فرمادیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ امتحان لینا:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نے نصر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی احبار کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم و فہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نصر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احبار سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ: "اے معزز نما خداگان قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد ﷺ سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب صحیح دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے۔

❁ وہ تین سوالات یہ ہیں:

- (۱) ان سے پوچھو کہ "پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟"
- (۲) ان سے دریافت کرو کہ "وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت زیادہ سرکرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟"
- (۳) ان سے سوال کرو کہ "روح کیا ہے؟"

نظر اور عقیدہ دونوں نے مکہ آ کر مشرکوں سے کہا کہ "ہم چند ایسے سوالات محمد (ﷺ) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعہ الہام و ہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندہ برگزیدہ کیلئے ممکن ہے۔ پھر انہوں نے اپنی دوراندیشی اور مصلحت کی بناء پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں نبی کریم ﷺ سے یکے بعد دیگرے تین سوالات اسی ترتیب سے کیے اور بلا تاخیر جوابات مانگے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس مرحلہ پر سورہ کہف لے کر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے اس علم کی روشنی میں بڑے پروٹوق لہجے میں کافروں کو جواب دیئے:

(۱) فرمایا: عہد قدیم کے وہ جوان "اصحاب کہف" ہیں اور ان کا یہ واقعہ ہے۔

(۲) فرمایا: مشارق و مغارب کے سیر کرنے کیلئے "ذوالقرنین" ہیں۔

(۳) فرمایا: "قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي" روح کی حقیقت یہ ہے کہ "وہ امر رب ہے۔"

﴿ابن اسحاق، تہذیب، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو محمد (ﷺ) سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھا، چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

﴿سورہ نبی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکو کاری پر قائم رہنے کیلئے عہد و بیعت کروں، وہ مکہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس منی میں ملنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے، یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: "تم عبداللہ بن سلام ہو؟" انہوں نے کہا: "جی ہاں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے قریب آ جاؤ۔" تو وہ نزدیک ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم توریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ جاتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر سورہ اخلاص وحی کی گئی چنانچہ آپ نے کہا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

﴿سورہ اخلاص﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ

کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔“

یہ کلام سننے کے بعد حضرت ابن سلام رحمہ اللہ نے کہا: ”أشهد أن لا إله إلا الله و أنك رسول الله“ اس کے بعد نبی کریم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آ گئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وہدا گیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

## مشرکین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں معجزات

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رحمہ اللہ سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟

انہوں نے کہا: کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا، ہماری جمیعت اور قوی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔

اتفاقاً اسی وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اسکو بوسہ دیا، پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ ناگوار باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار اور تکلیف پہنچانے کیلئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چشم پوشی فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے ناگواری کا اندازہ کر لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے دوسرے جگہ میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسے تو پھر آپ نے ٹھہر کر فرمایا: اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ تمسخر کو بنییدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔

﴿یعنی، المعجم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے طواف پر غصہ کرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ”اے سرکشان قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔“ یہ سن کر مشرکین لرز گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلہ ان سب لوگوں کے قلب و جگر میں خون زندگی بن کر دوڑے گا۔“

﴿ابن عباس﴾

حضرت خیاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟“ میری یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی ٹنگیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت سونٹا یا پھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے ہر گشت نہ کر کی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ بھیر سکی، مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے ہنرموت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابو جہل نے کہا: اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا: تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابو جہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچے نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا: اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابو جہل! سن لے، خدا کی قسم! تو جسے گا، بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

﴿بخاری﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا، اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بھری پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے

نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح، اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے، اس میں ٹھیکیں اور تصویریں تھیں، تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا:

آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے، یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفرق اور دلچسپی لی، میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کیلئے بڑھ رہی تھی کہ میری نظر یکبارگی ایک چہرہ کی تصویر پر پڑی، اس پر رسول اللہ ﷺ کی تصویر تھی، اس سے نظر ہٹتی ہی تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر پر پھر ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا صاحبِ تصویرہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں؟ (انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔) میں نے جواب دیا: ”جی ہاں یہی ہیں۔“ انہوں نے کہا: ”کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟“ (دوسرے چہرے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے جواب دیا: ”پہچانتا ہوں۔“ انہوں نے کہا: ”تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی ﷺ کے خلیفہ اول ہوں گے۔“

﴿بخاری، ابوسعیم، مسند﴾

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا، جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامتِ دین) اور آپ کی ذات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس دیر کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقفِ علم و اسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی تصویر دیکھی تو میں نے کہا کہ اس تصویر سے زیادہ مشابہہ کی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفار قریش انہیں قتل کر دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! میرا خیال یہی ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا: خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

﴿طبرانی، ابوسعیم﴾

**قریش کی سب و شتم اور مذمت خود ان پر پڑی:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور انکی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کیلئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ تاجکھ لوگ ”مذمم“ کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔

در اس حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے ”محمد (ﷺ)“ ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

”إِنَّا كَفَرْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ“

﴿سورہ اہل﴾

ترجمہ: ”بے شک ان ہنسے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔“

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عسطل، کسی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہرگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے تمہارا رک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث نے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔

بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جواب دیا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔ پھر عاص کو گزرا اور اس کے پیر کے ٹکڑے کی اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے تذکرہ کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اثاثا ایک فزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود سرور کے درخت سے اتر اور ”بول کا درخت کا کاٹا گھسا“ کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بیٹائی کھو بیٹا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا لگنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مر اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اتر اشرقہ کا کاٹا پیر کے ٹکڑے میں گھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں اور جن کو میں نے ”تفسیر مسند“ میں ذکر کیا ہے۔

﴿تبی، ابو نعیم﴾

ابولہب کا لہب جینا واصل جہنم:

ابو نعرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لہب بن ابولہب نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز آپ کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو نبی کریم ﷺ نے بدو ما کی کہ ”اللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ“ اے اللہ! اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔

راوی نے کہا: ابوہلب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے ہلب کو معاونوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا۔ وہ کہتا: میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بدعا سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرتا، مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے بچھاڑ کر بھاڑ ڈالا۔ ابوہلب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بدعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

﴿یعنی، ابوہلب﴾

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابوہلب نے نبی کریم ﷺ پر زیادتی کی، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی کتاب مسلط کر دے تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ خوشخوار ہوا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم ایسے مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) نے میرے لیے بدعا کی تھی اور محمد (ﷺ) نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر چھینا اور اس کا سر دیوچ لیا اور چھا ڈالا۔

﴿یعنی﴾

محمد بن کعب قرظی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

سائل بنی الاشقر ان جتہم	ما کان ابناء ابی واسع
لا وسع الله له قبره	بل ضيق الله على القاطع
رحم بنی جدہ ثابت	يدعو الی نور له ساطع
اسبل بالحجر لتکذبه	دون قریش نهزة القادع
فاستوجب الدعوة منه بما	بین الناظر والسامع
ان سلط الله بها کلبه	بمشی الهوينا مشية الخادع
حتى اتاه و سط اصحابه	و قد علتهم سنة الهاجع
فا لنقم الراس بيا فوجه	و النحر منه فغرة الجائع

ترجمہ: ”اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ابو واسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کانٹے والے پرنگ کر دے۔ جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔ حجر اسود کے پاس ابو واسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ان کو بھٹلانے کیلئے زبان درازی کی۔ تو نبی کریم ﷺ کیلئے اس پر ایسی بدعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیلئے



خواب واضح ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ابو داسع پر اپنا ایک کتا مسلط کر دے جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلط تھی۔ تو اس درندہ نے اس کے سر، نالو اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔“

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ ”وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی“ تلاوت کی تو عقبہ بن ابولہب نے کہا: میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر کتا مسلط کرے۔ کچھ عرصہ بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دھارنے کی آوازیں آئیں، سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر کیے اور سو گئے، شیر آگیا اور چند افراد کو سونگھ کر بڑھ گیا حتیٰ کہ عقبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا کہ محمد ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

﴿ابن نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی قیامت کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے دعائیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی کہ الہی! حضرت یوسف ؑ کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما، تو ان کو قیامت نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا، اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے ان کی کیلئے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بارش کیلئے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ ”اَللّٰهُمَّ خَوِّاْ لِّیْنَا وَ عَا غَلِبْنَا“ (ترجمہ: الہی! ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔) چنانچہ اسی دم بادل نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم فرمائیے۔ ناواقف قریش کی زبانوں حالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے ہجر اور چھال شدت بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَمَّا اسْتَكْبَرُواْ لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَنْتَصِرُونَ

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں

بچنے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔“

بہر حال نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی﴾

### نابینا عورت کی بیٹائی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ:

حضرت عمرو ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیہ تھی۔

حتیٰ کہ ان بے چاری کی بیٹائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور طرفہ قسم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بد بخت کی بصارت لات و عزلیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کار ساز حقیقی سے دعا کرتی، تو ان کے مہربان خدائے ان کی دعا سن لی اور ان کی بیٹائی لوٹ آئی۔

﴿سنی﴾

### نجاشی کے دربار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار:

حضرت موسیٰ بن عقبہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالب ؓ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاص ؓ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کیلئے وفد میں ایک عربی گھوڑا اور دینا کا ہٹا ہوا شاہی طرز کا جہ اور دوسرے مقررین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرف باریابی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ کی سرزمین میں آگئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نئی جنم بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: "وہ حضرت عیسیٰ ؑ کو "ابن اللہ" نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔"

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفر ؓ اور دوسرے مسلمان دربار شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

"اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔" نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا: "اے عرب سہانوا! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: "ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔" نجاشی نے دریافت کیا: "تو کیا تم یہودیت سے تعلق ہو؟"

مسلمانوں نے جواب دیا: "ہم تو یہودی نہیں ہیں۔" نجاشی نے پھر سوال کیا: "تم عرب قوم کی

طرح بت پرست ہو؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا: ”تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”ہمارا دین اسلام ہے۔“ نجاشی نے سوال کیا: ”اسلام کیا ہے؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد ؐ کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔“ نجاشی نے پھر پوچھا: ”یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا:

”اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام و الہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک راست گوئی، وقائے عہد اور ادائے امانت کو حکم دیتے ہیں اور جنوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وعدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کو ہم نے اس کے الفاظ اور امتیاز کی وجہ سے کلام الہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہو گئی اور نبی صادق ؐ کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔“

حضرت جعفر ؓ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: ”اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ ؑ کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔“

حضرت جعفر ؓ نے مزید فرمایا: ”رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں نبی کریم ؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم ”اسلام“ ہے۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں، وہ پاک ستھری بتوں کے فرزند ہیں۔“

اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ ؑ کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر ؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور اراکین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿یعنی﴾

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنی ہاشم کا شعب ابوطالب میں پناہ لینا:

موسیٰ بن عقبہ زہری ؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہو گئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام

لونا اور تباہی نے مسلمانوں کو جوش میں امن و امان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔  
 زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں مشرکین مکہ نے جلد عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو  
 ہمارے سپرد نہ کر دیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل  
 جول رکھے نہ خرید و فروخت جائز رکھے، اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے  
 کہا قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس  
 مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار و مجبور ہو کر پہاڑ  
 کے ایک درہ میں جس کا نام ”شعب ابوطالب“ ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو  
 جھیلا اور جان و مال کی فکریوں کو برداشت کیا جن کو سن کر ہٹا پانی ہو جاتا ہے، کھانے کو جب کچھ نہیں ملا تو  
 درختوں کی چٹاں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑہ ہال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، بچے  
 اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ شدید صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی  
 شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابوامیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار پر ترس آیا۔  
 وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابو جہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا، بنو ہاشم تین سال تک شعب  
 ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

﴿تعلق، ابومہم﴾

ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم  
 خورہ (دیک والی) ہو گئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن  
 ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملہ کا لکھنے والا منصور بن  
 عکرمہ عبوری تھا، اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم  
 نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

﴿ابومہم﴾

زہیر بن بکار رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترک موالات کے سلسلے  
 میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے:

الم یا تکم ان الصحیفہ مزقت

و ان کل ما لم یروضہ اللہ یفسد

ترجمہ: ”کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ ضائع ہو گیا، بے شک جس چیز سے اللہ ناامنی ہو

وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔“

﴿ابن مساکر﴾

## معراج مصطفیٰ ﷺ

○ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى  
الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْأَيْمَانِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”پاک ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، ہے شک وہ متنازع دیکھتا ہے۔“

حضرت ثابت ؓ اور حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور نچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل ؑ نے دو پیالے پیش کیے، ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمان دنیا کی طرف پہنچے۔ حضرت جبرئیل ؑ نے دستک دی، کہا کون ہے؟ کہا جبرئیل ؑ، پوچھا ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد ﷺ۔ پوچھا: کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تو ہمارے لیے دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے حضرت آدم ؑ کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبرئیل ؑ سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت یحییٰ ؑ کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل ؑ سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول گیا، میں نے وہاں حضرت ادریس ؑ کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اسکے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل ؑ سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارون ؑ کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل ؑ سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ ؑ کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دعائے خیر دی۔ اس کے ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل ؑ سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم ؑ کو بیت السعور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں

فرض کی گئیں، پھر میں چھٹے آسمان پر اترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے حضور واپس جائے اور نماز میں کیلئے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کیلئے عرض کی اور بارگاہِ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہو گئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا: لوگوں کی برداشت کم ہے، رب تعالیٰ کے حضور جائے اور مزید کیلئے درخواست کیجئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العالمین نے فرمایا: "اے محمد (ﷺ)! ہر دن کیلئے پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس نمازوں کے قائم مقام ہے۔" پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر واپس جائے اور کیلئے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا: اب تو کیلئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

﴿مسلم﴾

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً حدیث کرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے: جب نبی کریم ﷺ نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: "آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم اور گفتگو کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا: بجز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور گفتگو کے آثار اسکے چہرے پر نہ تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنم ہے، وہ کبھی گفتگو نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ حضرت ابو بکر علیہ السلام کے پاس آئے اور ازراہ استہزاء کہنے لگے: ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان سے بعید نہیں۔" پھر مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو قلاں مقام پر تھا، ان کے اونٹ ہم سے بد کے اور چکر لگانے لگے، ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں، ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔" جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل قافلہ سے وہی باتیں کہیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تصدیق ہو گئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا۔ لوگوں نے پوچھا جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں، کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندی

رنگ تھا جیسے از ولمان کے یعنی باشندوں کا رنگ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قد، لمبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھے گویا کہ ان کی داڑھی سے موتی جھرتے تھے۔

بے عمل خطیب کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا یہ آپ ﷺ کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے تھے مگر خود عمل نہ کرتے جن کی پرائیویٹ اندرونی زندگی اور اس کے معاملات، ان کی پبلک زندگی عوامی رویہ سے متضاد ہوتی ہے جو بد اخلاقیوں کو پھپھاتے اور تقویٰ اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چمکا کر دکھاتے ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کے صخرہ کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی رسی صخرہ میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے راق کو باندھ دیا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابویہ، ابن مردویہ، بزار﴾

قرض دینا صدقہ سے افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازہ جنت پر لکھا دیکھا کہ ”صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقم قرض سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا۔“ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے اور اس کے پاس موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

﴿ابن ماجہ، ترمذی، نوادر الاسول، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج:

عبید بن مسیر رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو درۂ بیضا سے دیکھا۔ میں نے کہا: ”اے جبرئیل علیہ السلام! لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے؟“ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ”آپ سوال کرنے والوں کو بتادیں کہ جنت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اس کی مٹی سفید ہے۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ایسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کنکھی کرنے والی کی اور اس کے شوہر اور بیٹی کی خوشبو ہے جس کا پیش منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنکھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنکھی گر پڑی، اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی، جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرادیا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

### بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور محکمہ اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے۔ میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب میں ملائکہ اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خشیت الہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

﴿ابن مردویہ، طبرانی، اوسط﴾

### جنت و دوزخ کی سیر:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ براق پر ہی سوار رہے کہ آپ ﷺ کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے دوزخ اور عالم بالا کے مذکور قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر وہاں تشریف لائے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

”آپ کو آسمانوں کی (مابعد الطبیعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبیعی) مادی (اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔“

﴿تتبی، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ﴾

### سود خواروں کا برا انجام:

حضرت عمرہ بن حنبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب معراج آسمانی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیال کی تہ میں غوطے لگاتے اور پھر نکلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ سودی کاروباری کرنے والا ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾



### نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا:

حضرت اہل بیت سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے سموات علیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوف نہ کھائیے۔ بلاشبہ آپ کا نام عرش پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ" لکھا ہوا ہے۔ ﴿ابن مساکر﴾

### حلیہ براق:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ مثل چوپائے کے تھا، طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔ ﴿ابن مساکر﴾

### شب معراج صحرہ کا شق ہونا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات جب مجھے معراج ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صحرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صحرہ پر رکھی اور اس کو شق کروایا اور پھر اس سے براق کو باندھا۔ ﴿ترمذی، حاکم، ابوداؤد، ابن مردودہ، بزار﴾

### شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا:

حضرت صہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ﷺ نے راہ راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے، اس میں پانی اور غذا دونوں کا احراج ہے، یہ کرکلی اور تھلی دونوں کا غذا ہے اگر آپ ﷺ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی است کے بھک جانے کا احتمال تھا، وہ ان میں سے ہوتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس صحرہ کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھا جب آپ نے اس طرف نظر کی تو وہ بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔ ﴿طبرانی، ابن مردودہ﴾

### شب معراج اذان بلال رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ نے دھیمی سی آواز سنی دریافت کیا: "اے محترم جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ آپ

کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال رضی اللہ عنہ نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقام اعلیٰ میں اذان سنی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ کو مرحبا کہا۔ یعنی ”مرحبا یا نبی الامی“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندی ریک، طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے نکلے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اور آگے بڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عظیم القدر صاحب عظمت و سطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سلام و کلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں نے جہنم کا مساحہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام؟ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا: ”اے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فطرت کو پالیا۔“

﴿احمد، ابو نعیم، ابن مردودہ﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر یہ فضل و رحمت باری اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور زیر سفر قافلوں کے حالات بیان کیے جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں، ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے، وہ لوگ اسی بناء پر مرتد و کافر ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لے کر چلے تھے۔

بے سرو سامان، مختصر اور غریب الدیار دین الہی کے فوج داروں اور علمبرداروں نے ان سب حقائق معراج کے سکروں کی گروئیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابو جہل کے ساتھ کاٹ دیں۔ ابو جہل نے کہا تھا کہ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ذرا دادیتے ہیں۔ لوگو! تم کھجور اور کھن خون کھاؤ۔“ اور وہاں کو اس کی اصل صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا اور آپ نے روت بیتی سے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں۔

## شب معراج انبیاء سے ملاقات:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے وہاں کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح و ظاہری خیانت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا، ٹھنکریا لے بال والا اور تیز نظر دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندی رنگ، سیاہ بال اور قوی خلقت دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جملہ مشکل و مشکل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اسے مسائل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں، جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: "اپنے جد اعلیٰ کو سلام کہئے۔" تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

﴿احمد، ابویہ، ابونعیم، ابن مردودہ﴾

## امور غیبی کا مشاہدہ:

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الْبَاطِنَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

ترجمہ: "اور ہم نے کہا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو"

کی تفسیر میں روایت ہے کہ معراج کی رات میں امور غیبی کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو طویل القامت اور ٹھنکریا لے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلہ ازد شتوہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو سیاہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا اور میں نے دارود جہنم اور وہاں کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ" ترجمہ: "تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرنا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

## لطیف خوشبو:

پہنچ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ساوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے

اور واقعہ اس خاتون نیک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا، اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے۔ لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ”کیا تمہارا رب، میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟“ مشاطہ نے جواب دیا: ”ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔“

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ”اے معمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھ بیٹھی ہو؟“ پر ستار تو حید مشاطہ نے جواب دیا: ”میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو رب السموات والارض ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے جیسے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اسکی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتیٰ کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

”اے اماں! تم اس میں آ جاؤ، بچے نہ ہٹا کیونکہ تم حق پر ہو۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوار کی میں کلام کیا، ایک تو سبکی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جرتاج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت یحییٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ ﴿احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردودہ﴾

### قوم کے سامنے بیان معراج:

یہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزاء کے طور پر کہا: کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: ”ہم سے بھی ارشاد ہو۔“ میں نے کہا: ”رات مجھ کو لے جایا گیا۔“ اس نے پوچھا: ”کہاں تک؟“ میں نے بتلایا: ”بیت المقدس تک۔“ اس نے کہا: ”کیا سفر کے بعد صبح کو ہمارے شہر میں آپ موجود ہیں؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“

”محمد (ﷺ) آپ کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں، حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت جوں کے توں رہتے ہیں اور حق و سچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔“ یہ سن کر دشمن رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی خن سازی اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو اس نے پکارا: اے نبی کعب! آؤ! آؤ۔

ابوجہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر

ابو جہل اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے، اس وقت ابو جہل نے مجھ سے کہا: ”اے ابن عبد اللہ! آپ رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں، اس وقت اپنی قوم کو سنائیے۔“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”وہاں حالیکہ صبح کو آپ یہیں تھے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں! مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔“

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے، تعجب کرنے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا: ”کیا آپ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں۔“ ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے روبرو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں نے لوگوں سے کہا جہاں تک نشانوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم! آپ ﷺ نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابویہ، بزار﴾

### جنت کے پھول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار اور وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ ہیں۔

﴿ابن مردودہ﴾

### شب معراج امتوں کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں، مگر چند انبیاء علیہم السلام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، پھر نبی کریم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ سر اٹھائیے۔ میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افاق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

﴿ابن مردودہ﴾

### شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زورے تو وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں

فرض کی تھیں، پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پاچھ کر دیا گیا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی ہیر بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا۔

﴿طبرانی﴾

دیدار خداوندی کی روایات:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دوسرے درجہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ”کلام“ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ”خلت“ (اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ظلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیکھ کر حضرت محمد ﷺ کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رویت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿تفسیر کتاب الرأیہ﴾

روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلعت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رویت ہے۔

﴿تفسیر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیہ کریمہ

”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ“

﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ”دل نے نہ بھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔“

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب)

بھرت) سے دوسرے دیکھا۔

﴿مسلم﴾

### یاجوج ماجوج کو اسلام کی دعوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کیا تو وہ سب اور انکے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریعات سب جہنم میں جائیں گے۔

﴿ابن مردیہ﴾

### تخفیف نماز اور دیگر مسائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کیلئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کی کیلئے استعفا کرتے رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

﴿ابوداؤد، ترمذی﴾

### احادیث تاریخ معراج:

عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ کے جد امجد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

○ (اور یہی رضی اللہ عنہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿ترمذی﴾

سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت سے سولہ مہینہ پہلے معراج ہوئی۔

﴿ترمذی﴾

### حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا:

”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچائیے اور ان کو بتائیے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و ہموار ہے اور اسکے نخل بوئے ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ ہیں۔“

﴿ترمذی، ابن مردودہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ”وَلَقَدْ رَافَعْنَا نَزْلَةَ الْغَوِيِّ“ کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔ ان کے چہرہ سوا بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

### ہیزدرفرف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئیہ کریمہ ”لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى“ ﴿سورۃ النجم﴾ ترجمہ: ”بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیزدرفرف کو دیکھا کہ جس سے سارا آفتاب پر ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

### شب معراج القابات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء میں مجھے اس قصر اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوبر آب واری، فرش زر خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے۔ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، إِمَامُ الْمُتَّقِينَ، قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحْتَجِلِينَ۔ بخوی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موتیوں کے ایک گھس کی سیر کرائی گئی اور اس کا فرش سونے کا تھا۔

﴿بخاری، ابن قانع، ابن عدی﴾

### شب معراج تعلیم اذان:

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث معراج بیان کی جا چکی ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر پہنچے تو آپ نے توقف فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی نہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو۔ تو فرشتے نے کہا: ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔“

پھر فرشتے نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ پھر فرشتے نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اور ان کو پسند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔“ پھر فرشتے نے کہا: ”خُذْ عَلَى الصَّلَاةِ“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے



بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا، وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔“

پھر فرشتے نے کہا: ”خُذْ عَلَيَّ الْفَلَاحَ“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی اس فریضہ کو قائم کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کیلئے اوقات مقرر کیے۔“  
اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہا گیا، آپ آگے بڑھئے تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے، اس طرح آپ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اور آپ کی امت پر نماز کو فرض کیا گیا۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج عالم سموات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزارا، اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو بچنے لگوائے گا حکم فرمائیں۔  
❦ (امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بنا کر اور ابن مردیہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن مردیہ﴾

اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:

عید بن آدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاہلیہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحرا کے بیچے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوبارہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

﴿احمد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں نبی کریم ﷺ نے مالک (دوزخ کا وارث) کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ و غضب پھیلتا جاتا تھا۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج، میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صحرا کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ کیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا۔

پھر فرشتے نے کہا: اس تیسرے میں سے لیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اگر آپ اس جام شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ کی امت دین فطرت پر کبھی مجتمع نہ ہوئی۔" پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

﴿ابن مردودہ﴾

### بیت المعمور کی زیارت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لیا، یہی وجہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کیلئے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اترے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: روزانہ کی پچاس نمازیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

### حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ترغیب دیں کہ وہ جنت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوائی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب، لطیف اور پاکیزہ ہے نخلستان، باغستان اور پر کیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "وہ کثرت کے ساتھ (اور معافی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

(ابن ابی حاتم ملین مردودہ)

### حضرت آدم علیہ السلام کا دائیں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبریل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زمزم سے

دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان و حکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ بعد ازاں کچھ سینے کو ملا سلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے کہا: کون ہے؟ جواب دیا: جبریل! پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہاں ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: ان کی طرف بھیجا گیا۔ ہاں! کہا: ہاں، پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اس کی وہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں، جب وہ وہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے، پھر اس نے کہا: ”ابن الصالح اور نبی صالح کو مرحبا۔“

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دونوں جانب ان کی اولادوں کی رو میں ہیں۔ وہنی جانب شے جماعتیں الہی جماعت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی، جب وہ وہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان نہیں کی۔ (بخاری، مسلم)

### شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ سنی:

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ابن حزم رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ایوب ابوبہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔  
سدرۃ المنتہی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں ان کو لے کر واپس ہوا، یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے بتایا: پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائیے اور کسی کیلئے درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور مجھ

لو کہ میرے حضور ہات میں جہد ملی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: ”آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے“ میں نے کہا: ”اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔“ اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہی پہنچا۔ میں نے اسے مختلف رنگوں میں ڈھانپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں۔ بعد ازاں میں نے جنت کی سیر کی، وہاں موتیوں کے قہرے دیکھے اور اس کی مٹی مکھ کی تھی۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا: ”کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔“

﴿مسلم﴾

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے دوسری سند کے ساتھ ابو نعمرہ سے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابراہیم مجھ سے بہت مشابہ تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و قائم سے بہت زیادہ مشابہ تھے، یعنی مجھ سے (ﷺ) ﴿ابن مردویہ﴾

حضرت وحید کلیبی رضی اللہ عنہ اور سفارت روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت وحید کلیبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ قصص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام“ تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام ”قیصر صاحب روم“ لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: ”اے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی سے اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو ”صاحب روم“ کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا ”صاحب“ ہی تو ہوں او ان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔“ اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

”اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجالاؤں (اور ان کے دھوکا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔“

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ”اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جو ان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا: میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے، جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آجائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ”اے روم کے دانشور! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے، ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔“ پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے کیا وہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیان مملکت اور تمام استغف و بطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے اپنے دفن و جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرنے لگا۔ کچھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔ وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر نہ وقار انداز میں کہا:

”اے میرے مشیر و دانشور! آج یہ کیا اضطراب ہے؟“ انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ”تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خانوادہ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔

قیصر نے پھر کہا: ”تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جاسکے گا۔“

لوگوں نے کہا: ”مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جاسکتی ہے، مگر انجیل کی مہریں توڑنا

بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔“

قیصر نے کہا: ”تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا پوچھ کر سکتے ہیں؟“ انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ ”بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔“ چنانچہ قیصر نے آخری ہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امراء کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: ”اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔“ ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہنا شروع کیا:

”اے شاہِ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کائنات ہیں۔“

قیصر نے کہا: ”یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں، پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔“

قیصر نے کہا: ”اللہ تعالیٰ سابقہ دور میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے، ان کے ماننے والے ہم فواہوں کے متعلق بتاؤ۔“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”ان کے پیروہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، جو شیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور روساء میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے۔“

یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: ”خدا شاہد ہے، انبیاء کے قبضین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، قلم اور اثر سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔“

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: ”اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیروان کے دین سے بھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان ٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صد اوقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: ”ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔“ قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟“

ابوسفیان نے جواب دیا: ”ہاں! اضافہ ہو رہا ہے۔“ قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس سے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے، لہذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو، اس میں میری تنہا راری اور تمام الہیان ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد ﷺ کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برا سمجھتے ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: ”وہ کیا بات ہے؟“ ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: ”محمد ﷺ (ﷺ) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو ”حرم“ کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ”ایلیا“ کہتے ہیں، پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔“

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ”تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ بطریق نے جواب دیا: ”میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا، مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا، جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر اسکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے، بڑھیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چونکٹ گر پڑی ہے یا

عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال اب رات میں اس کی درنگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور کے بندھنے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

”اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں، یہ کسی نبی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔“

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ”اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلا خوف و تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی بشر ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔“

رومی سرداروں نے ہرقل کی مہلقانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رو کر دیا بلکہ انتہائی براہین ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا روی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور براہی کو دیکھا تو نہایت دلالتی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

”اے سلطنت رومیہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو غصے پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔“

یہ بیان سننے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

(ابوہم)

### حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث پہ سلسلہ معراج

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی، مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا: آپ کے ہاوی اور پیشوا محمد (ﷺ) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ



ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ”صدیق“ ہوا۔ یعنی بہت سچا کہ مقام ذی طوئی پر جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر علیہ السلام کریں گے کہ وہ ”صدیق“ ہیں۔

﴿ابن مردویہ، حاکم، بیہقی﴾

### شب معراج فرشتوں کی امامت:

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب شب اسراء میں سموات میں پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی، میں نے خیال کیا کہ اب حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے، مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

﴿ابن مردویہ﴾

### حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جنتی خوشبو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا، میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا۔ پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے حلق میں نطفہ بن گیا۔ اس کے بعد میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے استقرار حمل ہوا اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے، تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

### فائدہ:

حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ اس کی مسند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ اسری کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۱۳ (تیرہ) سال سے کچھ زیادہ تھی۔ (ازمترجم)

### حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:

کلبی، ابوصالح رحمہما اللہ اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو میر کرائی گئی، اس رات آپ میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرما تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ اور ہم سب سو گئے۔ طلوع فجر کے

قریب نبی کریم ﷺ نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نماز عشاء پڑھی، اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔“

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرماتے تھے، پھر میں نے آپ کو موجود نہ پایا، اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے۔ وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت ٹھنکریا لے بال از دشتوہ کے مردوں کے مشابہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے، ان کی مشابہت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے اور میں نے دجال کو دیکھا جو دہنی آنکھ سے کانا تھا اور اس کی مشابہت قطن ابن عبد العزیز میں ہے۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ”اسراء“ کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تمام لیا اور کہا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا، جس کو سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ”محمد (ﷺ) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ کم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔“ پھر اس نے کہا: ”کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے پر سے گزرے؟“ فرمایا: ”ہاں! میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔“ قریشی نے کہا: آپ ﷺ اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتائیے۔ میں اس سوال جواب دینے سے قاصر رہا اور ٹوٹ آیا۔ میں گھر آ کر سو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلے کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی، پھر میں بیدار ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر دوبارہ جا کر کہا: ”تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا، لہذا سن لیجئے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے قحلاں لوگ بھی ہیں، یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا۔“ دوسرے روز بہت صبح سے لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ

کئے تاکہ آپ ﷺ کے قول کو جانیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آ کے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہاں! پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: ”کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔“ انہوں نے کہا: ہاں۔

﴿طبرانی، ابن مردودہ﴾

یحییٰ بن ابی عمر و شیبانی، ابو صالح رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ علی الصبح اٹھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سویا تو حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور حجر سے نچا تھا اور کان پلڑا ہوا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ خیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر پھوٹے اور جب وہ چڑھتا تو اس کے پاؤں دروازہ ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے، حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سوار یوں کو باندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ و سفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا، یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: ”اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہ ہدایت سے بھٹک جاتی۔“ پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ردائے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی قسم دیتی کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹلائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہو گئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی ٹکٹوں کو دیکھا، گویا وہ ایک ٹکٹن آلود کاغذ کی ٹکٹوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں، تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور سن کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقت

میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا: ”جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور کھنکریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قد اے تھے، یہ سمجھو کہ وہ ازد شتوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوز سے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔“

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا، مطمئن نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آئے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطمئن کا انکار سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اے ابن عدی! تو نے نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے، میں ہندو یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔“

قریش نے پوچھا: ”اے محمد (ﷺ)! بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔“ معاہدہ حکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ”الصدیق“ رکھ دیا۔“ پھر قریش نے کہا: ”محمد (ﷺ) ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فلاں قبیلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، میں ان کے کچاؤں تک گیا، مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں، اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ناکھیں فوت گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو حکیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ مجھ سے نظر

آئیں گے۔“ آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: ”یہ ساحر ہے۔“ اس کے بعد کچھ لوگ دیکھے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: ”ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔“ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الْوَعْدَ يَا أَيْتَانَاكَ إِلَّا قِيسَةً لِلنَّاسِ

﴿سورۃ فی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔“

﴿ابو یعلیٰ، ابن عباسؓ﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے، تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر بھیل گئی۔ حضرت عباسؓ آپ کی تلاش میں مقام ذی لویٰ تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں، انہوں نے کہا: ”رات ہی رات میں“ آپ نے فرمایا: ہاں!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں نکذریب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فمن، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو ”واقعہ اسراء“ کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیلؑ! معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔“

پہران میں سے کسی نے دریافت کیا: ”مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟“ چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو قعدہ بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءُءَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

﴿سورۃ فی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔“

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل یعنی مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔

❁ (اس پوری روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔)

## معراج کے سلسلہ میں مرسل روایات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر نبی کریم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے کم ہوگئی ہے اور واضح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اہل قافلہ کی خاکی اونٹنی کھوگئی ہے، اس پر تمہارا تجارتی مال واسباب تھا، جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ خاکی اونٹنی مکہ پہنچی اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر مریت سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کے سامنے لا کر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتادی مگر سوالات کرنے والے کفار جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

﴿ابو نعیم﴾

اسباط بن نصر رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل بن عبد الرحمن رحمہما اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لا کر آپ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتائیے کہ قلاں قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

﴿تذکرہ﴾

سورج شہر گیا قافلہ مکہ آگیا:

اسماعیل بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ نے بتایا۔ اس وقت کفار نے کہا: ”آپ یہ تو بتائیے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟“

آپ نے ارشاد فرمایا: "بدھ کے روز۔"

چنانچہ بدھ کے روز قریش، قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے، حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہو گیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:

"اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کیزخو

اور حیلہ جو قریش کو موقع نہ دے۔"

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو مہینوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے، جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

﴿یہی﴾

ابن جریر رحمہ اللہ، عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب اسراء میں حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کیلئے ایک جانور استعمال ہوا جو فخر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حد نظر اس کے ایک ایک قدم کی دستگیری، اس کا نام براق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا: کچھ نظرو آتا نہیں، بجز ہوا کے کیا ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو لے لیا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے راہ ہدایت کو اختیار کیا، آپ کی امت ہدایت پر رہے گی۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

واقعی رہنمائی نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کیلئے اپنے رب سے دعا کی تھی، لہذا آپ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفت کی شب میں اپنے مکان پر محو خواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کیلئے چلے، پھر یہ دونوں کرم فرشتے نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان لائے، اس کے بعد سیرگی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے چلے اور ہر آسمان کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو بجز صریح قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی، آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔

﴿اس کو ابن عساکر رحمہ اللہ نے روایت کیا۔﴾

﴿ابن سعد﴾

رب سے کلام:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "روایت" اور اپنے "کلام" کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام کیا۔  
﴿حاکم کتاب الرویہ﴾

شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:

مصنف کتاب، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقعہ ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں، جن کا علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابو نصر قشیری، ابن عربی اور کنکلی رحمہم اللہ شامل ہیں۔  
شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خوب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقعہ ہونے کا نکتہ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب یہ حالت بیداری یہ واقعہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بحث سے قبل روکے صاف تھے تاکہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔  
ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استنباط لیتے ہیں، جسے بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقعہ ہونے میں کوئی احتمال نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقعہ ہو تو اطمینان و تسلی کیلئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کیلئے ہے، بہر حال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا: مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔  
ابن السیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف ہے، اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تاکہ آپ کو دونوں جہتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں، اور یہ کہ آپ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں، ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے، اس کے برعکس پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یکبارگی یہ اعزاز و



اکرام بریکل مفاجات تھا جبکہ آپ نے ”بینا انا“ فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ روایت الہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا، اس کیلئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہم کلامی ایک معیار اور استعداد پر موقوف تھا، مگر رسول اللہ ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھائی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام ”مکثوف“ ہے۔ زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تا کہ آپ پار جا سکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کیلئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے، جیسی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے، اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تا کہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے۔ سب ہی آپ ﷺ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا ”کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟“

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دو بار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: ”اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا کرے گا۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات، شیر کار، دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جدا ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ نے یہ حالت خواب دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

”یہ زوجہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے، یہ ان کے قائم مقام ہوں گی۔“

﴿واقعی، حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن عیسیٰ تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم و حیا کو بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجود یہ کہ میں صغیر سن تھی۔

﴿ابویعلیٰ، بزار، حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سکران رضی اللہ عنہ، سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ”رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔“

”حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگا۔“ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا:

”آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ لٹچی ہوئی ہیں۔“ انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گئے، اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا مکہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے خالہ زاہد بھائی معاذ بن عفرہ کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ چھ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا: ”اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے“ آپ نے پھر پوچھا: ”ان بتوں کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟ ان دونوں بدنی مسافروں نے جواب دیا: ”ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا: ”تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا ادنیٰ، بے حس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر قیش چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔

پس اے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور سامری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، پادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے، نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی کرنے اور موروٹی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر اثر باتیں سن کر چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے قال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی: اے اللہ! جس دین کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکالا، پس مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا:

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“

﴿حاکم﴾

حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:

ابن شہاب رحمہ اللہ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس پہنچتے تھے تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا ٹھکانا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پر اثر طریق پر دعوت اسلام دیتے اور لوگوں کو فردا فردا بھی حکیمانانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔

ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو تو فتنی قبولیت نہ ہوئی، آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں غلگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عقبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ کے بلانے کیلئے بھیجا، اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟“ عداس نے جواب دیا: ”میں غنوا کا باشندہ ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”تم اس مرد صالح حضرت یونس بن متی رضی اللہ عنہ کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟“ عداس نے پوچھا: ”کیا آپ یونس بن متی رضی اللہ عنہ سے واقف ہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے واقف کر لیا ہے۔“

یہ جواب سن کر عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا۔ جب عقبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے، پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا: ”حقے کیا ہوا ہے کہ تو ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟“ عداس نے جواب دیا: بلاشبہ وہ مرد خاص اور ہادی دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسے شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور پر صرف رسول ہی سمجھتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی، حضرت یونس بن متی رضی اللہ عنہ تھا اس کی باتیں سن کر برادران عقبہ و شیبہ ہنسے اور کہنے لگے یہ قریشی کا من جھگھ کو تیرے دین نصرانیت سے بھیر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

﴿مسئلہ﴾

### طائف کا سخت ترین دن:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ”یوم العقبہ“ مجھ پر گزرا ہے جبکہ میں ثقیف کے سردار عبدالیہ لیل کے پاس بے نقس نقیس خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوت اسلام کو سن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رخ موز لیا ہر کشتی اور جہالت سے اعتراض کیے، لہذا میں واپس لوٹا۔ میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن و ملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں چل کر ”قرن الثعالب“ آگیا، افراتیم سے میرا سر برابر جھکا رہا، یہاں آکر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ آبر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ سایہ لگن تھے۔

پھر انہوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سردار ابن ثقیف کے کفر اور اس رویہ سے آگاہ اور واقف ہے، جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ ﷺ کو رنج اور تکلیف پہنچائی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا تا کہ وہ آپ کے غطاء کی تعمیل کرے۔“ پھر فرشتہ جہاں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو انہیں پہاڑوں کو ملا دوں تا کہ بنو ثقیف کچلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلا ب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

## قبائل عرب کو تبلیغ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست قبائل عرب کو خطاب کرنے اور دعوت اسلام دینے کا آغاز فرمایا۔ اور تحریک اسلامی حواری سرطے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مفروق بن عمرو اور ہانی بن قیسہ بھی تھے۔ مفروق نے سوال کیا کہ ”آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وفادار ہو، محبت کرو اور اخلاص عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکم الہی پر غالب آنے اور اس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھے، نئے ہیں حق، سچائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔“ یہ سن کر مفروق نے کہا:

”واللہ! میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی:

قُلْ نَعْبُدُ اللَّهَ قُلْ مَا خَرَّمْنَا مِنْكُمْ

﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: ”آؤ میں تمہیں پڑھ کر سنائوں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔“

جس کو سن کر مفروق نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔“

”میں اس کو کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین ان کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تہلیل کرتے ہو گے۔“

﴿یعنی﴾

بکر بن وائل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح:

رو۔۔۔ ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ

ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے، حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا، ہم ان دونوں اہل فارس سے مصروف پیکار ہیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ کہتے ہیں، اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی سامان کی قلت اور جدید اصول جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

”اس شریف صورت، اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم

مکہ میں ہم کو دعوت اسلام دی تھی؟“

جوانوں نے کہا: ”محمد (ﷺ)“ سردار لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ ہمارے لشکر کا نشان محمد ﷺ اور ہمارا نعرہ ”یا محمد ﷺ“ ہے پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوان آشی میں اس سلسلے میں ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے اس جنگ کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کر کے دکھایا، اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی ﷺ نے دعا کی:

اللَّهُمَّ انصُرْ بَكْرَ بْنَ وَاثِلَ (”اے بکر بن واثل کی نصرت فرما“)

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعائیں کلمات دو مرتبہ ادا کیے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرمایا رہے تھے تو حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مستحب الدعوات ہیں، جب آپ ﷺ ان کیلئے یہ دعا فرمائیں گے کہ ”ان کیلئے ہمیشہ نصرت رہے۔“ تو یہ دعا ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آ سکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابتداء میں جو دو بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سرور ہو کر جسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے غم سے بدلہ لے لیا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

نقیبوں کا انتخاب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس کتری سے بچانے کیلئے کہا:

”تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں دوسرے پیدا نہ کرے کیونکہ میں اس شخص کو منتخب

کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ اشارہ فرما دیتے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

## ہجرت کے موقعہ پر معجزات کا ظہور

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے، وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا، مدینہ، یثرب یا قسریں۔  
﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نکستی علاقہ پایا اور لاتین کے درمیان ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینہ کو ہجرت شروع کر دی۔  
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دیدے گا۔

﴿بخاری﴾  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سراقہ بن حشم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشیت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۃ النبین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے۔ اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہو، محمد ﷺ (تو تمہارے سے گزر بھی گئے۔

کافروں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے تو ان کو نہیں دیکھا، اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہو گئے، ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہو گئے تو کھڑی نے حکم الہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا۔

﴿ابن سعد﴾  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نے آکر اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ ﷺ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

﴿بیہقی﴾  
ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا حامل کمر سے باہر جانے کیلئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے "یسس والقرآن الحکیم" تک آیتیں "فَاَغْشَيْنَهُمْ فَهْمًا لَا يُبْصِرُونَ" کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ ترجمہ "اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجتا۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے، تب میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ”اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا ظَنَنْتُكَ يَا قَتِينُ اَللّٰهُ تَالِقُهَا

ترجمہ: ”تم کیا گمان کرتے ہو، دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔“

تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہیے، جن دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا۔ بجز سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا، اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس تلاش کرنے والے نے ہمیں پایا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

”اندیشہ نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی: ”اے اللہ! تو جس طرح مناسب سمجھے، ہمیں اس سے بچا۔“ تو گھوڑے کے پیر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر گھس گئے۔

سراقہ نے کہا: ”اے محمد (ﷺ)! میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ (ﷺ) کا مجروحہ ہے، میں جانتا ہوں کہ درگزر اور رواداری آپ کی فطرت ہے، پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس عذاب سے چھوٹوں، میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔“ رحمت عالم ﷺ نے دعا کی تو اس کا گھوڑا اکل آیا اور وہ اپنی جان کی خبر سناتا ہوا واپس چلا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹانگوں جیسی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا، آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کھڑسوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔“ پس حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو روک دے، اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! میں اب آپ کا فرمانبردار ہوں اور اطاعت کیلئے حکم کا منتظر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے، یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس بارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے:



ابا حکم واللہ لو کنت شامدا لا مرجوادی اذ تسبخ قوائمه  
 علمت ولہم تشکک ہان محمدا رسول بہرہان لمن ذایقاومہ  
 ترجمہ: "اے ابوا حکم! خدا کی قسم! اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے  
 کے پاؤں زمین میں جھنس رہے ہوتے۔ اس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ  
 برہان کے ساتھ رسول ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔"  
 ﴿ابن سعد بن حبیب، ابو نعیم﴾

### غار ثور میں جنت کی نہر جاری:

(ابن صعیف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار  
 ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غار کے دھانے پر  
 چلے جاؤ، وہاں جا کر پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر پانی پیا، وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ  
 سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر واپس آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نہروں  
 کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر  
 کا پانی غار کے دھانے تک لے آئے۔

﴿ابن عساکر﴾

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابوجحہ کو فی رحمہ اللہ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول  
 اللہ ﷺ نے عزم مہاجر ت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ  
 ان یسلم السعد ان یصبح محمد  
 من الامن یحسب خلاف المخالف  
 ترجمہ: "اگر وہ نیک بخت مسلمان ہو جائیں تو محمد (ﷺ) امن و آرام کے ساتھ رہیں  
 اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔"  
 قریش نے کہا: اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا تو ایسا  
 ویسا اور یہ اور وہ کرتے، پھر دوسری رات کہتے سنا گیا:

لما سعد سعد الاوس ان کنت ما نعا ویا سعد سعد الخزرجین العطفوف  
 اجبا الی داعی الہدی و نمیا علی اللہ فی الفردوس زلفۃ عارف  
 ترجمہ: "تو اے گوش و ہوش والو! سن لو، ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے، اگر تم اس کو  
 روک سکو اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔ اے سعدین!  
 تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فرجیت دوس میں مرتبہ عارقاں یا  
 درجہ معرفت کی تمنا کرو۔"

ام معبد کی بکریاں دودھ سے لبریز:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے یہ بات معلوم ہوئی، انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ایک جن مکہ کے زیریں علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار گنگنائے اور لوگ اس کے تعاقب میں پلے، وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا، حتیٰ کہ مکہ کے بالائی مقام تک پہنچ گئے، وہ کہہ رہا تھا:

جزی اللہ رب الناس خیر جزاءہ

ولیقین قالا خیمتی ام معبد

ترجمہ: "اللہ جو لوگوں کا رب ہے، جزا دے اپنی بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو، ان دونوں نے کہا: ام معبد کے دو خیمے ہیں۔"

بہت سے علماء نے جن میں بخوی، ابن مندہ اور طبرانی رحمہم اللہ وغیرہ نے ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضرات مکرم و محترم کے راہبر عبداللہ بن اسحاق تھے۔ خیر البشر دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام معبد خزامیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ و نیکو کار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپیٹی بیٹھیں تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے توضیح کی۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گوشت اور بھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان سے کچھ خرید لیں، مگر بے چاری کے پاس موجود نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: بیمار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت دو تو اس میں سے دودھ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: "اگر آپ ایسی بکری سے دودھ کیلئے پراسید ہیں تو میرا کیا ہرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔" تو اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور "بسم اللہ" پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے برتن میں دودھ دہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آگئے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا، پھر ابوبکر اور عامر رضی اللہ عنہما کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا، جب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن بھی لبریز ہو گیا، جوام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کیلئے سفر پر روانہ

ہو گئے۔ ام معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔ اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے بیٹے حالات بیان کیے۔ ابو معبد نے کہا: اسے اچھی بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہا شروع کیا: یہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا۔ چہرہ وجیہہ اخلاق پاکیزہ، جسم تنومند، آنکھیں روشن، قد سڈول، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گھٹیاں، ابرو باریک و باہمی پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پند چمکین و پند وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخ انور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خواہ صورت دور سے نظر ڈالیں تو بارعب نظر آئیں، کلام شیریں، جملے جامع اور مختصر، باتوں میں بلا کار اثر، قد ناک میں عجیب تعادیل نہ کوٹا، نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کی توجہ سے سماعت کرتے اور تعمیل کرتے ہیں۔ مزاج میں اعتدال، تندہی اور نہ سختی، ان کے مختصر ایہ اوصاف ہیں۔ ابو معبد نے کہا: ”ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہیں، جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

بنوئی نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور نبی کریم ﷺ نے نکالا تھا، مہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح و شام کثیر تعداد میں دودھ دیتی رہی۔

﴿ابو نعیم﴾

### مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانان مدینہ میں سے ہر ایک کی آواز تھی کہ آپ ﷺ اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناک کی مہار پکڑ لیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دشمنی کو چھوڑ دو، یہ دشمنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبیبنا محمد من جبار

ترجمہ: ”ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کس قدر راجھے

نگہبان پڑوسی ہیں۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ایک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر گایا:

طلع البدر علینا من لیلات الوداع  
و جب الشکر علینا ماعدا للہ داع  
ایہا المبعوث لیلنا بالامر المطاع

ترجمہ: ”چودھویں رات کا چاند ثنایات اور الوداع سے ہم پر تو اُلگن ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابلِ عمل (اور باعثِ فلاح) امور (کا تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔“

﴿یعنی﴾

اے مصیب بیچ کے تمین نفعے ہیں: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت مصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری (یعنی مسلمانانِ مکہ کی) ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شور و آواز علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقام ہجر ہو سکتا ہے یا مقام مدینہ۔

حضرت مصیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھ نہیں جانے دیا۔ میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات بچھلتے گزار دی۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا: شاید تم ہیئت کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو، پھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا، اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: ”اگر میں چند اوقیہ ہونام کو دے دوں تو کیا پھر تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟“ وہ اس پیشکش پر راضی ہو گئے۔ پس میں انہیں لے کر پھر مکہ آیا اور ان سے کہا: اس دروازے کی چوکت کے نیچے کھود کر نکال لو، پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور قبا پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے جا کر مل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا:

اے ابو بکر! بیچ کے تمین نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا جس نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہو، سوائے اس کے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو مطلع فرمایا ہے۔

﴿حاکم، یعنی﴾

## نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرمت میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے، میں بھی گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ اس وقت کہہ رہے تھے:

”یا ایہا الناس اطعموا الطعام و اشربوا السلام و صلوا الارحام و صلوا باللیل و للناس نيام فادخلوا الجنة بسلام۔“  
ترجمہ: ”اے لوگو! کھانا کھاؤ، کھل کر سلام کرو، صلہ رحمی کرو، راتوں کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سو رہے ہوں تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔“

﴿ابن سعد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی﴾

صفیہ بنت حنی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابویاسر بن اخطب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جب وہ دونوں آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے: ”کیا وہ نبی یہی ہیں؟“ انہوں نے کہا: ”ہاں۔“ خدا گواہ ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: ”کیا تم ان کی شناخت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”ہاں! یقین کے ساتھ۔“ پھر انہوں نے پوچھا: ”تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”عداوت اور مرتے دم تک عداوت رہے گی۔“

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، وہاں معبد کے آبادکار یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو کوئی دیں کہ ”لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ“ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الہی سے لاحق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرما دے۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام یہودی خاموش رہے، اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے وہ بارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انکار کرتے ہو، کچھ لوگ میں حاضر ہوں، عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ (ﷺ) ہوں۔ اس سچائی پر تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ چلے، ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے ہو سنا:

”اے محمد (ﷺ)! غم نہ جائے، حضور غم نہ جائے کے کلمات سن کر حضور نبی کریم ﷺ آواز کی جانب متوجہ ہوئے، ایک شخص نظر آیا، پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کر کے کہا: ”اے گروہ یہود! حق گوئی اور راست بازی کو اپناؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟“

یہود نے جواب دیا: ”انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آباؤ اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پسندی اور ایمان داری کے بارے میں تمہارے لیے ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔“  
اس کے بعد اس شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کے بارے میں ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر،

جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے، شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کی بشارت تم تو ریت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتظار تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو حکومت کی ذلت سے نجات دلائیں۔ یہ شہادتیں سن کر یہود نے جواب دیا:

”تو جھوٹا ہے اور شاید دین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ نہ بولو اور متغاد باتیں کرنے سے حجاب کرو، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی:

قُلْ اِنَّهُمْ اِنْ كَانُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَكُنُوْهُمْ بِهٖ

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا۔“

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

یہود کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں: کیونکہ ان کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا۔

(۱) بتائیے وہ کون سا کھانا ہے، جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

(۲) بتائیے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

(۳) بتائیے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی دھن باقی ہے تو تم سمجھ لو کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے غدر مانی کہ اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفا یاب فرما دے تو ہم رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود ”اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔“ اس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبدی بھاریوں نے کہا: ”یہ حقیقت ہے، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور نرم ہے، ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا ہے، غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے برملا کہا: ”آپ نے صحیح فرمایا۔“

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: ”تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔“

﴿امرو، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کجور کے تنے سے ٹپک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں پوچھو۔“ دوسرے نے جواب دیا: ”مت

پوچھو“ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرمادیں جو تمہیں ناگوار ہو۔“

ایک ادنیٰ توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا، جس کے بعد انداز خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

بَسْتَلَوْنَكُمْ عَنِ الرُّوحِ فُلِيَ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسوریہ سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ ابن مسوریہ نے جواب دیا: ہاں! خدا گواہ ہے یہی حکم ہے پھر کہا: اے ابوالقاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن اسحاق، ترمذی﴾

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا: آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ

”وَلَقَدْ آتَيْنَا نُوحًا بَنِي إِسْرَٰءِيلَ“

(سورۃ اسرائل)

ترجمہ: بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نور روشن نشانیاں دیں۔“

کے بارے میں پوچھیں، پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نو نشانوں کے بارے میں سوال کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، سرقہ نہ کرو، زنا نہ کرو، غیر واجب قتل نہ کرو، جادو وغیرہ نہ کرو، سود نہ لو، کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، نہ سزا دو، عفت مآب عورتوں پر تہمت نہ دو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر عظیم و لطیفان سے اور ہر منوعہ کام سے پرہیز کرو۔

ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم دونوں کو اسی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبوت رہے گی، یہود کا اس روایت پر پختہ

یقین ہے، اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

﴿ترذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہل کے قریب ظلمت میں۔“

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو ہل پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”غزواء و مہاجرین۔“ اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد، ان کیلئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ تر پھل کا جگر ہوگا۔“ اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ان کیلئے جنت کا وہ نخل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چرگا ہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔“ اس نے پوچھا: اس کے ناشہ کے بعد وہ کیا شے نوش کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مِنْ غِنَا لِنِهَا نَسْمَى مَسْنِيًّا“

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا: آپ ﷺ نے تمام جوابات درست فرمائے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔ ﴿مسلم﴾

حضرت یوسف ؑ کو سجدہ کرنے والے ستاروں کا نام:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا:

”اے محمد ﷺ! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف ؑ نے

اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریل ؑ آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اگر میں میرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کر لے گا؟“ اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔ ”حرثان، طارقی، ذیال، کفان، والفرع، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، صبح، بلیق، ضیاء اور لور۔“ حضرت یوسف ؑ نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر دینیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

﴿سعید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابوالعزم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا،



اس وقت آپ ﷺ سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا: قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا: محمد (ﷺ) قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ کے چہرے بھرے سے پہچان لیا، وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ سورۃ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ سلیم الطبع لوگ تھے، بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

﴿نبی﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ یہودیوں سے فرمایا: اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آبادکاری ضروری ہے، تو تم کہو: ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی موت دیدے۔“ مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کیلئے آمادہ نہ ہوگا اور اگر کوئی یہ دعا کر لے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا عذاب گلے میں حائل ہو جائے گا، نفس کی آمد و شد رک جائے گی، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”وَلَنُيَسِّرَنَّ لِلَّذِينَ آمَنُوا“ (سورۃ البقرہ) تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگئے بھیج چکے ہیں۔ یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔

﴿نبی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جرعتانی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد کچھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں، یا کاذب۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کے قریب بیٹھا اور کہا: اپنی منزلہ کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا: واللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مساوی تورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ صادق اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

﴿عبداللہ بن احمد ذوالکمال سند﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ و باؤں سے محفوظ ہو گیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین، سب زمینوں سے زیادہ و باء رسیدہ اور امراض آلود تھی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی:

”اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اے اللہ! اس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صباغ اور مد میں برکت دیدے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لیے صحت افزا بنادے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کر دے۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کے وبا مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جحفہ کی طرف نکل کرنے کی دعا کی پھر جحفہ کی حالت یہ ہو گئی کہ بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہوتا شاذ و نادر ہو گیا، اس کو وبا کی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک سیاہ قام، بد شکل اور پریشان بالوں والی عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیجہ پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس مدینہ کی وبا مہیجہ جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے وہاںوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں، اس شہر میں طاعون داخل ہو گا نہ دجال۔

﴿بخاری، مسلم﴾

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر کی باشندے جو ہجرت کر کے آ چکے تھے، بے چارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی: ”الہ العالمین اہم سے وبا کو نکل فرما دے۔“ ان دعا یہ کلمات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات یہ حالت خواب بخاری وبا کو مجھے دکھایا گیا، وہ کالی، بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے، پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کر دیا جائے۔

﴿ترمذی بن بک، ابن ماجہ، تہذیب﴾

ابو ہشام عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا آپ نے اس سے دریافت کیا: ”راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟“ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو کوئی ملا نہیں، البتہ سیاہ چہرے، برہنہ تن ایک عورت ملی تھی، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے۔

مدینہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو نیز میں مدینہ کے مد اور صناع میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کیلئے دعائے برکت کر چکے ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے رب کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔“

حضرت عبداللہ ؓ کہتے ہیں ہم مطمئن ہو گئے کہ مدینہ کی زندگی اور اس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

### مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:

ابن مطعم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی اس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

حضرت داؤد بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب حضرت جبرئیل ؑ کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اور اس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام جہالت کو اٹھا دیا گیا تھا۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

خلیل بن عبداللہ ازوی ؓ نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تاکہ آپ ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمائیں، اسی دوران حضرت جبرئیل ؑ تشریف لے آئے تاکہ آپ کو تائید خداوندی مل سکے۔

حضرت جبرئیل ؑ نے کہا: آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے، آپ نے اسی طرح کیا، پھر حضرت جبرئیل ؑ نے اشارہ کر کے حضور نبی کریم ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا، اس کو رفع کر دیا، آپ ﷺ کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

شمس بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پتہ یراقی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا۔ آپ نے قبائلیں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ کا اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

﴿طبرانی الکبیر﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

### تحويل قبلہ:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۲ سال بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، مگر حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ رہی کہ قبلہ نماز کعبہ اللہ کو کر دیا جائے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل ؑ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ میرے رخ کو یہو کے نکل سے پھیر دے۔“

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بہر حال بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔  
بہر حال نماز کیلئے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے، یعنی عرض دعا کے طور پر اس پر ارشاد خداوندی ہوا:

لَقَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔“

﴿ابن سعد﴾

قائدہ:

یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا، یہ حکم رجب یا شعبان ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر بن براہ معذور رضی اللہ عنہ کے پاس دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ قمری رکعت میں یکا یک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی، پس اسی وقت آپ ﷺ اور آپ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کیجے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اس کیلئے عام منادی کی گئی۔ حضرت براہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کیجے کی سمت پڑ گئے۔ (ازسراجم)

نماز کیلئے اذان کا طریقہ:

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلائے کیلئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کیلئے آوازیں دیں، پھر اصحاب انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہنر پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا، پھر اس نے اذان دی پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ نے اس ”قد قامت الصلوٰۃ“ کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ دیکھنا یہ حالت خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا لہذا اب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں، مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے، اس لیے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔“

﴿ابوداؤد و ترمذی﴾

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض اعلان صلوة بوق اور قرآن کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا، میں نے اس سے کہا: اے بندہ خدا! کیا ناقوس کو بیچے گا؟ اس نے پوچھا: ”تم اس کا کیا کرو گے؟“ میں نے جواب دیا: ”اس سے اقامت صلوة کیلئے اعلان کروں گا۔“ اس نے کہا: کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، اور وہ یہ کہ تم آوازوں سے کہو:

اللہ اکبر، اللہ اکبر اور پوری اذان کہی۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

## مختلف غزوات میں نصرت الہی اور معجزات کا ظہور:

غزوہ بدر میں معجزات کا ظہور:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔“

❁ اور فرمایا:

إِذَا تَسَافَعْتُمْ رِجْلَكُمْ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔“

❁ ایک اور جگہ ارشاد فرمائی ہے:

أَذْنَبُوا لَكُمْ إِذَا لَقِيتُمْ فِيْ غَيْبِكُمْ قُلُوبًا

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب لڑتے وقت تمہیں کافر قہوڑے کر کے دکھائے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو وہ

امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے، کیونکہ سفر شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ”آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں، تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں، اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لیں۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابو جہل پہنچ گیا اور اس نے کہا نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور فرمایا: میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابو جہل نے کہا: ”کس قدر بے خونی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجود یہ کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔“ اس کے بعد دونوں میں نہایت برہمی کے ساتھ تیز کلائی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

”اے سعد! اس قدر جذباتی نہ بنو اور ابوالکلم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو، کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔“

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تم لوگ مجھ کو طواف کرنے سے روکتے ہو، تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔“ امیہ (میزبان حضرت سعد رضی اللہ عنہ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے اس طرز عمل پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو خصر آگیا اور آپ نے امیہ سے فرمایا: تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالکلم تیرا قاتل ہے۔

امیہ نے کہا: ”کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہاں! یقیناً۔“ امیہ کے ذہن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔

وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تمہارے مدنی ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: ”اسیہ کا قاتل ابوالکلم ہے۔“ بیوی نے جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے مدنی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا: یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔ امیہ کے انکار کرنے پر ابو جہل نے کہا: تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں میں چلنا ضروری ہے، لہذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آگیا اور بدر میں مارا گیا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں حنفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبدمناف کا ایک شخص تھا، جس کا نام جہم بن الفضل تھا۔ جہم نے اپنے سر کو ٹپک دیا اور وہ سو گیا۔ پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس سے گھڑا تھا۔

لوگوں نے کہا نہیں! کیا پاگل پن کی باتیں کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار گھڑا تھا، اس نے کہا: ابو جہل، عقبہ، شیبہ، زمعہ ابوالختری، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے، اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابو جہل سے بیان کی۔ اس نے کہا: بنی مطلب کے جھوٹے کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

﴿یعنی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ اتنی ہی تعداد کشتی کے اصحاب طالوت کی تعداد تھی، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو ہی گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے موقع پر دو کافروں کو پکڑا جن میں سے ایک تو بھاگ گیا، ہم نے گرفتار کردہ مشرک سے پوچھا: تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے زد و کوب بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟" اس نے جواب دیا: "روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔" اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ لوگ ایک ہزار ہیں، اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔"

﴿یعنی﴾

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی سے دریافت کیا کہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک دن نو اور ایک دن دس۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر

آری تھی حتیٰ کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے؟ اس نے کہا: سو سے زیادہ نہیں، جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار ہیں۔

﴿تنبی: ابن سعد، راہویہ، ابن مثنی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا: ”جنگ شروع نہ کرنا، جب تک میں اجازت نہ دوں۔“ پھر آپ ﷺ مہری نیند سو گئے، اور پھر بیدار ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

﴿تنبی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکین میں اس شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا، چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شترسوار عقبہ ہے، لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے، اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔

وہ کہہ رہا ہے: ”اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عقبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔“ مگر ابو جہل اسکے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔

﴿تنبی: ابن شہاب نے اس روایت کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بوزھ کا کہا مان لیں گے تو بچ سکیں گے۔﴾

﴿تنبی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کیلئے سرفروشان اسلام کو حکم دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

﴿تنبی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا: ”اے دشمنانِ دین حق! تم نے راہِ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو مارنے اور مٹانے آ گئے جو ہر انسان کی بھلائی کیلئے حریص ہیں، خیر اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دعا گو کو حق تعالیٰ سے اتنا پر زور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا جیسا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بدر کے معرکہ کے وقت دیکھا۔

﴿تنبی﴾



## غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا، ان کی تعداد ایک ہزار تین سو سترہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر دعا کیلئے دست موال و راز کیے، اس قدر و راز کہ روئے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر کو درست کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبات کے ساتھ عرض کیا: "اے رحمت عالم ﷺ! اظہار مدعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا، یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔" اس موقع خاص پر اللہ تعالیٰ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِذْ نَسْتَجِيبُ لَكُمْ لِمَا تَسْتَجِبُونَ ۖ فَانْتَجَبَ لَكُمْ أَنِّي مُمِيعٌ ۚ كُمْ بِاللَّيْلِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَرْدُفِينَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو میں نے تمہاری سہیلی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔"

﴿مسلم بخاری﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدان بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کے داہنے اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جارحانہ شان سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

﴿واقعی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقع پر موجود تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام کو سمجھا تھا نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر چابک دستی سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران فضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہانے کی آوازیں سنیں۔ پھر کسی کی آواز سنی "اقدام حیزوم" یعنی خیزوم آگے بڑھ۔

﴿ابن اسحاق، ابن جریر، بخاری﴾

ابو قتادہ لہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مفرد مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، حتیٰ کہ وہ میری زو پڑ آیا اور میں اس پر وار کر رہا تھا کہ کسی نادیدہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن اسحاق، بخاری﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زدنی ہوئی۔ میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دراصل فرشتے لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں، مجاہدین اسلام کو ثابت قدم رکھنے اور ہمیشہ بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر محبوب ہیں ان میں جرات جنگ اور تاب مقابلہ نہیں ہے یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں اتحاد اور متحدہ انجیلی نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے:

إِذْ يُوْحٰى ذٰلِكَ اِلٰى الْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ مَعَكُمْ فَلْيَبْتَغُوا الْاٰلِهٰنَ اٰجِنُوْا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔“

﴿واقعی، بتاتی﴾

سائب بن ابیہش سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے، جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ قتل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا وقتیکہ ایک گورے رنگ، دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھا پا کر اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی مجھے اسی حالت میں اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

﴿واقعی، بتاتی﴾

حضرت عکیم بن خرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی خلیم میں ایک چادر گری ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چوٹیاں ہی چوٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر سوائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چادر فرشتے تھے، جو مدد کے لیے آئے تھے۔

﴿واقعی، حاکم، بتاتی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پستہ قد انصاری، بنی ہاشم کے طویل قد شخص کو پکڑ کر لائے۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس نے کراٹنے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا۔ جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجہہ آدی تھا اور اہل حق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ملک کریم تھے۔

❁ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابو ایسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک نموس اور گھٹسے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

کہ ایک انجی نے اس کام میں میری مدد کی ہے۔

﴿یعنی ابو نعیم﴾

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں جب گھمسان کارن پڑا تو ہم میں سے اکثر جی دار اور شجاع لوگ جن میں خود بھی شامل ہوں، صرف مدافعت لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

﴿احمد، طبرانی اور سبط﴾

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ میدان بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ننگر یوں کو لے کر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے ”وَمَا زَمِنْتُ إِذْ زَمِنْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ زَمَنِي“ (سورۃ الانفال) ترجمہ: ”اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“ کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ بن صیر ؓ سے روایت ہے کہ یوم بدر میں ابو جہل نے جہالت سے مملود عاکی، اس نے کہا:

”اے اللہ! محمد ﷺ نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈالوا دیا، اور ہمارے سامنے اس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں، ابھی سچائی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہی غالب آتا ہے۔“ پس وہ کچھ ہی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلام الہی بتا رہا ہے کہ ”إِنْ نَسْتَفْتِحُوا فَهَلْ جَاءَتْكُمْ الْفَتْحُ“ (سورۃ الانفال) ترجمہ: ”اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو وہ فیصلہ تم پر آچکا۔“

﴿ابن اسحاق، حاکم، یحییٰ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان ننگر یوں کی آوازیں سنی تھیں، جو بدر کے دن آسمان سے ماری گئی تھیں، گویا کہ وہ طشت میں گر رہی ہیں، پھر جب لوگوں نے صفیں درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ننگر یوں کو لے کر مشرکوں کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَمَا زَمِنْتُ إِذْ زَمِنْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ زَمَنِي

ترجمہ: ”اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ قریش کا قائلہ حسب معمول تجارت کیلئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ امیر قائلہ ابوسفیان تھے اور تمیں اور چالیس افراد ان کے ساتھ تھے، تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ منورہ کے قریب ان کے مقرر کردہ جاسوسوں نے خبردار کیا

کہ محمد (ﷺ) مع اپنے اصحاب کے تہارے قافلے پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ اس خبر سے ملتے ہی یوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں، ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوروں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پا کر قریش مکہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر یوسفیان ساحل کجورے سے اپنے قافلے کو احتیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ ”ظاہر ہے کہ خطرہ ٹل گیا“ اب تم لوگ واپس ہو جاؤ، مگر ابو جہل نے ازراہ نخوت (تکبر) انکار کیا اور کہا کہ ”میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے، تین روز تک پر تکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے یہ اس لیے کہ ان غریب الدیار اور لاچار مسلمانوں کے دل دل جائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال تک نہ آئے۔ مانیا تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔“

نبی کریم (ﷺ) نور رمضان المبارک دو ہجری مطابق پانچ مارچ ۶۲۳ء کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور نبی کریم (ﷺ) ”داوی زقرآن“ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سرو سامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا ناپسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لیے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔“

حضور نبی کریم (ﷺ) کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم کو جو حکم ہو قبول کیلئے حاضر ہیں، لیکن حضور نبی کریم (ﷺ) کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی۔ وہ یہ تھی ”اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔“ یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) بھی انصار سمجھے گئے اور فوراً عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول اللہ (ﷺ)! شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے، اللہ جانتا ہے اگر

آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلا خوف سمندر میں کود پڑیں۔“

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور نبی کریم (ﷺ) کو خوشی ہوئی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ (ﷺ) کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرہ بکیر بلند کیا۔

﴿پیشی: برہم﴾

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا۔ اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب نے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے

اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ لگی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور نبی کریم ﷺ نے اترنے کا حکم فرمایا: جناب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ”یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے، مشورے اور چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ یا حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ خود میری رائے ہے۔“ حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرد گاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیں اور اپنے لیے حوض بھر کر ارد گرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں، ایک قطرہ آب نہ پاسکیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تجویز کو سراہا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور با عظمت قائد فردکش ہوا، اسی میں ایک جانب صاحب خلق عظیم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک ساتبان بنایا گیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

### غزوہ بدر میں بارانِ رحمت کا نزول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ سے رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگ زار ایک ہموار سطح اور نچھوڑا ہوا بن گیا۔ ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے بڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے پختہ چلی مٹی کا اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ بارش سے لیس وار دلدل بن گیا، وہ چلنے ہوئے اس پر ضرور پھسلے اور بغیر گرے نہ بچتے، معرکہ بدر میں ان کی یکسر جہاں اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے:

اذ يغشيكُم النعاسُ انة منہ و ينزل علیکم من السماء ماء ليطہرکم به و  
يلعب عنکم رجز الشیطن و ليربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام۔

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے جبین (تسکین) بھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔“

﴿ابن سعد﴾

### حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی آنکھ درست:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت قتادہ بن نیمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو

ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پورا ڈھیلانکل کر رخسار پر آ پڑا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے جلتے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

﴿ابن سعد﴾

### مقتول مشرکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جن میں ان کے مقتول بھردیے گئے تھے اور کہا: ”اے فلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، وہ تو ہم پانچے اور جو وعید تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ”میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں، تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔“ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سرزنش کو سنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز دعا مانگی: خدایا! مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو نوفل کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اسی کیلئے تمہے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا۔“

وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاصْصِرْهُمْ هَاجِرًا جَمِيلًا ۚ وَذُرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ  
أُولَىٰ النُّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝

﴿سورۃ مزمل﴾

ترجمہ: ”اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو۔“

﴿واقفی، نسبی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورۃ نازل ہونے کے بعد زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدان بدر میں جمع کر دیئے گئے اور پھر سرشبہ کو ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے، ہیٹھ کیٹھ توڑ دیا۔

﴿نسبی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، قریش کی ایک جماعت آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان بدقتاشوں کو شرارت سوچھی، کہنے لگے:

ہم میں سے کوئی ایک شخص جائے اور فلاں مقام پر جو اوچھڑی پڑی ہے اسے لا کر محمد ﷺ کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بد بخت اٹھا اور اس کو لا کر رجالت سجدہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں پر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ سجدے سے نہ اٹھے اور کافر قلب و ذہن اور مسخ فطرت لوگوں کو اپنے عمل اور حرکت کے بعد اس قدر مزہ آیا، اس قدر ہنسے کہ کثرت ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔ کسی بندہ خدا نے جا کر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی تھی، آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے علیحدہ کیا اور مشرکین کی اس قدر نازیبا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا: ”اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے“ تین مرتبہ اس کلمہ کو عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بدو عا کی:

”اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابو جہل)، عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ امیہ بن خلف، عقبہ بن معیط اور عمار بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے“

﴿بخاری، مسلم﴾

### ابو جہل عذاب میں گرفتار:

قصصی، رشیدیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ میں میدان بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلا ہے اور اسے ایک شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ پھر نکلا ہے اور اس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابو جہل کو دیکھا ہے اس پر قیامت تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

### یوم فرقان:

موسیٰ بن عقبہ، اور ابن شہاب رحمہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست و خوار کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی کھست کی بنا پر نہ جھک گئی ہو، گویا یہ دن ”یوم فرقان“ تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

### لکڑی تلواریں بن گئی:

حضرت عمر بن عثمان جمہی رحمہما نے والد سے اور انہوں نے اپنی بہو بھی سے حدیث بیان کی کہ عکاش بن محض رحمہما نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو کھست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

﴿اے نبی اور ایمان عسا کر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔﴾

﴿واللہ ی﴾

اسامہ بن زید نے واؤد بن حفص سے انہوں نے عبداللہ شہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی نکواری بدر کے دن نوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمادی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ بکجور کی ٹہنی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ نکواری بن گئی، وہ نکواری بدستوران کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

﴿واللہ ی﴾

حضرت عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "التم غلبت الروم" (سورۃ الروم) "رومی مغلوب ہوئے۔" کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اول فارسیوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدر میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایمان کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی، چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَوْمَئِذٍ يَقْرِخُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ"

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: "اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔"

حضرت عبید اللہ کی شہادت:

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بدر میں اپنے قہر کے اندر تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ! واہ!" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ اظہار مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس آرزو میں کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ تم وہیں پر بسو گے، پھر آپ نے تھیلے سے کچھ بکجوریں نکالیں اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا:

خدا کی قسم! اگر زندہ رہا تو ان کو کھانا رہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے، پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی بکجوروں کو پھینک دیا۔ یہ نہان کر جھوٹے غرور و تکبر کی چال چلتے دن کی طرف بڑھے، بائیں ہاتھ کی ڈھال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنان اسلام پر آفت ناکہاں بن کر نوٹ پڑے اور پھر حیات ماضی سے ابدی زندگی کی طرف طرف منتقل ہو گئے۔



وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔“

﴿ابن سعد﴾

**گستاخ عقبہ بن ابی معیط واصل جہنم:**

یہ منہج حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی مصیبت پیدا ہو گئی، اپنے دوست سے کہنے لگا:

”مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کمزورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟“

اس نے بتایا: ”اس صورت یہ ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔“ عقبہ بن نصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑا دوں گا، تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا: مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔

لوگوں کے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ”ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقد دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پا سکیں گے؟“ پس وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقد پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی ہتھیار نے اس کو ایک پھیل زمین پر لاکر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر نے اس کی گردن ہار دی۔

﴿ابو نعیم﴾

**حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:**

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں، فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ذبح کیا ہے اور تم نے ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں وصیت کی ہے اور اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں بچوں فضل، عبد اللہ اور قثم کا ہے۔“

حضرت عباس ؓ نے کہا: میں یقین کے ساتھ کچھ چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں اور مالِ فتن کرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

### ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

حضرت عروہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور ثویبہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے یہ حالت خوابِ بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کس حال میں ہو؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت بھی نہ پائی، بجز اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور انگلیوں کے درمیان کڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

❁ (ثویبہ ابولہب کی لوٹھی تھی جسکو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی میں آزاد کروا دیا تھا۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

### قباث بن اشیم لیشی کا ایمان لانا:

حضرت ابان بن سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قباث بن اشیم لیشی کے قولِ اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اظہارِ واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ مکہ میں محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”قباث بیٹھو! تو وہ تم زودہ اور خاموش بیٹھ گیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم یہی سمجھتے ہو نا کہ اگر خواتین قریش ہی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آئیں تو وہ بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھاگ دیتیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قباث نے عرض کیا: اس ذاتِ جل و علی کی قسم! گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ہماری ہدایت کیلئے بھیجا کہ ان باتوں کیلئے میری زبان نے حرکت کی نہ لب بٹے، میری آواز نکل نہ کسی نے اسے سنا۔

اے واقعہ اسرارِ ایہ تو ایک وجدانی تاثر، ضمیر کی کیفیت اور دل کے زانو میں بند شدہ بات کا آپ ﷺ ذکر فرما رہے ہیں۔ بے شک و شبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبده و رسوله

﴿بیہقی﴾

### حضرت عمیر ؓ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت موسیٰ بن عقبہ ؓ اور حضرت عروہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے، دونوں بزرگوں نے

جان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ واپس پہنچا تو اطلاع پا کر عبید بن وہب بھی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا: ”بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدرزہ اور بے کیف ہے۔“ عبید نے اس کی بات سن کر آہ سرد بھری اور بولا:

”سچ کہتے ہو، زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا۔ ہر شے اجنبی اور منظر سنسان اور زمین و آسمان اداس معلوم ہوتے ہیں۔“

تھوڑی دیر توقف کے بعد عبید نے پھر سکونت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا: ”اے انجی صفوان! اگر میری گردن پر بار قرض نہ ہوتا اور اہل و عیال کی کفالت اور ضروریات کیلئے امداد نہ ہوتا، تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (ﷺ) کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ) اور اگر نامعلوم وجہ کوئی مانع آجاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے، میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ ان سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔“

عبید کی یہ منجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا:

”اے شریک رنج اور راز دار عبید! تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل و عیال کا نفع دہی ہوگا جو میرے اہل و عیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔“

اس کے بعد صفوان نے عبید کیلئے ایک گھوڑے کا انتظام کیا، درخت سفرویا اور ایک عمدہ تلوار میقتل کرنے اور وحاہ بنانے کیلئے اہنگر کے حوالے کی۔ عبید نے صفوان سے کہا: ”اس منصوبے کو میرے لوٹ آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔“ اس کے بعد عبید روانہ ہوا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمرؓ بھی آگئے اور حضرت عمرؓ غار وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: آؤ عمر بیٹھو، پھر عبید سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا: عبید تمہارا آنا کیونکر ہوا؟ عبید نے جواب دیا: ”اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عبید مردانگی کے خلاف۔“ عبید نے پھر کہا: ”میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول و قرار کیا ہے؟“ عبید نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا: ”کیا کہہ رہے ہیں، آپ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں صفوان نے ایک خالص مقصد کیلئے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل و عیال کا قلیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟ عبید نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ میں تو راسم ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ سے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرار و راز دار نہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال

ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس درجہ پر سربستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لاتا ہوں۔" اس کے بعد حضرت عبیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ واپس ہو گئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الہی ہوئی مسلمان ہو گئے۔

﴿نبی، ابومیم، طبرانی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتار بنا بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

﴿نبی﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا، آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّالَئِیْنِ ذٰلِیْعٍ ۝ (سورۃ الطور) ترجمہ: "بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونے والا ہے، اسے کوئی ٹالتے والا نہیں۔"

﴿ابومیم﴾

## غزوہ عطفان کے موقع پر معجزات کا ظہور

محمد بن زیاد، ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمن بن ابی بکر رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ عطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہاں جماع دشور بن حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے۔ اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ ﷺ کے کپڑوں سے نچنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتارے اور نمود کر خشک ہونے کیلئے پھیلا دیئے اور خود زیر درخت لیٹ گئے، بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے قائد بن ابن حارث سے کہا:

"اے دشور! تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے، اس وقت تو عمر (رضی اللہ عنہ) پر

قابو پاسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔"

دشور نے اپنی کمواری اور اپنی سرداری کا بھرم رکھنے کیلئے چلا آیا، یہاں تک کہ کموار کھینچ کر حضور نبی کریم ﷺ کے در و آبا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے پر وقار لہجے میں فرمایا: "اللہ"

ایکے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس کے سر کو زو میں لے کر فرمایا: ”مجھے بھی ہے کوئی بچانے والا؟“ دشمنوں نے عاجزانہ نیاز مندی کے لہجے میں جواب دیا: اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔“ پھر اس نے توحید اور رسالت کا اقرار و اعتراف کیا اور کلمہ شہادت ”اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده و رسولہ“ صدق دل سے پڑھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار کو واپس کر دیا اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خانہ بدوش بدوؤں نے کہا: ”انسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا، کچھ باتیں بنائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا، حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالت آرام بے خبر تھے۔“ دشمنوں نے کہا: ”اے ملامت کرنے والو! مجھے جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا، کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔“ لوگوں نے پوچھا: ”ہمیں بتاؤ“ دشمنوں نے بتایا: ”جب میں تلوار کھینچنے لگا (ﷺ) کے قریب پہنچا تو دفعۃً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں نیچے گر پڑا۔“

✽ ہمایو! خدائے واحد نے ان کو بچایا ہے بے شبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَسْتَطُوا إِلَيْكُمْ  
أَيَّدِيهِمْ فَكَفَّ أَيْدِيهِمْ عَنْكُمْ

﴿سورة المائدہ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیے۔“

﴿واقعی﴾

یہود کی عہد شکنی اور جلا وطنی:

یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ نے تین واسطوں سے ابن شہاب رحمہ اللہ سے حدیث بیان کی کہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ جلا وطنی پر راضی ہو گئے، انہیں اجازت دیدی کہ مقتول جانیداد میں سے اونٹوں پر بٹتا اور جس قدر لے جا سکو لے جاؤ، البتہ اسلحہ کے لے جانے کی ممانعت کر دی تھی، پھر وہ شام چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے اس غلط چدار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن کریم میں مناسبت فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ خَبِلُوا الثَّوْرَةَ، إِلَىٰ قَوْلِهِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

﴿سورة الحجہ﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے اموال ”فی“ کی قبیل سے تھے اور اموال فی خاص رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل و عیال کا سالانہ خرچ اس سے

چلاتے اور جو کچھ پچاس کوئی کتبیل اللہ استعمال فرماتے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

موسیٰ بن عقبہ زہری، روشید اور حضرت عروہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلابوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کیلئے یونقصیر کی طرف گئے، یونقصیر کے یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

”ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تشریف رکھیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد و تعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سائے میں بیٹھ گئے اور یونقصیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر پتھر گرا دے، اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد ازاں یہ آیا کہ یرمیاہ نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا الْفَيْحَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَسْطُورَ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ

﴿سورہ النامہ﴾

ترجمہ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔“

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کی پیشکش کی اور کہا جنگ و صلح میں ہم ایک ہیں اور متحد ہیں۔ یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو گھربار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کر لیا، مکانات گرا دیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگا دی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد نہیں کی چنانچہ یہود نے اب خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاوہ ہتھیاروں کے قابل منتقل سامان کو اونٹوں پر بھراوے جانے کی اجازت دیدی۔

﴿تبی، ابوجیم﴾

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے اٹھ کر یونقصیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا: میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت، علم و عزت اور برتری و عظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے کمالات کی جگہ کو ویران، سسٹان اور وحشت ناک صورت میں دیکھا، وہ اپنے اموال و جائیداد کو چھوڑ کر ذلت و خواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یردالت و خواری بغیر کسی وجہ کے مسلط نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو تو چلو ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام قبول کر لیں، خدا کی قسم اتم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں۔

﴿واقفی﴾

ابن السہیان ابو عمرو اور ابن جواس دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی بشر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے، ان دونوں بزرگوں کا سلام ان نبی کو پہنچائیں، پھر وہ دونوں فوت ہو گئے، اور ہم نے ان کے جسموں کو اسی سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔ مروی یہ ترغیب بن کر زبیر بن باطانہ نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف باطانی، اس کتاب تورات میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے، جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔ یہ من کر اس سے کعب بن اسد نے کہا: ”پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی اطاعت سے روکے ہوئے ہیں؟“ اس نے کہا: ”بس تم مانع ہو!“

کعب نے پر زور لہجے میں کہا: ”یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔“ زبیر نے کہا: ”تم ہی ہمارے پیش رو ہو، اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔“ اس کے بعد عمر بن سعدی کعب کے دروہ پکڑا ہوا، اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہونے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تفسیر کے محاصرہ کے زمانہ میں جبکہ وہ طویل ہو گیا تھا، ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت سر دھو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ”غفا اللہ عنک“ اے اللہ کے نبی! مسلمان اتنی جلدی طول ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگائیے، خدا کی قسم! میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر انڈا کچلا جاتا ہے، تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

﴿ابو نعیم﴾

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی ہجو کرنا بالآخر واصل جہنم ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کرام کے ساتھ ”فتح القرد“ تک تشریف لے گئے، جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا، اور حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی: بسم اللہ کہہ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، احمد، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ارس رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا، جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی، (اسی حدیث کو دائدی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

## غزوہ احد میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوسوی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا میں نے مکہ سرزمین نخلستان کی طرف ہجرت کی ہے، تو میں نے خیال کیا کہ شاید پیامد یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی، مگر وہ سرزمین نخلستان، مدینہ کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا: ”میں نے کھوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔“ اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے، اسی سلسلہ میں خواب میں پھر ”میں نے اسی شکستہ کھوار کو گھمایا تو وہ کھوار بہت اچھی درست حالت میں ہو گئی۔“ تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر بھیجی ہے، گائے سے مراد تو وہ بکلت ہے جو یوم احد مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھی اور وہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی، اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم احد کے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں مشرکین سے جنگ کی جائے، مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے، اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دینے لگے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے:

”اے اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ! آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے دقیق ہے،

آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔“

فرمایا: ”مسلمانو! کسی نبی کیلئے مزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن جسم اقدس ہتھیار باندھنے سے پہلے انگہ کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہی ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ ہے اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک دشمن کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے دشمن (کیش) سے مراد سردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری کھوار ذوالفقار میں رخسار آ گیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رخسار پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے سے قطع کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

﴿احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں



ایک کیش کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعمیر یہ لی کہ میں قوم کے کیش (مردار) کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعمیر لی کہ میری عزت میں سے کوئی شہید ہوگا، چنانچہ حضرت حمزہ ؓ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بھی کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار کا علم بردار تھا۔

﴿احمد، بیہقی، بزاز، حاکمی﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ ابن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اکثر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے سلسلے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ وہ صدمہ تھا جو جنگ احد میں آپ کے چہرہ انور کو پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

### گستاخ ابی بن خلف واصل جنم:

حضرت سعید بن المسیب ؓ سے روایت ہے کہ ابی بن خلف نے جب اپنا ندیہ ادا کیا تو اس نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نحوۃ اللہ ﷺ) کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا، آپ کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ و سامان حفاظت سے لدا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا کہ "محمد ﷺ اگلی مرتبہ توجیح گئے مگر اب کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

احد کا میدان کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا، اس کے تیور دیکھ کر جان نثاران رسول اللہ ﷺ نے اس پر اللہ موت چکھانا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے جسم پر سو داہ زرہ کے درمیان ترقوہ پر نیزے کی آئی کا چمکا لگایا، ابی زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرا اور مکہ طرہ تک زندہ نہ پہنچ سکا۔ راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے ہاتھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ قتل کی طرح ڈکرا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ کیوں اتنا شور مچا رہا ہے، تجھے تو ایک معمولی حراش آئی ہے، تو اس نے ان سے رسول خدا ﷺ کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ "میں ابی کو قتل کروں گا۔" اس کے بعد اس نے کہا: جسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گزری ہے اگر وہ اہل ذی الجوار پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے اور اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مر گیا۔

﴿بیہقی، رشیدی نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبد الرحمن بن خالد بن مسافر رضی اللہ عنہ نے بھی بروایت ابی شہاب رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔﴾

﴿بیہقی﴾

حضرت عبد اللہ بن جبیر ؓ کے ماتحت حیرانداروں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ گئے تو انہوں نے کہا: غنیمت اے لوگو غنیمت! مسلمان بھائی غالب آ گئے، تم کس انتقام میں کھڑے ہو؟ بس اب چلو غنیمت لوٹیں۔" حضرت عبد اللہ بن جبیر ؓ نے فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کی تاکید کو بھول گئے

کر آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کوند چھوڑنا۔

انہوں نے کہا: ”جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم کو مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہیے۔“ جب وہ وہاں سے بٹے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آگئے اور پھر صورتحال بدل گئی، یہی وہ صورتحال ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ لَكُمْ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الْبِلَادِ الَّتِي فِيهَا أَنْتُمْ

﴿سورۃ آل عمران﴾

یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر افراد شہید ہو گئے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو جلا کیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی کسی جگہ نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ یم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّوهُم بِأُذُنِهِ

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جس کا مطلب قتل ہے۔ حَتَّىٰ إِذْ فُتِنْتُمُ (سورۃ آل عمران) ”کہ جب تم نے بزدلی کی۔“ (اس سے مراد وہی تیر انداز ہیں۔)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا: ”تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں، تب بھی تم ہمارے شریک آ کر نہ بننا، جب رسول اللہ ﷺ قائم ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیر انداز لشکر میں آ کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیر انداز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے کھل مل گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا، جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا، تو اس جگہ یعنی نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہو گئے، ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہر (کامیابی کا پہر) تھا، یہاں تک کہ مشرکوں کے ساتھ یا نو طبردار مارے گئے، اس وقت شیطان نے آواز لگائی: ”قَتِلْ مُحَمَّدًا“ (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کے درمیان

ظاہر ہوئے اور وہ ہم نے آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا، اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ ہماری طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو گیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے روئے تاباں کو لہو لہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا: "اللَّهُمَّ لَنْسَ لَهُمْ أَنْ يَغْلُوْنَا" ترجمہ: "الہی ان کیلئے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔"

﴿امد، بیہی﴾

**نبی کریم ﷺ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام کی محافظت میں:**

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یوم اُحد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی داعی اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا، نہ اس کے بعد دیکھا، یعنی یہ حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہی رضی اللہ عنہ نے مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوار فرشتوں نے کسی اور جگہ (جنگ میں) قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم اُحد مسلمانوں کی طرف سے قتل نہیں کیا، جبکہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے، اور اقدی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشائخ سے آیت کریمہ: "يَلٰٓئِيْ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا" (سورۃ آل عمران) ترجمہ: "ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو۔" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور بھیل گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی۔ (اسے بیہی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت عروہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی؟ مگر جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو انھار دیا۔

﴿بیہی﴾

**حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت:**

اقدی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور خیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی چکی چلنے لگی۔ ہوا حائل ہو گئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے مٹا دی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر انہوں ہی کو قتل کرنے لگے۔

جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت معصب بن عمیر ؓ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیرودار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت معصب ؓ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا، اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

﴿ابن سعد﴾

### فرشتوں کا مدد کرنا:

محمود البید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حارث بنصرہ ؓ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عبدالرحمن بن عوف ؓ کے بارے میں دریافت فرمایا اس وقت حضور ﷺ ایک گھائی میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا: "میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔" یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔

حضرت حارث ؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (شرکوں) سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو فتح مندی عطا کرے گا۔ ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بتایا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو میں نے نہیں دیکھا! یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

﴿طبرانی، ابن سعد، ابن مساکر﴾

محمد بن شریف بکری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم احد میں حضرت معصب بن عمیر ؓ علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا دایا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا۔ اس وقت "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الامل" ان کی زبان پر تھا، ان کا بائیں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے، پرچم اسلام کو پیٹ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ ؓ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کہ "آہ" ان کی زبان سے نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں کم ہو جاتے۔

﴿نسائی، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبد اللہ بن عون ؓ حضرت عمیر بن اسحاق ؓ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد ؓ حضور نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا، جب کوئی تیر ان کی

طرف آتا تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابواسحاق تیر چھٹو! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو حلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

﴿ابن سنان، یحییٰ، ابن عباسؓ﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ذہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدایا! انہیں سزا دار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں، اس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور سہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہو گئی تھی وہ دور ہو گئی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اویں اور خزرج ایک دوسرے پر اظہارِ غرور کر رہے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

”ہم میں چار افراد ایسے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع قرآن کا

کام انجام دیا۔ یعنی حضرت معاذ، زید، ابی اور ابو زید (ؓ)۔“

☆ اویں کے لوگوں نے مقابلے میں کہا:

”ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے عرش جنیش میں آگیا اور وہ حضرت سعد بن معاذؓ ہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابتؓ ہیں اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں جو فہم الملائک ہیں اور وہ حضرت حظلہ بن ابی عامرؓ ہیں۔“

﴿ابو یعلیٰ، یزار، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حظلہؓ بہ حالت جب احد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہؓ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری چھوٹی بیوی نے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے نہ رو، یا پھر فرمایا ان کے لیے کیوں روتی ہو، فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے، جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید رحمہما اللہ سے انہوں نے زکادہ بن نعمانؓ سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم احد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر خساروں پر آگئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح (روشن) ہو گئی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا یوم احد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پہنچا گیا، جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو جہانِ اقدس ہم

ہو گئیں اور فرمایا الہی! قادیان کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنادے۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا۔ میں ان کو شہدائے احد میں تلاش کرتا ہوا۔ ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، نکوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بے انتہا کرب اور غمگینی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا۔

”اے اللہ کے رسول ﷺ؟ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں۔“ اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ ”اگر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی، تو اس کے لیے بارگاہ الہی میں کوئی عذر نہ چلے گا۔“ یہ بیانات دینے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

﴿حاکم، المستدرک﴾

واقعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا، باوجود کہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا۔ آپ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، اس کا نام نکل آیا، وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ

”وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل

گشت ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: والد محترم! میرے پاس آ جائیے! ہم دونوں ان

آرائش گاہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پایا جن کی خیر مجھ کو اللہ تعالیٰ

کے رسول ﷺ کے ذریعہ ملی تھی۔“

تو اے رحمت عالم ﷺ! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کے لیے دعا فرمادیتے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ احد کے روز شہید ہوئے۔

﴿بخاری، المستدرک﴾

شوق شہادت

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا:

”اے اللہ تعالیٰ اکل وادی احد میں جب معرکہ کارزار کرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے لڑو دینا وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، ہیٹ چاک کر دے، میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔ دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا مسئلہ کیا گیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

### حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دے تو انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا، اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ پھر وہ شہید ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

### عہد شکنی کی سزا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا، ان میں سے ایک ابو عزمہ مخجی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اس کی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابو عزمہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ارشاد فرمایا کہ ”آج کے بعد شرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچائیں گے۔“

﴿بیہقی﴾

واقفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم احد کے بعد شرکین ہم سے یازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے، یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

### حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معرکہ احد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں ڈھونڈنے نکلیں، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا

معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور حضرت زبیر علیہ السلام نے، ان حضرات سے دریافت کیا: "حزہ کہاں ہیں؟" ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے "اَنَا لَقَدْ وَاٰنَا لَيْهٖ وَاجْعَلُوْا" پڑھا اور بغیر آواز نکالے روئے نکلیں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عوف بن محمد ﷺ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد میں یہ نذرمان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حضرت حمزہ ﷺ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چبائوں گی، تو اس نے سید العہد اء الفتح دوران حضرت حمزہ ﷺ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور خلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی، تو اس نے اُگل دیا، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آتش و دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ ﷺ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

﴿حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

واقفی رحمہ اللہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ قبل اسلام سوید بن مسامت نے زیاد ابو مہذر کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد مہذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوم تک، یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں، پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور مہذر بن زیاد ﷺ دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقال کیلئے مہذر کی گھات میں رہا مگر حارث، مہذر پر قابو نہ پاسکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور مہذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھمسان کے دن کے موقع پر حارث مہذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑادی، پھر جب رسول اللہ ﷺ خراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ حارث بن سوید نے مہذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ منورہ کے مضافاتی علاقے قبا تشریف لے گئے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ باشندگان قبا نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں تو وہ سلام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید دوس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو عدیم بن مسعودہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مہذر بن زیاد کے قصاص میں گردن مار دو، کیونکہ مہذر کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث نے عرض کیا: مجھے اقرار ہے کہ میں نے مہذر کو قتل کیا ہے اور میری فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک و شبہ تھا، لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کی ادواء کی بناء پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس محصیت کے ارتکاب کی بنا پر استغفار کرتا



اور دیت ادا کرتا ہوں، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں، جب اس نے اپنی پوری بات کر لی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عدیم! اسے لے جاؤ اور گردن اڑا دو۔“ تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی، اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

یا حارب فی سنة من لوم اولکم ام کنت و یحک مطرا بجبریل  
ام کوف باہن زباد حین نقتله نغرة فی فضاء الارض مجهول  
ترجمہ: ”اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی فیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر الموس ہے، تم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی سے دھوکے میں رہے، اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفر کی راہ نہ تھی۔“

﴿ابن سعد﴾

### شہداء احد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا: میرے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ زمانہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے شہداء پر ایک مرجہ اور نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مہر کھدائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی، جیسی کہ احد کے روز دفن کے وقت تھی، نرمی سے ان کے جوڑ ڈی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بخاری رحمہ اللہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں یہ طریق وارد ہے کہ ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو بھر دیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی، اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۴۰ ہجری میں ہوئی تھی۔

﴿ابن سعد بخاری، ابوسعید﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت

شہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو ان کے ”احیاء“ کے بارے میں اب کسی منکر کو خیال انکار نہیں ہو سکتی۔  
ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

**شہداء احد کے مزارات سے سلام کا جواب:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا:  
میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الہی میں ہیں، تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس  
کے قبضے میں میری جان ہے، قیادت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

﴿تنبی﴾

ابن فرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن قبور شہداء کی زیارت کی اور فرمایا:

اللہم ان عبدک و نیک بشہد ان هولاء شہداء و انه من ذلہم اوسلم  
علیہم الی یوم القیمۃ ردوا علیہ

﴿حاکم، تبی﴾

عطاف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے احد کے مقابر کی  
زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں  
نے صاحبان قبور شہداء کو سلام کیا۔ میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آؤ، زنی، ہم تم کو اسی طرح  
پہچانتے ہیں، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رو گئے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

واقعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ خراعیہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا کہ میں نے سید شہداء  
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا: ”السلام علیک یا عم رسول اللہ“ (اے اللہ کے رسول کے  
عم محترم! آپ پر سلام ہو۔) تو میں نے اس کے جواب میں سنا: ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و بركاتہ“  
﴿تنبی﴾

**قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:**

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے اس مال کے  
پاس بچنے کا ارادہ کیا جو بن میں تھا تو مجھے رات نے آیا اور میں نے حضرت عبید اللہ بن عمرو ابن حزام  
رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پناہ لے لی اور میں نے قبر سے قرأت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے  
حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرأت کرنے والے  
عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرد و یا قوت کی  
قدیوں میں رکھتا ہے، پھر ان کو جنت کے وسط میں نکال دیتا ہے، رات بھر کیلئے رو میں اپنے جسموں کے  
پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں، پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

### خضراء الاسد کا معجزہ:

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابو سفیان نے عبد القیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد (ﷺ) کو بتا دینا کہ ہم ان پر چٹ آنے والے ہیں تاکہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں، جب وہ سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابو سفیان کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے اور اصحاب کرام نے کہا: "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عمرہ دے آنے میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی انہی کلمات کو پڑھا۔

### فائدہ:

غزوہ احد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے کہ "ہم نے حقیقتاً قابل تلافی حماقت کی ہے اور وہ یہ کہ محمد (ﷺ) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو ہمیں سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھائے بغیر چلے آئے اور وادی احد میں شکست جب دے چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینہ کے گھروں اور عورتوں اور رہے ہے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ کچھ کافروں نے کہا: اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی۔ راستہ میں قریش مکہ کو عبد القیس کا قافلہ ملا جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعہ یہ ہوائی پیغام دینے پر اکتفا کیا جس کا ذکر اوپر متن میں ہے۔

ادھر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر نہ فوٹ پڑیں، اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کے تعاقب میں چلو جس وہ اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حراہ الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا:

لَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِوَاقٍ ۖ وَالْمُؤْمِنِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ الْقَرْحَ ۖ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا  
سَبْعًا ۖ وَتَتْلُوا آيَاتِ عِزِّهِمْ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْيَوْمَ النَّاسُ لَدَىٰ جَمْعٍ ۚ لَكُمْ  
لَا حِشْوَةٌ لَّهُمْ فَرِادٍ ۚ وَفَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: "وہ جو اللہ و رسول کے بلائے پر حاضر ہوئے بعد اس کے انہیں رخم پہنچ چکا تھا ان کے ٹیکو کاروں اور پرہیز کاروں کیلئے بڑا ثواب ہے، وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتنا جزا تو ان سے ڈر دو تو ان کا ایمان اور زائد ہو اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کار ساز۔" ﴿از مترجم﴾

مسلمانوں کی ایک جماعت پر بنی بذیل کا حملہ اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ جماعت مغوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسکان اور مکہ کے درمیان تھی اور بنی بذیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشانات قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

”ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔“

حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہم کافروں کے عہد اور ضمان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے۔“ پھر دعا کی: ”اے ہمارے پروردگار! اس صورتحال کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے۔“

اسکے بعد کافروں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے، بالآخر شب شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دہش رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضرات کرام سے کافروں نے قول و قرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پا لیا تو کمانوں سے چلوں کو اتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا: یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرت ضعیب وزید رضی اللہ عنہما کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا چونکہ بدر میں حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا، چند روز ابن حارث کی قید میں گزرے تھے، ایک روز گھر کے کسی فرد سے، حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ ایک استرہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی، حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے ازراہ شفقت بچی کو رمان پر بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ لڑ گئی۔ حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: اے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتفاقاً میرے پاس پہنچ گئی ہے اب میں اس بچی کو قتل کر دوں گا، یہی بات ہے نا؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی، البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور لطف کی منتی تھیں، چنانچہ حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا: ”اے اس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آئندہ چند برسوں میں مسلمان ہو گئی تھی اور کہا کرتی تھی: ”میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے اپنے زمانے میں کہ مکہ میں کسی کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی ابھی زنجیروں سے بندھا ہوا،

مگر بایں ہر ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے، وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آ جاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔“

راوی حدیث نے فرمایا: وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی: ”اے اللہ! ان نافرمانوں، حد سے تجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن خالوں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔“

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اپنے پروردگار صورتحال کی خبر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔

نبی بذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی فحش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بدر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا، اور بذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھڑوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی فحش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

﴿ بخاری، بیہقی ﴾

### شہد کی مکھڑوں کا لاش کی حفاظت کرنا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلاف بنت سعد قرشی کی کے ہاتھ میں کر دیں، کیونکہ سلاف نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر کر دیا تو میں اس کے کاسہ میں شراب نوش کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول بنی نضیر اللہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی فحش کی حفاظت اپنے شہد کی مکھڑوں کو بھیج دیا۔

﴿ بیہقی ﴾

حضرت بریدہ بن سفیان اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے، تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا:

”اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں اور وہ میرا آخری سلام تیرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جائے۔“

”پس اے واحد و بے ہمتا، الرحم الرحیمین معبود! تو ہی اس کام کو کر دے۔“ خدا کی پیام رسانی

کے لئے ہرگز دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ معاف فرماتے ہیں: وعلیکم السلام

صحابہ کرام نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! کس کے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں؟“ صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

”تمہارے بھائی حضرت ضییب رضی اللہ عنہ کو کافر قتل کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت سے مجھے کر رہے ہیں۔“

پھر وہ دار کے تختے پر دعا کیلئے قبلہ رو ہوئے، ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا، اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ ہجران لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے وہ سب مشرکین ہلاک ہو گئے۔

﴿نبی، ابیہیم﴾

بے موسم انگور:

ماویہ باندی سے روایت ہے کہ حضرت ضییب رضی اللہ عنہ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے۔ میں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تر و تازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا۔ بازار میں اس کا کوئی دانہ۔

﴿ابن اسحاق﴾

میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:

واقعہ دی ریشیہ نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابوالبراء ایہم اور عبدالواحد بن ابی عون رحمہما اللہ وغیرہ شامل ہیں سے روایت ہے کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”اے قریشیو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو دینہ منورہ پہنچ کر محمد (ﷺ) کو قتل کر دے اور بدر کے بعد میرے اندر اور میرے اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو جذبہ انتقام جو جزن ہے وہ اس کا رروائی کے بعد کچھ سرد پڑ جائے، حالانکہ وہ بغیر کسی اندیشہ اور خوف کے تنہائیوں میں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔“ اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اجندہ دیہاتی سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

”اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے، اگر تم تعاون کرو تو دینہ پہنچتا ہوں اور محمد (ﷺ) کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور مطمئن اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دیتا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاتوں اور ہینتروں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خانیہ کے انداز کا ایک مہلک نیز بھی ہے۔“

ابوسفیان گنگو کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بہ غور جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا:

”تو میرا دوست ہے، نہیں پوری قوم کا درد مند ہے لو۔“ پھر اس کو ایک تیز رفتار اونٹ اور سفر خرچ دیا اور مدبرانہ انداز میں فصاحت کے طور پر کہا: ”تو اپنے ارادہ کو بہر صورت پوشیدہ رکھنا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتا دے۔“ بدو نے انھا اور رازداری کے خیال سے رات کو سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھ دن صبح کو ظہر الحرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اے شخص! کیا تو صحیح صحیح نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست کوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

بدو نے کہا: ”اے نادار انسان! مجھے موقع دیجئے اور میرے قول کو نادرست نہ سمجھئے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس اختلاف کہے گا، نادرست ہوگا۔ پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورت حال بیان کر دے۔“

بدو نے پوری صورت حال بلا کم و کاست بیان کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شے اور ہے؟ اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ یہ کہ تو دل سے یقین اور زبان سے اقرار کر لے کہ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔“

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: ”میں لوگوں سے نہیں ڈرتا، میرا دل ہمیشہ قوی اور ارادہ مضبوط ہے، مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا فہم فائر اور رہنمائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا۔ حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادہ سے باخبر ہو گئے، حالانکہ میں تیز رفتار سناٹنی پر ہر سارباں کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں، اور میرے ارادے سے نہ کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی رازدار۔“

ظاہر ہے کہ اس پر امرار نوعیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نگراں اور رکھوالا ہے اور یہی ایک بات اتنی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔“

**ستر (۷۰) قراء کی شہادت کا واقعہ:**

دشام بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیرومہو نہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ خمیری رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن

ظہیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن لمیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن ظہیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا۔ اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

”اے ہمارے مہربان آقا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، خبر پہنچا دے“ اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔ ﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا، ان قراء نے بد وقت شہادت دعا کی:

”اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔“ عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دستوں نے یہ دعا مانگی ہے:

”اللهم بلغ عنا لبينا ان قد لقيناك فر صينا عنك و رخصت عنا“

﴿مسلم، ترمذی﴾

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ پندرہ روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو کھڑے کھڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

﴿ترمذی﴾

والدی رضیک نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت ؓ نے بروایت ابو الاسود ؓ حضرت عمرو ؓ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمر ؓ روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن ظہیل نے حضرت عمرو بن امیہ خمری ؓ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہنچاتے ہو؟



انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا۔

آخر میں دریافت کیا، کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں! میں ایک صاحب کو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ عامر نے کہا: کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا، پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمیٰ کلابی نے ان کو بھالا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی اٹی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: "لَظْفُوتِ وَاللّٰہُ" یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت شہاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور اسے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا، لہذا میں پورے اذعان و یقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مغازی" میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عامر بن فہرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصول انفقوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان وزمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتاتی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عمروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

## غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے۔ واپسی کے دوران عضاتہ کے کثیر درختوں کی وادی کے درمیان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلولہ کا وقت ہو گیا اور آپ سرہ کے سایہ دار درخت کے سایے میں لیٹ گئے اور تلواریں درخت میں لٹکا دیں اور دوسرے لوگ جھٹوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلایا۔ جب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحرائی اہل بدو بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہنہ تلوار دکھا کر کہنے لگا: اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: ”ہاں! اللہ تعالیٰ، تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، اس نے اپنی تلوار قیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا، اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ سرزنش نہیں فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے تھکستان میں غزوہ کیا۔ ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام غوث بن حارث تھا آیا اور تلوار سونت کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: ”بولنے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: ”اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟“ اس نے کہا: آپ تلوار کا گھج استعمال کرنے والے اور اس کے اہل ہیں۔

مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غنودہ کرم سے کام لیں گے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا: میں تمہارے پاس خیر الناس (بہت شفیق) کے پاس سے ہو کر آیا ہوں، اس کے بعد راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ صفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدوی آیا اور تلوار تان کر سر ہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

”اے محمد (ﷺ)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ“ یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور تلوار رکھ کر چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے نماز کے دوران حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ، اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور جوان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھڑک کر حملہ کر دیں گے۔

اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔

﴿پہلی﴾

مسلم رحمہ اللہ نے ان نکتوں سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بہ حالت نماز دفعہ ثلث پڑیں، تو ان کے نکلنے سے نکلے کر دیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جو ان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتا کر نماز خوف پڑھائی۔

ابو یحیٰ زرقانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد مشرکین نے کہا: مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے، چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔

﴿دوم، پہلی﴾

الکلبوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے:

واقعی رحمہ اللہ نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ان کے قول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کیلئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں مقام عسفان میں تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی، ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ہیا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ ﷺ نے ”صلوۃ خوف“ کے طریق پر پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ تعنائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا آئینہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل

جائے تو ہمیں ہادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا حکم مان۔“ تو وہ درخت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیا، جس طرح کوئی اونٹ کو نگیل پکڑ کر لے جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔“ تو وہ دونوں درخت مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نظر اٹھی تو درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے اپنے دل سے باتیں اشارہ فرمایا، پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: ”جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ“ پھر آپ نے فرمایا: ”تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک دہلی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں درختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گسیٹا ہوا لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی دہلی جانب دوسری بائیں جانب گاڑ دی۔ میں نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں، مگر اے ہادی عالمہ ﷺ! کیا مجھ سے فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟

چنانچہ میرے سوال پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اے جابر رضی اللہ عنہ میں آہا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو

عذاب دیا جا رہا ہے، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان عذاب قبر اس وقت

تک دور رہے، جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔“

پھر ہم لشکر میں آ گئے، مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ (اعلان کر دو کہ لوگ

وضو کریں، پس میں نے منادی دی: ”اے بھائیو! وضو کرو، مسلمانو! وضو کر لو۔“ میں نے عرض کی کہ اے اللہ

کے رسول ﷺ! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔“ (حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا

رکھتے تھے تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً پانی ختم مہیا کر دیا جائے۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جابر! فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی

ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟“ میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے

پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرہ آب اس کی سلوٹ میں

ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزہ کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکے ہوئے جذب

ہو جائیں، پھر میں لوٹ کر آیا اور صورتحال حضور نبی کریم ﷺ کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ، میں گیا اور لے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: نکلن لانے کا اعلان کر دو، لوگ فوراً نکلنے لگے، جس کو آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا: ”اب بسم اللہ پڑھو کر پانی ڈالو۔“ میں نے قمیص کی، پس آپ کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں نکلن لہا ب بھر گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: ”اے جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کر دو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں۔“

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پیٹے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر نکلن جون کاتوں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے گرسنگی کی شکایت کی، جواب دیا گیا: بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا۔ ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا سی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا، جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکالیا اور سب نے شکر میرا ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قلاں، فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے عقدہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچویں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا، ہم پھر باہر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پلٹ نکالی اور اس کی کمان کی مانند کھڑا کیا، ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزرا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

﴿مسلم بخاری﴾

### گھڑ اور اونٹ کی تیز رفتاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ ست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اونٹ نہیں چلتا، اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں، میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا: اب چلو تو پھر میں نے راہ سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر سبک رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احترازا حضور نبی کریم ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا، میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”جابر! کہو کیا حال ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہے تمہارا

اونٹ جا کر اسے پکڑ لو۔“

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے ارشاد فرمایا تھا: مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر یہی فرمایا: میں گیا وہ نہ ملا، پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دے دیا۔

ہم اسی سفر میں تھے، میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا، میں نے کہا: ”لَهْفَافٌ بِمَهَائِي“۔ ”افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر“ قدم نہیں بڑھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا: میں نے اپنے اونٹ کی ست رفتار کی شکایت کی۔ آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کچوکا دیا اور وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار نہ تھا اور وہ مجھ سے اپنی مہار کھینچنے لیے جاتا تھا۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو حضرت علیہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور کہا: میں نے یہ انڈے اس کے آشیانے سے لیے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جابر ان انڈوں کو پکالو، پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا۔ میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ان انڈوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں بریاں انڈے اسی مقدار میں موجود تھے۔

﴿واقفی، ابوصمیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی النمار میں گیا، ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اسے کیا ہوا ہے، اس کی گردن کٹے۔ یہ بات متعلقہ شخص نے من لی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری گردن راہ خدا میں کٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راہ خدا میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جنگ یرامہ میں شہید ہوا۔

﴿بیہقی﴾

﴿غزوہ بنی النمار اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے۔﴾

## غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوم احزاب میں فرمایا: اس جارحیت کے بعد قریش کبھی منظم اور بھرپور جنگ اور جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا کہ قریش نے جب اپنے حلیف قبائل کو ناخوش کر دیا تو وہ انشاء اللہ اب ہم سے جنگ نہ کریں گے۔  
 ﴿ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔﴾

﴿بخاری﴾

### کھانے میں برکت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان اس میں آگئی۔ تو لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی چٹا ہوں، آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا، پس سردار کو نہیں ﷺ کدال لے کر تشریف لائے، چنانچہ چٹان پر ضرب لگائی اور وہ ٹکڑے ہو گئی، پھر مزید چوٹیں ماریں حتیٰ کہ وہ پاش پاش ہو گئی۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجازت عطا فرمادیں۔ فرمایا: جاؤ! میں گھر آیا اور بیوی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتنے دنوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا: کچھ نہ ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بچہ کو ذبح کیا اور گوشت کا آٹا پھوایا، گوشت پکے کو رکھ دیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، براہ کرم آپ ﷺ ایک یا دو اشکاخ کے ہمراہ گھر پر چلنے کی زحمت فرمائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”جابر رضی اللہ عنہ کھانا کتنا ہے؟“ میں نے مقدار بتادی، آپ نے ارشاد فرمایا: بہت خوب! جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا، میں نے اس پر چادر ڈال دی اور اعلان کر دیا کہ تمام مجاہدین اسلام باری باری آکر حضور نبی کریم ﷺ سے کھانا حاصل کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور پوریاں گوشت تقسیم فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سارا لشکر بہرہ یاب ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا: باقی ماندہ گھر پر لے جاؤ اور اس پاس کی عورتوں میں بادیہ کے طور پر تقسیم کر دو کیونکہ سب لوگ بھوکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

عبد اللہ بن علی، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریاں گوشت لایا گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابورافع! مجھے بازو دے دو۔

میں نے دے دیا، اس کے بعد پھر فرمایا: بازو دے دو اور میں نے دے دیا۔ تیسری بار پھر فرمایا: بکری کا بازو دے دو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا اگر یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا، تم برابر دیتے رہتے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن مساکر﴾

نمودار پتھر پر تین ضربیں اور تین بشارتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ اتراب کے موقع پر خندق کی کھدائی کیلئے تشریف لے گئے، کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو یمن و مدینہ کا رہائے گا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عوف مزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ غزوہ اتراب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا، اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا، تو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عجیب بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبرئیل ﷺ نے بتایا: آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبرئیل ﷺ نے کہا: ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبرئیل ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کر لیں گے۔

تو اے پرستار! حق! تم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزادی کی یہ بشارت ہے۔ منافقین نے کہا: مسلمانوں کو محمد ﷺ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسری کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے، حالانکہ تم لوگ خندق میں کھود رہے ہو، اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کر سکو، تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاذْهَبُوا إِلَى الْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدْنَاهُ اللَّهُ وَنُسُوهُ إِلَّا غُرُورًا

ترجمہ: ”اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔“

﴿ابن جریر، ابن سعد، ابن ابی عامر، ابی نعیم﴾

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اتراب میں خندق کھودی گئی تو ایک پتھر نکلا اسے



دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے، مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔ ﴿ابو نعیم﴾

یہ غیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرنے کیلئے ایڑ لگائی، وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا: اس کو ہمیں ہی دے دیجئے ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ غیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔ ﴿ابو نعیم﴾

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ  
مُسْتَهْزِئِينَ الْبِأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَذُلُّوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ  
مَتَى نَصُرُ اللَّهَ؟ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قباک اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف اٹھتے دیکھا اور ہر طرف سے زحمت کے سائے ان کی جانب بڑھتے لگے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ ”ززلوں“ کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور ”نصر اللہ“ کے ہم منتظر ہیں۔

﴿یعنی﴾

ہوا سے مدد کی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر ”مبا“ سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عدا کو ”ذہور“ سے ہلاک کیا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا: جس وقت ”احزاب“ کی رات ہوئی تو شمالی ہوا بنے کہا جنوب کی طرف جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی مدد کر تو جنوبی ہوا نے کہا: رات کو گرم ہوا نہیں چلتی ہے تو کافروں پر مبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔ ﴿ابو نعیم، ابن ابی حاتم﴾

نبی نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے ”لَا زَمَلْنَا عَلَيْهِمْ رِنَحًا“ (سورہ حم السجده) ”تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی۔“ کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت ”مبا“ تھی، جو غزوہ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سامنے کے دیگ چلوں پر سے اڑ گئے۔ ٹیموں کی رسیاں ٹوٹ

تنگیں، اور وہ پنچگوں کی طرح ہوا میں لہرانے لگے: ”وَجَنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا“ کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کا قتل کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔  
**مشرکین کی جاسوسی:**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سردی تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کون ہے جو ابھی جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور حالات کی خبریں لا کر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔“

اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا:

”اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! تم اٹھو اور یہ کام انجام دو۔“

میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے نخلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

﴿نبی﴾

**حضرت حذیفہ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے، تم پہنچو اور خبریں لا کر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بھی تھا اور میرے اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا، میں اطاعت و قیام کے جذبہ سے روانہ ہوا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے یوں کوشش دی کہ ”اے رب العالمین! حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے داہنے، اس کے بائیں، اس کے اوپر اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔“

انہوں نے بیان کیا: اس روز میں ”خبر“ خردینے والا جاسوس، خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے خفیہ اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار و موز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا۔ بایں ہمہ میرے اندر قطعی ہر اس پیدائش ہوا بلکہ میرے اندر کچھ اس نوع کی طمانیت تھی جیسے بحرین کے جرائی منصوبے کا سراغ لگانے کیلئے ایک خبری جاسوس روانہ ہو رہا ہو، سردی کا توڑ کر ہی کیا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے: ”کوچ کرو، کوچ کرو۔“ کوئی کہہ رہا تھا: ”ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زبردست اور تلپٹ کر چکا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے، ان کے سروں پر غلام تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی، مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے:

”اپنے امام اور سردار سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا۔“ اس کے بعد مجاہدین اسلام کے پرسکون ماحول سے گزر کر رسالت مآب ﷺ کے مستقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَلَا ضَلٰةَ لَكُمْ فِيهَا  
وَبِحَاثٍ وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا

﴿سورہ احزاب﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آمدمی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوہ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا: ”کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے حذیفہ رضی اللہ عنہ!۔“

”بہیک یا رسول اللہ ﷺ!“ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

”کیا تم نے میری بات سنی ہے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

”پھر کیا تمہیں اس کی قبیل میں کچھ ہٹ ہے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا۔

”نہیں تو! صرف سردی بہت محسوس کر رہا تھا۔“ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

”جہیں سردی محسوس نہ ہوگی، انشاء اللہ۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور خبریں لے کر لوٹے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی، مگر وہاں ہی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرنے لگا۔

﴿ابو نعیم﴾

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو عبرتناک شکست:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی کہ: ”اللَّهُمَّ فَتَرِ الْكِتَابَ سَرِيعَ الْحِسَابِ أَخْرِمْ الْأَخْزَابَ اللَّهُمَّ أَخْرِمْهُمْ وَذَلِّزْ لَهُمْ“

”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں قبیل فرمانے والے! تو احزاب کو ہریت دے، ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، خندق کی محسوری ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ابشروا الْمُؤْمِنِينَ“ مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ تین بار فرمایا۔

پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور ڈیریوں کو اکھاڑ پھینکا، دیگیوں کو الٹ دیا، مٹائیوں کو توڑ دیا، ان

کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ وادی کے پڑاؤ سے اس طرح سدھارے کہ ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں غزوہ احزاب کے موقع پر بیٹھ کر روز دعائیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی دعا تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔

﴿ابن سعد﴾

واقفی رضی اللہ عنہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز کھوڑے کو مہینزنگا کر پار کر لیا اور کہا: ”کوئی تم میں کوئی مرنے کا خواہش مند ہو تو وہ میرے سامنے آجائے، بے شک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی کھوار اور علامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی: اے اللہ! اس مغرور پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے گئے، حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسی پر زور آواز سے نکیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلنا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح کرا کہ اس کا سر کھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دوسرے طرف تڑپ رہا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

## غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہذا آپ تشریف لے چلئے، آپ نے پوچھا: کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہری سے سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ تیزی سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دروازے تک گئی، میں نے دیکھا تو وجہ کلی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ وقفہ کے بعد اندر آ گئے اور فرمایا: اس وقت حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے، مگر ہم نے اتارے اور مشرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حرامہ الاسد پہنچا دیا۔

﴿حاکم، مستدرک﴾

## فرشتوں کی مدد:

ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کر لیا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور سردھویا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیئے، فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا، ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح یاب کیا اور ہم بار تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا، مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے ساق انکار کر دیا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے علیحدگی اختیار فرمائی، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر کچھ اثر بھی ہوا۔ اسی عرصہ میں ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس صحابہ میں رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سنی فرمایا: آواز کسی نیک بخت کے فرزند کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

﴿نتیجہ﴾

بنی قریظہ کے ایک شیخ سے روایت ہے۔ اس نے ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا۔ اس کا نام ابن الہیمان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر شخص نہ دیکھا، وہ بزرگ ہمارے یہاں آکر ٹھہرا۔ جب بارش نہ ہوئی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے ٹکٹے سے پہلے صدقہ دید اور ہم ایسا ہی کرتے، پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور واللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگتی اور ہماری گستاخیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا:

”اے بنی اسرائیل! تم خیال کرتے ہو گے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں

کو چھوڑ کر اس خشک، بے آب و گیاہ، بجز اور بھوک والوں کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔“

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: ”سنو! اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر ہیں کہ کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کر کے آنے کا مقام ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔

اس نبی کے قیام کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کی بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا۔ ان کو ہر طرح سے خوف زدہ کیا جائے گا۔ ان کے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا پھرے ہوئے لوگ

منصرف ہو جائیں گے۔ اب یہود انہی قرظہ! میں تو محروم رہا، البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفادہ کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

﴿یعنی، ابوسم﴾

یزید بن رومان اور عاصم بن عمر رحمہما اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن اسد رضی اللہ عنہ نے نبی قرظہ سے کہا کہ اے گردو یہود! محمد ﷺ کا اتباع اور دعوت قبول کر لو، یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم ﷺ نے بشارت دی۔ یہودی نے اپنے پیشوا کعب سے کہا: آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور وہ دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں، ہم نے ان کے مطابق آپ ﷺ کو پایا ہے مگر اتباع و تھلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی یہی باتیں سعید کے دونوں بیٹوں ثعلبہ و اسید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کا سبب بنیں، جس رات قرظہ پر فتح پائی گئی اسی رات ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس روایات کے ماخذ ابن سعد رحمہ اللہ سے بروایت واقدی رحمہ اللہ ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ و اواد بن حصین از ابو سفیان مدنی بن ابی اسد رحمہم اللہ روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید کے دونوں بیٹے ثعلبہ و اسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نبی قرظہ کے لوگو! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور نبی نصیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ جی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن الہیمان دونوں عالم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔ ابن الہیمان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول کی) یہی صفت ہم سے بیان کی ہے۔

یہودیوں نے کہا: ہم تو ریت کو نہیں چھوڑ سکتے، جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کے آگئے، جس کی صبح بنو قرظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

### حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حیر کا جسے حبان بن عمرو نے ان کی اگل میں مارا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں ہی ان کا خیمہ نصب کر دیا تھا تا کہ مزاج پر سی قریب سے ہوتی رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک حضرت جبریل ﷺ آئے، اس وقت آپ سر اقدس غبار سے پاک و صاف فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: ”آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیے حالانکہ خدا کی قسم! ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف

چلے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کدھر!

حضرت جبریل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہود آپ کے علم پر اتر کے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کو حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کی طرف پھیر دیا۔ حضرت سعد علیہ السلام نے فرمایا: میں علم دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کی اموال تقسیم کر دی جائیں، یہ حکم دے کر حضرت سعد علیہ السلام نے دعا مانگی: اے العالمین! تو خوب واقف ہے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے میرے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا۔

اے اللہ! میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ جاری کر دی ہے اور اے میرے اللہ! اگر قریش سے یا کچھ دوسرے مخالفین اسلام سے سلسلہ جنگ اگر جاری ہے تو مجھ کو اس میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہنے دے اور اگر عرب اور قبائل کو تو نے اسلام کیلئے مغلوب کر دیا ہے تو پھر میرے اکل سے خون کو رواں رکھ، تاکہ وہ سارا خون تیرے دین کی جدوجہد میں بہہ جانے والا ہو جائے۔“

حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کی رگ اکل سے خون اسی طرح بہتا رہا یہاں تک کہ تمام خون بہہ گیا اور وہ قول خداوندی کے مطابق ”زندہ جاواں“ ہو گئے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَمْوَاتٌ ۚ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کے تیر لگا اور ان کی رگ اکل کٹ گئی اور خون جاری ہو گیا تو اس وقت انہوں نے دعا کی:

”اے میرے پروردگار! میری روح کو قبض نہ کر جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔“

اس دعا کے بعد رگ کا خون بند ہو گیا، حتیٰ کہ حضرت سعد علیہ السلام ان کے معاملہ میں ”سخم“ ہوئے، ان کے فیصلہ پر عملدرآمد ہوا، پھر اس کے بعد رگ اکل سے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔

﴿بخاری﴾

حضرت سعد علیہ السلام کیلئے آسمان کے دروازے کھل گئے:

حضرت ابن عمر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ان کی وفات پر عرش الہی کو جنبش ہوئی اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا: وہ کون بندہ صالح ہے جس نے وفات پائی ہے کہ اس کے لیے آسمان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الہی جہنم میں ہے؟ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

﴿یعنی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک بڑھا کر دیکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، تو میں ٹھہر گیا اور کچھ پیچھے بھی ہٹ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا، مگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟" ارشاد فرمایا: میرے لیے جہنم کی جگہ نہ تھی، تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

﴿ابن سعد﴾

نعمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میت سے زیادہ ہلکا کبھی نہ اٹھایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کون سی چیز مانع ہوتی۔ ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے۔ وہ میت کو تھارے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو وہ ایک بنو مندہ قوی جیش اور جسیم شخص تھے۔ منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم؟

اس کی وجہ غالباً ان کا وہ فیصلہ ہے جو بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن شریل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی نے ایک مٹی خاک اٹھالی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو مثل سنگ کے تھی۔ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مسرت و انبساط کی کیفیت کو آپ



ﷺ کے چہرہ پر دکھا گیا اور فرمایا:

الحمد لله، اگر کوئی قبر کے نقطہ سے نجات پانے والا ہوتا تو حضرت سعدؓ ضرور اس سے نجات پاتے۔ قبر نے ان کو ضم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرمادیا۔

﴿ابن سعد، ایہ نصیم﴾

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعدؓ کی قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا اور ہم کھدائی کے دوران مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابورافع یہودی کے قتل پر معجزے کا ظہور:

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ! تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہو گئی، جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

﴿بخاری﴾

سفیان بن یحییٰ ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں معجزے کا ظہور:

حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن یحییٰ ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزے اور کاہنے لگے گا۔ میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کاہنے لگا۔ پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کر لیا کہ میں پر قابو پاسکتا ہوں، تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا تمہیں سرخرو کرے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی تو حضرت عبداللہؓ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

﴿یعنی، ایہ نصیم﴾

## غزوہ بنی مصطلق میں معجزات کا ظہور

واقعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے حضرت سعید بن عبد اللہ بن ابی الایض رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی داوی سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دل عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا ”ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں، جن سے خشنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔“

باد جو یہ کہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور یہ غور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہو گئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان کی ہر ادا میں، ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔

مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ، خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

﴿تفسیر، ابومیم، واقعی﴾

منافقین کی موت پر تیز ہوا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا ایسی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آدھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا چیرا فوٹ ہو گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

منافقوں کی غیبت پر فرمایا وہاں اونٹ ہے لے آؤ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آدھی چلی تھی کہ وہ بعد

میں دن کے آخری حصے پر سکون ہو گئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا: ”اے مدینے والو! کیا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتلائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟“ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔ ”یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں سننے کیلئے آگیا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بے ہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے“ اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا: ”سن لو اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی سن لے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے، اے لوگو! جاؤ اور چا کر دیکھو۔“ وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے، اس کی ٹکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے، منافق اس ”دیدار شنید“ کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر طعنے کیا تھا۔ ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا، منافق نے سوال کیا: ”میں تم کو قسم دیتا ہوں۔“ کیا آپ حضرات میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”بھئی! ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی درپردہ نہیں نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا، بھگوان اللہ وہ رفع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہو گیا۔“ ﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا پللی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے، اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا پللی ہے۔“

﴿ابو نعیم﴾ حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو قیدی عورتوں میں ملیں۔ ان کا باپ فدویہ لے کر آ رہا تھا جب وہ وادی مصطلق میں پہنچا تو اس نے فدویہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سے عمدہ تھے۔ پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو وادی حقیق میں کسی طرف بانٹ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدویہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”وہ اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم

انہیں وادی عقیق میں باندھ آئے ہو؟“

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ بہت اچھے ظلم اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔  
﴿ابن مساکر﴾

## حدیث افک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو غرمیں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ پس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے یہ حالت پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد واپس کیلئے روانہ ہو گئے اور مدینہ پہنچے مجھے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا، میں انھی اور قضائے حاجت کیلئے ذرا قاصدے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی، اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو بزح غفار کا بنا تھا۔ تو میں اسی راستہ میں اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں دیر لگی، ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے۔ میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی وہ کہے کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں۔ پس انہوں نے نعل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔ میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر یعنی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوالیں گے، بیٹھے ہوئے آنکھیں بوجھل ہوئیں، غینہ کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے معتب کارواں پر مامور تھے۔ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس کے استرجاع (یعنی اللہ وانا الہہ وارجعون پڑھا) سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم میں نے چادر میں اور زیادہ چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا نہ میں نے سنا۔ وہ اونٹنی سے اترے، اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہو گئی اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیے، ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا، پھر ہناک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی

تشیہ اور اتہام طرازی کی وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

ہم مدینہ منورہ آ گئے اور میں بہ شیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہو گئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ سے کچھ کم چلا رہا۔ مجھے فقہ پردازوں کے الزام کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ حضور نبی کریم ﷺ کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ میرے لیے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوئی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ ہی بھی ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ رویہ بس اس حد تک تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے اور اسلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے: ”تمہارے بیمار کا کیا حال ہے؟“ اور پھر وہاں تشریف لے جاتے۔“

بہ فضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و نفاہت باقی تھی کہ میں مسطح کی بوڑھی ماں کے ساتھ فقائے حاجت کیلئے اسی جگہ گئی، جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتیں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتی تھیں۔

اتفاقاً ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنے چادر کے پلو سے الجھ کر گئیں، اور ان کے منہ سے نکلا ”مسطح ہلاک ہو“ یہ سن کر میں نے کہا: تم نے ایک بہت بڑی بات کہہ دی، کیا تم ایسے شخص کو برا کہتے ہو کہ جو بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ ام مسطح رضی اللہ عنہا نے کہا: ”حیرت ہے تم ایسا کہتی ہو؟ کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو مسطح بنا تا ہے؟“ میں نے ام مسطح سے پوچھا: ”مجھے یہ بتاؤ وہ کیسی باتیں بنا تا ہے۔“ پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور اسلام علیکم کر کے فرمایا: ”تم کیسی ہو؟“ اس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ”اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟“ میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دیدی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے واپسی والدہ سے دریافت کیا: ”اے اماں! لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اے بنی اتم خود پر نری کرو، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔“

میں نے کہا: سو کنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں، مجھے تو مسطح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی رہی پلک تک نہ بچپا سکی۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا اور جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیک

گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارہ بتایا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے افواہوں کو ہرگز پاؤ نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے:

”یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اہل میں، ہم تو بجز خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی ٹھگی نہیں فرمائی ہے۔ ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ کو ٹھگی سے پوچھئے وہ صحیح باتیں آپ کو بتا دے گی۔ ”حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

”اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟“ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”میں سچ کہتی ہوں، کوئی بات میں نے دیکھی ہے نہ ان میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں، بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں، نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوند کر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں، بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔“

اس مشورے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی کے پاس پوچھ کچھ کیلئے تشریف لے گئے اور میں دن بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی، مجھ کو خیال ہوا کہ شدت کر یہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے جب سے یہ افواہیں سنی تھیں، میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہر حال آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ کلمہ تو حید و رسالت پڑھا اور بعد فرمایا:

”اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی گئی ہیں، اب اگر تم پاک اور بری ہو تو انشاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گی ہو تو پھر تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے تادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔“

جب حضور نبی کریم ﷺ نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی ختم ہو گئے، اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا، میں نے اپنے والد سے کہا: ”میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔“ انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا: ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں؟“ پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی، آپ یہ جواب دیجئے۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا: ”سمجھ قاصر ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔“

بلآخر مجھے کہنا پڑا میں انھی۔ باوجود کہ میں کم سن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا، میں نے کہا: ”میں جان گئی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں، تو آپ ﷺ باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کر لوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و حالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات

سے بری ہوں، تو آپ تائید و تصدیق فرمائیں گے۔ میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے کہ جس طرح والد حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: "لَقَدْ جِئْتُكَ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ" (سورۃ یوسف) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔" اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہو گئی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری برأت فرمادے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرمادے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی، البتہ مجھ کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی غفلت و عصمت پر گواہی مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے خوراک اٹھائے بغیر نہ تھے اور افراتوق سے نہ کوئی باہر نکلتے پایا تھا کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقعہ پر ہوئی تھی وہ شروع ہوتی، حتیٰ کہ پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چکنے لگا۔ آپ ﷺ پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آپ نے نزول وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا،

✽ اور پھر کلام کی ابتدا ان الفاظ سے کی:

يَا شَائِسَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَأَكِ

ترجمہ: "اے عائشہ! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرمادیا۔"

اب میری ماں نے مجھ سے کہا: "عائشہ! اٹھو، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔" میں نے ماں کو جواب دیا: "اے میری ماں! اللہ کی قسم! میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی شہادت نہ کروں گی۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر "اِنَّ اللّٰهَ جَاءَ رَاٰ بِالْاَوَّلٰكِبِ" سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

علامہ زحشری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اقلک کے سلسلہ میں قرآن کریم کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے اس میں اعجاز و ایجاز اور احکامات و تنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہیں کہ مصیبت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں۔

تہمت طرازی اور سخن سازی کو منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا، جس سے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور خود رسالت مآب ﷺ کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچا تھا، اس کی وجہ سے انداز بیان میں شدت ہوئی ہے۔ ان کا یعنی زحشری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ہے کہ بت پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلہ اس سے کچھ کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاک ہارت و جہ رسول ﷺ کی طہارت و برأت کی حامل ہیں۔

قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنی پاکی خود بیان فرمائی جیسے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ

﴿سورۃ النبیاء﴾

ترجمہ: ”وہ بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ۔“

اس کے علاوہ بہ کثرت آیات تحمید و تذکیر میں وارد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک مانکر رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا: ”سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ“ (سورۃ النور) ترجمہ: ”الہی پاک ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔“ تاکہ عصمت آب خاتون نفس کی شہادت ہو جائے۔ سبحان اللہ و بحمدہ

محمد بن عبد اللہ بن جحش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے انہما اتفاقاً پر باتیں ہونے لگیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ حضرت صفوان بن معطل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سواری پر سوار کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ”اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تو بتاؤ جب تم حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ کے اونٹ پر سوار ہو رہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھ لیا تھا؟“

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ”حَسْبِيَ اللَّهُ وَبِعَمِّ الْوَيْكَلِ“ پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے بڑے اعتماد کا کلمہ پڑھا۔

﴿ابن جریر﴾

☆ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

إِنَّ الْبَلَدَيْنِ يَرْمَوْنَ الْمُخَضَّنَاتِ الْعَاقِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجمن پارسا ایمان والیوں کو۔“  
کے بارے میں نازل فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت ”إِنَّ الْبَلَدَيْنِ يَرْمَوْنَ الْمُخَضَّنَاتِ الْعَاقِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ“ (سورۃ النور) کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے انک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت مندرجہ ذیل تلاوت کی:

وَالْبَلَدَيْنِ يَرْمَوْنَ الْمُخَضَّنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلًا أَوْ كُفْرًا



جَلَدَةٌ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معاند کے نہ لائیں تو انہیں اتنی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے اس کے آگے کی آیت تلاوت کی:

إِنَّ الْبَلِيْنَ يَأْتُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”مگر جو اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔“

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ان لوگوں کی توبہ کے بارے میں ہے جنہوں نے کسی اور عام عورت پر قذف (”قذف“ تہمت لگانا، گالی دینا) کیا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی طرف قذف کو منسوب کیا ہو، کیونکہ حقیقت حال کے ظاہر اور عام ہونے سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ظاہر اور عام کیا، ان لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ قذف کے ثبوت میں شہادتیں مہیا کیں۔

تھیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”زنا“ اور ”قذف“ میں کون سا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ان دونوں میں بدترین فعل زنا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

إِنَّ الْبَلِيْنَ يُؤْمِنُ الْمُبْتَخَنَاتِ الْفَاطِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص ہے۔

﴿طبرانی﴾

ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ آیت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کسی نبی کی زوجہ مطہرہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

﴿طبرانی﴾

قبائل عربیہ اور عسکریہ کا اسلام قبول کرنا اور مردود ہونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبائل عسکریہ عربیہ کے کچھ افراد مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اونٹ، بکریوں والے چرواہے ہیں اور کھیتی باڑھی کرنے والے کسان نہیں ہیں، یہ لوگ مدینہ میں رہ گئے لیکن مدینہ کی آب و ہوا اور اس نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا، وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چرواہے چراتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو نو مسلموں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیئے رہے۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقام حرہ پہنچ کر اسلام سے بھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گوش میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی امر میں مر گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سریہ دومت الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

واقعی، ترجمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنو کلب کی طرف، دومت الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ وہ روانہ ہو گئے، تین روز قیام کیا اور ان کو دعوت اسلام دی، جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصمغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا، اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی بنو کلب کے بہت سے لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے قضاہ بنت اصمغ سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔

﴿ابن سعد﴾

واقعی، ترجمہ اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتھا اور مزید ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کراوے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔"

﴿ابن مساکر﴾

## واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور

حضرت مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ ذوالنظیر پہنچے تو ہدی کے جانوروں کے گلوں میں قلاوے ڈالے اور ان کا اشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور دید بانی کیلئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاہے اشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی دید بان حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا:

"قریش نے آپ کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کر لیا

ہے اور اس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے، راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔“

یہ اطلاع پا کر آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل و عیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں، جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکنے کا مقابلہ کریں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم زیارت بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلتے ہیں، جنگ و قتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، تو آپ بیت اللہ ہی تشریف لے جائیں، ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو سیل ارم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔“

اٹھائے راہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مطلع کیا کہ ”حضرت خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اس وقت ظلیعہ پر ہے، اس لیے داخلی جانب کا راستہ اختیار کر لو۔“

پس خالد کو پتہ نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمیعت و فوج کافر سواروں کے سر پر پہنچ گئی، جب رسالہ نے گرد و غبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے اٹنے قدم مکہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطح عریض پر حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے اٹھایا، چلانے کیلئے بھٹکایا مگر وہ اس سے مس نہ ہوئی، کچھ لوگ کہنے لگے: قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے، وہ جلتا ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر فرمایا: ”قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمات کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔“

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تسبیہ فرمائی اور وہ کچھ اچھلی اور سیدھی ہو گئی۔ آپ سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کر لیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا، اصحاب نے پانی کی صورت حال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

پس آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا: ”اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے چنانچہ قسمل ارشاد کی گئی، اس کے بعد خدا کی قسم! اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے، گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔“ قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنو خزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”میں نے بنی کعب اور عاصم بن لوی کو سدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے، ان کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں، وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے وہاں موجود ہیں اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ”ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارت کعبہ اور طواف عمرہ ہے۔ باوجود یہ کہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، ہزیمتوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن و سلامتی کے پیٹھی ہیں، بلاوجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے نہایت قریش! بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت مقرر کروں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں، اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں، تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے غم ہو جائیں یعنی ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں، ورنہ وہ جنگ کی مصیبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط ہی کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور امور الہی نافذ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کیلئے موانعات باقی نہ رہیں۔“

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا: میں نے محمد (ﷺ) سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے۔ بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہنیت لوگ بول اٹھے: ”ہمیں ضرورت نہیں ہے۔“ کچھ سنجیدہ، معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کون سی تجویز ہے، بتاؤ تو کسی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بغور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرنے کیلئے کھڑا ہوا، اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ: ”اے لائق احترام قریشیو! کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟“ جواب آیا: بے شک! کیوں نہیں پھر عروہ نے پوچھا: ”اور کیا میں بن طفولیت کی ابتداء ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا؟“ (یعنی بچپن سے میرا پرانا ماضی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟)“

جواب ملا: بے شک ہم تمہاری پوری زندگی سے باخبر ہیں، اس کے بعد عروہ نے سوال کیا: ”کیا میں نے کبھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کر لیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟“ لوگوں نے کہا: نہیں! تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو مجروح کرنے کا سبب بنتا، یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ بھروی کو یاد دلاتے ہوئے کہا:

”کیا آپ حضرات کو یاد ہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور

جب وہ میرے جانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی، آپ کے سامنے لے آیا تھا۔“

لوگوں نے مانا اور اعتراف کیا۔ اسے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

”اے میری قوم کے بزرگو اور دانشورو! میرے خیال میں محمد (ﷺ) نے جو تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے۔ اس وجہ سے اسے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔“

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں، آپ نے ان سے وہیں باتیں فرمادیں جو اس سے پہلے خزانہ کے سردار بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا: ”محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپس ہی میں لڑ کر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے، کیا اس سے پہلے عرب کی قوی تاریخ میں کبھی اس نوع کا ایسا ملنا ہے، یا جزیرہ نمائے عرب کے خاکدان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خانہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش مکہ زور آزمائی میں غالب آ جائیں تو میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کمپری کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) موجود تھے۔ وہ اپنی فطری رواداری، تحمل اور غیر معمولی قوت برداشت کے باوجود پھر گئے، غصہ سے بے تاب ہو گئے، مداخلت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بظلالہ اور کہنے والے! تو اپنے بت لالت کی شرمگاہ کو چاٹ۔

کیا اول فول بکنے آگیا ہے؟ واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ کچھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ جانے والے ہیں۔

عروہ ہکا بکار رہا گیا، دریافت کیا: ”یہ کون صاحب ہیں؟“ بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) رفتی سفر بھرت ہیں۔ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو جواب دیا: ”اے عبدالکعبہ! واللہ! اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں هنوز کوئی انسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں، اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔“

راوی کا بیان ہے۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے چھو دیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) ایک ہی کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں کھوار اور سر پر خود تھا۔ جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا۔ حضرت مغیرہ (رضی اللہ عنہ) کو اس کی یہ طرز ادا نہایت ناگوار گزرتی تھی، لہذا وہ عروہ کے ہاتھ پر کھوار کا دستہ مار تے ہوئے کہتے: ”اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھو۔“

عروہ نے نظر اٹھائی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: ”اے احسان فراموش مغیرہ! کیا تیری بے وقائی اور ظلم رسائی کے سلسلے میں، میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی؟“

عروہ اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز و اطوار دیکھتے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں غلٹ و سبقت دکھاتا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو باتیں کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا، ان کے لہجوں میں بجز اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی، یہ تمام انداز و اطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: لوگو!

خدا کی قسم! میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں، رہم اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی، انہوں نے اپنے خادموں کو آداب خدمت سکھائے ہیں، انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو پروا نہ ہیں وہ ہر وقت اطاعت و حکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجالاتے ہوں جیسی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجالاتے ہیں۔

اسکے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے بلا تامل قبول کر لیں کیونکہ اس میں امن و سکون کی ضمانت ہے۔

بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا ہوں، قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: یہ فلاں شخص اس قبیلہ کا ہے، یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزار دو اور لبیک پڑھتے ہوئے گزرو، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں، واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں، تمام جانور قلاوے ڈالے اور اشعار کیے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک برا شخص ہے اور اس کا نام مکرز ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا اسے دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

مصر راوی نے بیان کیا کہ زہری رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا: ہمارے درتھارے درمیان صلح نامہ تحریری ہونا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور کہا لکھو:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

سہیل نے کہا: ”میں رخصت کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ لہذا آپ ”بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ“ لکھتے، جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تو تسمیہ ہی لکھیں گے، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ“ ہی لکھ دو۔

❁ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو املاء کیلئے بتایا:

”هَذَا مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ“

اس پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا: ”اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھڑائی کیا تھا۔ آپ کو محمد بن عبد اللہ لکھوانا چاہیے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں، مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ ﷺ نے ”محمد بن عبد اللہ“ لکھوا دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے۔“

سہیل نے کہا: ”ہم یہ تنگ کوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ آ کر عمرہ کر گئے۔ اگر آپ ﷺ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آ کر طواف و زیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔“ اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ تحریر کر دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا: ”دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس نہ جائے گا اگرچہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو، اگر کوئی شخص آجائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا۔“ صحابہ نے کہا: ”واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آجائے، ہم اس کو امن تعاون اور سہارا دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔“

ابھی اس دوسری شق پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نما کندہ قریشی کے فرزند ابو جہل رضی اللہ عنہ بیڑیوں سے پاؤں نکال کر تے پڑتے یہاں آ پہنچے، یہ اسٹل مکہ سے قید سے فرار ہو کر آئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ ناتوانی سے گر پڑے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا: اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شق کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں، اب اس کو میری طرف پھیر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کا نفاذ کیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں آپ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہیل اس کو اجازت دے دو، سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا، بالآخر ابو جہل رضی اللہ عنہ کو ان کے نالہ و شیون وادھلی اور انصاف خواہی کے

باوجود ان کے باپ کبیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا۔

ابو جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزری ہے اور کیسا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔ مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو تاب مضبوط نہ رہی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟“ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”بے شک میں نبی برحق ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”بے شک تم مسلمان ہو۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ مشرک کرنے والے اور دین الہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔“

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب و تعظیم کے لہجے میں گزارش کیا: ”اے اللہ کے سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! براؤ کرم مجھے بتائیے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ انشاء اللہ مجھے ہرگز خوار نہیں کرے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اس بے تابانہ جوش کے فرد ہونے پر اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا، اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا، آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور بروئے آزاؤ کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! سنو.....

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کا مددگار ہے لہذا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے، انہوں نے کہا: یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں آئندہ سال۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہدنا سے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا: اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے طاق کر لو۔

راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دہرایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے



پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت جمود و سکتہ کو ان سے بیان فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں، سر مونڈنے والے کو بڑا کر حلق کرالیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا: پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کرایا، جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے، سمجھوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر منڈنے لگے، ان کاموں میں اب بے حد گہما گہمی اور حرکت پیدا ہو گئی تھی۔ مردوں کے بعد عورتیں آئیں اور اپنی قربانیوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان راغ نہ ہوا ہو تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے حضرت رسال بھی ہو سکتا تھا۔

اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْ هَجْرَاتٍ فَلَا تَحْنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ  
بِإِيمَانِهِنَّ ۚ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۚ لَا هُنَّ حِلٌّ  
لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۝

﴿سورہ الممتحہ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں، تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔“

سورہ ممتحہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دیدی جو ہنوز مشرک تھیں، ان میں سے ایک کے ساتھ معاذ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آ گئے، ان کو واپس بلانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے بموجب حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہو گئے، دوران سفر میں ذوالحلیفہ پر ر کے اور کجوریں کھانے لگے۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے کہا:

”اے قلاں! واللہ! تیری تلواریں نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔“ یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے تلواریں کو نیام سے کھینچتے ہوئے کہا: ”واقعی یہ ایک عمدہ تلواریں ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابو بصیر تمہاری شناخت اچھی ہے اور میں نے تو اس کو بار بار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔“

ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ذرا مجھے دینا۔“ اور تلواریں لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر

مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹپکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اس کی حالت دیکھ کر کہا: شاید اس نے کوئی وحشت ناک منظر دیکھا ہے، پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور کہنے لگا: ”میرا ساقی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔“

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں ایسے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا، اب میرے خدا نے مجھے ان کے پنجے سے نجات دیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جگڑا لو ہے۔ (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کاروائے سخن کس طرف ہے، انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بندوبست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے، لہذا وہ آنکھ پجا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد ابو جندل بن سمیل رضی اللہ عنہ جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا، قریش کے پنجے سے دوبارہ چھٹکارا پا کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوت بازو سے اپنی پناہ گاہ بنائی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا کر ایک ایک دودھ کی پھل میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ملنے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تو قریش کے کاروان تجارت پر حملے کرنے لگے۔ مجبور ہو کر قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے، اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلا لیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے مدینہ منورہ بلا لیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہو گئی۔

✽ صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بہ تغیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے سائے میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمیل بن عمرو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ سمیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ”ہم رخصت کو جانتے ہیں نہ حیم کو۔ ہمارے قصہ میں اتفاق لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں: ”یا سبک اللہم“ لکھو۔ پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ: ”ہذا ما ضائع علیہ محمدٌ ورسولُ اللہ“ تو اس پر بھی تمنا بعد قریش سمیل کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ ﷺ پر ظلم کیا۔

آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر لکھیں اور اسی سے ہم واقف ہیں۔ بالآخر آپ نے فرمایا: لکھ دو: ”ہذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ“ اسی دوران میں جو ان آئے یہ مسلح تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر شور و غوغا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سماعت سلب کر لی اور وہ بہرے ہو گئے، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ ایمان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔ ﴿احمد، سنائی، مام﴾

### تمام لشکر کی مغفرت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے۔ اٹارے راہ میں ہم عقبہ ذات حظل میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات اس ٹیلے سے گزرنا ایسا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خُطْيَاكُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں تم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔“

تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا بخشا جائے گا، جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ ہی ٹیلے سے گزرے ہیں وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا، وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے، ہم نے پوچھا: ”یا رسول اللہ ﷺ! جس قوم کے بارے میں آپ نے مطلع فرمایا کیا وہ بنو قریش ہوں گے؟“

جواب میں فرمایا: ”نہیں! وہ یعنی لوگ ہوں گے، وہ رقیق القلب اور انسان و دست ہوں گے، ایمان میں خلص اور اعمال میں سرگرم۔“

لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی ایک پہاڑ پر اور سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک منہ یا اس کے نصف

کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ سن لو! یہی وہ فرق ہے جو تمہارے اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔ ﴿ابو نعیم﴾

### کنواں پانی سے بھر گیا:

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں، اگرچہ یہ غلط نہیں ہے، مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو مسلمان تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک قطرہ اس میں نہرا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، وضو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی، کچھ دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہوتا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ پر آئے، ہم چودہ سو مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں، جن کو سیراب نہیں کر سکتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے مندر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب دین اقدس اس میں ڈالا، اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿مسلم﴾

واقعی سے روایت ہے کہ حضرت ناجیہ بن انجم رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور وضو کر کے ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودنا، پانی نکل آئے گا۔

حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی اٹھنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنوئیں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پینے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن کے پانی سے وضو فرما رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی نہیں ہے وضو کر سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں۔ صرف یہ ایک پیالے میں پانی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر

ٹکٹے لگا، جس طرح کہ چشمے سے نکلتا ہے، پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔

راوی حدیث سالم بن ابی جعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا، ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

### کھانے میں برکت:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ گرسنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر ہم نے دسترخوان بچھایا اور لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا لا کر رکھ دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہوگئی ہے تو وہ مجھ کو ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا ڈھیر نظر آیا۔ پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان تھے۔ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے توشہ دانوں میں بھر لیا۔ پھر فرمایا کیا ہاتھ دھو کر پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور ہم سب نے وضو کیا اور چودہ سو افراد نے اس کو باری باری سے مشکیزوں میں بھر لیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو نعیم غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تھامہ میں گیا۔ جب ہم غطفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھالیا تو پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ توشتے ایک کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ انہوں نے اپنے توشتے جمع کیے اور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ تمام لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے اوقات کے لیے توشہ دان بھر لیے۔

﴿برابر طبرانی، بیہقی﴾

### بیعت رضوان:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کے دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ جنگ سے نہیں آئے ہیں، نہ لڑائی مقصود ہے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اگر دوستانہ ماحول

میں باتیں ہوں تو دعوت اسلام دینا اور جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں جا کر فتح قریب کی بشارت دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے اور پھر کسی کی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی۔ مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں سن کر اصحاب کو بیعت کے لیے بلایا۔ منادی کو حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

”آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کے لیے بلا رہے ہیں۔“

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو بالجبر روک رکھا تھا، انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔ اور مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو طواف کعبہ کریں گے۔ یہ باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ ہم سب کو تو طواف و زیارت سے روک دیا گیا ہو، وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں گے۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا: ”آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا؟“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

”اے برادران ملت! میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا، واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب ﷺ کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی۔ مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا۔“ اس بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ نے کہا آپ ﷺ نے درست فرمایا اور بے شک حضور نبی کریم ﷺ سب کے بارے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

﴿یعنی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے گئے۔ بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

﴿امام احمد رحمہ اللہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: تم سو جاؤ گے اس کے بعد وہ پہرہ فرمایا: ”ہمارا پہرہ کون دے گا؟“ میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو۔ پھر میں پہرہ

دینے لگا حتیٰ کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ ”تم تو سو جاؤ گے۔“ نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔ جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور کہا جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کے لیے میرا سبکی ٹھل سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نہ ملی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا: وہ فلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرح فرمایا تھا، میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کی ٹکیل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر پھڑپھڑائے نہیں آسکتی تھی۔

﴿تیسری﴾

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے آئے کریمہ ”وَإِنِّي لَفَتُّهُ“ (سورۃ الفتح) ترجمہ: ”اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔“ کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیر عراہ ہے۔

﴿چوتھی﴾

مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں امر منڈائے ہوئے امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے جس وقت آپ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ:

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُثْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ  
أَمِينٌ لَا مُخَلِّفِينَ رَأْ وَنُكْمٌ وَمُقْصِرِينَ لَا تَخَافُونَ ۝

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کو سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گئے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔“

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ باندھا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا خواب پورا ہو گیا۔

﴿پنجمی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ! مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں اہل مصر پر مسلط کیا تھا۔ چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور غذاؤں کی کمی پائی۔

حد کو پہنچی کہ انہوں نے علیہ یعنی اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ابوسفیان حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں بھوک اور فاقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

﴿یعنی﴾

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بدر میں جب ابو العاص مارا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا۔ ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال لگ گیا، پھر وہ واپس آ گیا، وہ جہالت اور صہیت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے سفر سے واپس آ کر پوچھا ”محمد (ﷺ) کا کیا حال ہے؟“ میرے چچا عبد اللہ نے جواب دیا: ”وہ تو پہلے سے زیادہ مسزہ، باثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔“ ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ کو برا نہ کہا۔ اس کے بعد اس نے کھانا تیار کرایا اور کھانے پر بنو امیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

”اے سرداران آل امیہ! میں جو کچھ کہوں اے غور سے سنیے اور صحیح نتائج اخذ کیجئے میں ایک ایسی ہستی میں تھا وہاں میں نے بکا راہب کو دیکھا۔ وہ ایک مرد مرتاض اور بڑا عبادت گزار تھا۔ چالیس برس سے زمین پر نہ اترتا تھا۔ ایک روز نیچے آیا تو اس کی زیارت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ دیکھنے والوں میں، میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا: ”مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔“ اس نے میرے لیے تجلیہ کر دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا:

”اے مرد بزرگ! میں ایک عربی قریشی ہوں، میری قوم کا ایک شخص ”نبی“ ہونے کا مدعی ہے۔“ راہب نے پوچھا: ”اس کا نام کیا ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔“ اس نے پوچھا: ”کب سے اس کا غیور ہوا ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”بیس سال سے؟“ اس نے کہا: ”میں اس کا علیہ اور سراپا اگر تم کہو تو بیان کروں؟“ میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: ”ضرور۔“

پھر اس زاہد، واقف حال نے محمد (ﷺ) کا سراپا بیان کر دیا اور تعجب ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو یا نہ کرو بہر حال ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں مبتلا ہونا، اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ دنیا بھر کی مخالفتوں اور محاسنوں کے باوجود تم دیکھ لو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے۔

ہماری باتیں ختم ہوئیں، راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا۔ پھر اس کا خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا:

”اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے، اگر تمہارا جانا محمد (ﷺ) کے شہر

میں ہو، تو مجھے غریب فقیر کا سلام کہنا۔“ (یہ واقعہ حدیث جبرہ کے زمانہ کا ہے۔)

﴿عظیم بن عدی الاخبار﴾



حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا:

اے خالد تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقع، ناوار، انوکھے اور حیرت فزاؤں تک پر ان کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ ہر معرکہ کے حالات کا تجزیہ کر کے میری فکر نے بتایا۔ ان کی تعداد بہت کم، اسلحہ بہت کم، رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم، افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم، ان تمام کوتاہیوں اور یہ ظاہر عمرومیوں کے باوجود، ہر رزم پر، ہر موقع پر، ہر مہم پر، ہر میسرہ پر، ہر مبارزت اور ہر حملہ عام پر ان کی خلافت اسباب، خلاف امید اور خلاف حالات، نمایاں اور غیر معمولی کامیابیاں تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر میں سوچتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور میں مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا، پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ غطفان میں ملے۔ میں قریب پہنچ گیا اور متصادم ہونے کا راد کر لیا۔

ادھر حالات کی نزاکت اور خطرہ جنگ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز و دوپہر پڑھائی۔ جنگ میں مفید مطلب خیلوں کا رواج ہے، پس میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کروں، مگر شاید خدا سارے بات (یعنی اللہ نے مدد فرمائی یا اللہ نے بات بنا دی) تھی، میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور اس کے ہمراہی مصون و مامون ہیں۔

اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ناکہ بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ دوسرا راستہ اختیار فرمایا اور ذات الیمین کی راہ پر چل پڑے۔ پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن و پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ حبشہ کے نجاشی نے دین اسلام اختیار کر لیا ہے اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ مجھے ہر قل کے پاس روم جانا چاہیے اور اس مشرکانہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا پھر یہودی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اب تو اپنی بے بساختی بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہذا ان کمزوریوں کی بناء پر مجھے جمعیوں کا ہی زیر دست اور تابع ہو جانا چاہیے۔

یا پھر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہر صورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ یکساہنگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں، مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا، اس میں لکھا تھا:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

اما بعد!

میں تم سے نکل سکا اور اسلام کے بارے میں بخود تمہاری بے خبری اور غفلت شعاری پر مجھے خبرت بھی ہے اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو اب عملاً نافذ ہے اور اس کی خبر ویرکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں۔ جن کو دیکھا جا رہا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ انہیں لائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مانتہ ذی فہم اور سلیم الطبع شخص کوئی نہیں جو اب تک اسلام سے غافل اور باہر ہو۔ اگر وہ اسلام کی صفوں میں آکر مشرکوں اور سر پلے لوگوں کی ذلت و خواری کا موجب ہوتا، تو یہ اس کے لائق تھا۔ تو اے بھائی! جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا، اس کی حتمی کرو میرے خط کو بہ غور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہیے۔ میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ، تنگ شہروں میں سرسبز و شاداب اور بارہفتی شہروں کی جانب رواں دواں ہوں۔ میں نے سوچا، یہ خواب ایک بشارت ہے۔ مدینہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا لکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو توفیق اسلام دی اور قحط زدہ تنگ حالت، کفر کی زندگی تھی۔ بہر حال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: اے ابو وہب! کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (ﷺ) نے عرب و عجم پر غلبہ پالیا ہے۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت ملے گی۔ صفوان نے منہ مٹالیا اور انکار کر دیا، کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد (ﷺ) کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر و انکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا سہرا بانی کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم

سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔ اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے: عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کروں تو کیا برائی ہے؟

میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور واداکا مارا جانا یاد آ گیا۔ اس کے بعد میں نے پسند نہ کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے راز دار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لمحے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کہیں جو اس سے پہلے عنوان اور ٹکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ ”ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کے مانند ہیں کہ اس میں ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا نکل جائے۔“ میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو جلتا تر دو میرے خیالات سے پراثر ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا: ”تم میری اس اونٹنی کو راستہ میں بیٹھا پاؤ گے۔“

خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے سے طے کر لیا اور مقام یانح میں ملنے کا پروگرام بنالیا۔ ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام بدہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مرعبا کہا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادۂ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینے کا مقصد بیان کیا ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے، اپنے اونٹوں کو طہر حرہ میں باندھا تھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی۔ جس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔ دربار سرور کو نین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لیے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا۔ مزاج پری اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ کی آمد اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے جلدی چلو وہ انتظار فرما رہے ہیں۔ میں تیز قدموں سے روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مجھے نظر آنے لگا آپ کی نظریں مجھ پر تھیں اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ روئی اور گفت انداز میں جواب سلام عطا فرمایا:

اس کے بعد میں نے کہا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ”أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ“ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

خالد رضی اللہ عنہ! میں تمہارے اندر جو ہر ذاتی اور دوائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر فکر و تدبیر کیا، تم اس کو قبول کر لو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ اسلام کے لیے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے علم برداروں اور خادموں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھڑ سواروں کو لایا

ہوں۔ آپ ﷺ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد، تہذیبی﴾

❖ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل آٹھ (۸) ہجری کو شہرت پا اسلام ہوئے۔)

## غزوہ خیبر میں معجزات کا ظہور

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، ہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم ہمیں اپنا فقر نہیں سناؤ گے؟ تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سناتے لگے۔ انہوں نے کہا:

اللهم لو لا انت ما اعتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا  
فاغفر لذنائبنا و لبت الالدام ان لا لہنا  
ترجمہ: ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، تو ہمیں بخش دے، ہم تجھ پر قربان ہوں، جب تک ہم زندہ رہیں ہم کو ثابت قدم رکھا اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔“

اس فقرہ کو سن کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد یحییٰ ﷺ نے دریافت فرمایا: حدی گا کراؤ توں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یٰ خیمۃ اللہ“ اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت واجب کر دی، کاش ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی کہ یہودی پروار کریں، تو ان کی تلوار کی نوک ان کے ہیر کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل اس جہنم کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ آشوب چشم میں جلا ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی، تو ان کا آشوب چشم رفع ہوا، کوئی تکلیف نہ رہی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے روپیہ میں رہ گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے۔ فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا، جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو محبوب

رکھتا ہے۔ صحابہ کرام شب میں یا ہم یہ تذکرہ کرتے رہے کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ کل صبح پرچم اسلام عطا کرتے ہیں، چونکہ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ آشوب چشم میں مبتلا تھے لہذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علی ﷺ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیر فتح کروادیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جہنم ادوں کا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت و اشتیاق پیدا ہو گیا۔

دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی پر آشوب آنکھوں میں لعاب دامن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئیں، اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

﴿بخاری، ابوداؤد، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دامن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ ہیں۔

﴿احمد، بخاری، ابوداؤد، ابونعیم﴾

### خواہش کے مطابق شہادت:

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوہ خیبر واقع ہوا اور غنیمت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تقسیم فرمایا اور اس مہاجر اعرابی کو حصہ دیا۔ اس نے عرض کیا: میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس لیے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیرے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے گھنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو، تو وہ تمہاری خواہش ضروری پوری کرے گا۔ اس کے بعد لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں حلق میں تیر آ کر لگا، جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں ہنری دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں ابن ابی الحقیق کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی کہ سو گئی، اسی حالت میں، میں نے بحالت نیم بیداری ایک خواب دیکھا۔

”چاند مہری گود میں آ گیا ہے۔“ میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا، جسے سن کر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا: ”تو مدینہ کے بادشاہ کی تشارکتی ہے۔“

﴿سنی﴾

حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اور دیا کیا ہے، اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دفعتاً انداز پسند بدل گیا اور آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

ابو یحییٰ ہندی یا ابی قلابہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کئی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کئی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ طور طریقہ علاج فرمایا کہ خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بھٹیل رسالت بنائے ﷺ صحت یاب ہو گئے۔

﴿سنی﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا: کھجوروں کو پانی میں بھگو دو، پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناکوار بات پیش نہ آئی۔

﴿واقعی سنی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا: اے عبداللہ! دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جا کر عرض کر دیا، فرمایا اور غور سے دیکھو، میں نے یہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ، میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا، اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابو یحییٰ﴾

چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھیں گئیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل و عیال کو لے کر نکل جائیں، ان کے ساتھ سونا چا سکے گانہ چاندی، پھر کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے ان دونوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو اہل مکہ کو عاریتہ دیا کرتے تھے؟“ ان دونوں نے کہا: ”ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں کمزور بناتی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی، تو ایسی زمینوں حالی میں ہم نے ان تمام ظروف کو خرچ کر ڈالا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:

”اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی فریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چکمہ دینے کی کوشش کرو گے تو اسکی سزا تم کو ملے گی۔“

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا: ”آپ ہمارے بارے میں ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہوگا۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا: فلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داہنی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے، اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ تو وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے، پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کا وبال:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ ہم آج رات سفر کریں گے، ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا، چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا، ران ٹوٹ گئی، بالا آخر وہ مر گیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کر دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی، جنت اس کیلئے حلال نہ ہوگی۔

﴿بخاری﴾

ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کھیمہ (ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں تھا) کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ کا خنس تھا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھا۔ میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور کھیمہ کو اس کا ایک جزو قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ گولیاں بنائیں، ایک گولی پر لفظ ”لہ“ یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہ خداوندی میں دے دیا اور التجا کی: ”اے اللہ! اپنے حصہ میں کھیمہ کو قبول فرما لے۔“ قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو

کوئی نکل، وہ کھینچے برائے اللہ تھی۔ اس وجہ سے کھینچے جناب رسول اللہ ﷺ کا شس قرار پایا اور دو حصے خالی تھے، جن میں کوئی نشان نہ تھا، اور وہ مسلمانوں میں افکارہ مساوی حصوں میں مشترک تھے۔  
راوی حدیث حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے نتائج تحقیق سے مطلع کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

وہ دوزخی ہے: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت گھمسان کا رن پڑا، مجاہدین اسلام میں ایک مرد شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو بچاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا، اس کو زندہ نہ چھوڑا، اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کیے بغیر نہ لوٹا۔ آخر جنگ کے بعد غازیان اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا:  
”آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں۔“ یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص تو دوزخی ہے۔“ مجلس صحابہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر رہے اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا، جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکتے ہیں۔

ایک صحابی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: ”میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔“ حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا، ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے کموار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدی اسلام کے بارے میں فرمایا: ”یہ ایک دوزخی ہے۔“ جب میدان کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرات اور جاں فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آ گئے، وہ مضطرب تھا، اس کا جسم جنبش اور حرکت کی برداشت بھی نہ کر سکتا تھا، اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے۔ اس نے جان کی پروا کیے بغیر فی سبیل اللہ جہاد کیا اور میدان جنگ میں اس کی جرات مندانہ کوششیں نتیجہ خیز رہیں، بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید لمبیں اور تکلیف ہے۔

فرمایا: سنو! وہ اہل نار سے ہے، پھر اس مجروح نے دو دوزخ کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی، لوگوں



نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ارشاد کس قدر عجیب ہوتا ہے۔

﴿بخاری۔ مسلم﴾

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو، یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے، تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا، جس کی حیثیت دودرہم بھی نہ ہوگی۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملا۔ البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدعم تھا بطور پیش کش بھیجا گیا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقع پر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آگیا اور وہ مر گیا۔ مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیبر کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی، وہ مدعم پر جہنم کی آگ بھڑک رہی ہے۔

﴿بخاری﴾

### یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے بعد ایک زہریلی بکری یہودی طرف سے ہدیہ میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا: چنانچہ سب یہودی حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: "میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے جوابات نفی یا اثبات (انکار یا اقرار) میں دیتا۔"

یہود نے کہا: "بہت اچھا" حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ "یہود نے کہا: "ہمارا باپ فلاں ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔" یہود نے کہا: "بلاشبہ! آپ نے صحیح فرمایا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟" یہود نے اثبات میں جواب دیا، کہا: "ہاں! کیا تھا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: "تمہیں اس کام پر ایمان نہ تھا؟" یہود نے کہا: "ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے مدعی نبوت ہیں، تو آپ ﷺ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا، آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے، وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ ﷺ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں، تو پھر ظاہر آپ کو نقصان نہ ہوگا۔"

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا ہی لیا تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

”میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ (ﷺ) کو ہلاک کر دوں اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ زہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے غلط ارادے کی زد میں اپنے نبی (ﷺ) کو بچا لیا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔ قبیلہ کا ایک شخص کے پاؤں جو رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قاتل اعتراض اور لائق ملامت میں دیکھا۔ وہ ہٹ گیا اور تعرض کیا نہ مشتعل ہوا، البتہ وہ بے حد دل شکستہ ہوا اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے موانعات اور رکاوٹیں تھیں اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے کچھ عقد نکاح کے شرائط۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرمادی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر سے لوٹنے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو چڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا: سحر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کثرت بیداری کے اثر سے بوجھل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹپک لگائے ہوئے سو گئے۔ وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا۔)

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا:

موسیٰ بن عقبہ اور حضرت شہاب رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر جن میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس گہرے اور بڑے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے وہ مندمل ہو گیا۔

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

## عمرہ قضاء میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے سلسلے میں یمن یا حج تک پہنچے تھے کہ کچھ قریشی آئے اور انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ اسلحہ لگا کر اپنی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ان سے شرط کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام طور پر جواز اور جس قدر اسلحہ عرب رکھتے ہیں، اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور کمواریں میانوں میں ہوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب ٹھیک ہے، ہم معاہدہ یا قول و قرار کے خلاف نہیں کرتے، لہذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو، ہم حرم مکہ میں اسلحہ لگا کر داخل نہ ہوں گے۔

﴿واقعی، یقینی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ شریف کیلئے جبکہ مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا: چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو جانے والے صابیوں کو مدینہ کی آب و ہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہو گئی، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں، یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تاکہ مشرکین تمہاری توانائی کو دیکھیں۔

﴿احمد﴾

### واہی پانی سے بھر گئی:

حضرت جندب بن مکیت رضی اللہ عنہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ایک حجابین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنو ملوح پر تاخت کیلئے کدیہ بھیجا۔  
 راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت حجابین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے فطہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ مچایا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی واہی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہر حال اب ہمیں کمواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ واہی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے واہی ایک سیل رواں بن گئی۔ اہل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ام قریظہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقامہ و اہتمام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی فرارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قریظہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے، آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! اس کو اس کی اولاد پر رلا دے۔" پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چند جانے والے یعنی صحابی کے ساتھ ان سے خشنے کیلئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر ام قریظہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔ ﴿ابو نعیم﴾

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ آمد ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:

ان کے جسموں پر شکست اور بوسیدہ اور پٹنے پرانے کپڑے تھے، جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا ان فداکاران اسلام کو نہر بیدخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔ ﴿ابو نعیم﴾

## سریہ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ موتہ کیلئے پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بتایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوں۔

﴿بخاری﴾

والقدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الککم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن زہلی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے زید بن حارثہ لشکر کے امیر ہیں، اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنالیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: "اے ابوالقاسم (ﷺ) اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ مقرر شدہ امیر شہید ہو گئے۔"

اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: "اگر محمد (ﷺ) اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آ سکو گے۔"

حضرت زید نے جواب دیا: کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔"

❖ (مندرجہ بالا حدیث کو نبی اکرم ﷺ نے بھی نقل کیا ہے۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سریہ موتہ میں موجود تھا۔ میں نے وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں وہ ساز و سامان، اسلحہ، گھوڑوں کے حدنگاہ تک طویلے، سونا اور دیباچہ و حریر کے کپڑے اور لباس کو دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ میری حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت و شان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ افراط سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔"

حضرت ثابت بن اقرم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سرو سامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ اب بھی نصرت و تائید خداوندی ہمارے شریک حال ہوگی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

﴿واقعی، یقینی﴾

جنگ موتہ کے حالات بتا دیئے:

موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب، سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کی معیت میں، فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دوبارہ بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ نے بیان کیا کہ حضرت یحییٰ بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی

خبریں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنی خدمت یا فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور بطل میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بیان سے حالات و کوائف کی تصویریں پیش کر دی۔ حضرت بطل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”اے رسول عربی ﷺ! انداک امی دابی امیدان جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی

حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے، میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا

ہوں کہ بقاء کی جنگ کا کوئی مہر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام تجابات اٹھا دیے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھتا رہا ہوں۔

﴿یعنی، ابرویم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرما دیے۔

چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل نہرو آڑا ہوئے تو سینکڑوں میل دور دراز موت کے میدان مقابلہ کا جال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: ”حضرت زید رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔“ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔“ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے۔“

پھر فرمایا: ”اب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔“ اور پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا غیب بین والے نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔“

﴿بخاری﴾

حضرت ثادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت کیلئے سر یہ کو روانہ فرماتے وقت سربراہی کا تعین کرتے وقت حکم دیا: اے شرکائے لشکر حق! تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں، وہ شہید ہو جائیں، تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں، اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الہی مدینہ الاسلام سے روانہ ہو گیا اور نوح انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم سرور کائنات ﷺ سانچ و حالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے، پھر ایک روز وہ نور مجسم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

”الصلوة جامعة“ کی آبادی میں گشت لگا کر منادی کر دو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثار اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہِ دو عالم ﷺ کی دعوت پر مسجد نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب کا کثیر اجتماع ہو گیا۔

حمد و صلوة کے بعد بموجب طریق سنت امام بعد کہا اور پھر ارشاد فرمایا:

”میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں، دشمن کی نڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جوں مردی سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ جان دے دی۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکرِ نعیم پر پے در پے شدید حملے کیے، ہمت و استقلال اور ثبات و عزیمت کی انتہائی حدوں کو چھو لیا اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا علم بہ طور امانت اپنے مضبوط ارادہ سے، مضبوط ہاتھوں میں، مضبوط گرفت سے پکڑا، چاروں جانب سے زور ڈالنے والوں کا زور، چاروں طرف پر زور حملے کر کے توڑ دیا، غنیمت کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ، اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لاتے رہے، لڑاتے رہے، کاتے رہے اور بالا آخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا اور وہ جوش و عزیمت کے غلبہ کی وجہ سے بلا انتظار از خود امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! خالد تیری کھواروں میں سے ایک کھوار ہے تو اس کی مدد کر۔“ یہ ساعت تھی کہ جب سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا وحشی نام بہ طور لقب کے ملت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام و بقائے عالم تک۔“ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہو گئے۔

﴿تنبی﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لائی۔ آپ نے چہرہ مبارک کو ان کے جسموں کے قریب کر دیا، جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں، پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ نصیب دشمنان کس وجہ سے کر یہ کناں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا: ”میرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔“

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا:

”اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو

بازو عطا فرمادیئے اور اب وہ جنتوں میں پرواز فرما رہے ہیں۔“

## تجارت میں برکت:

حضرت ابن جعفر ؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ صاحبہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی سے کبریٰ خرید رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! عبد اللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔" تو میں جو کچھ خریدنا چاہتا اللہ تعالیٰ اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔  
 ﴿واقعی، یکتی، ابن مساکر﴾  
 حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ابن جعفر ؑ کو سلام کرتے تو کہتے: "السلام علیک یا ابن ذی الجناحین"

﴿بخاری﴾  
 حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر ؑ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں، اور حضرت حمزہ ؓ کو بھی دیکھا، وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

﴿مالم﴾

## فتح مکہ اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق رحمہ اللہ تین واسطوں سے مسور بن خرمہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور معاہدہ ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنو بکر، بنو خزاعہ پر پانی کے تھپیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنو بکر رات کی تاریکی میں ملہ آور ہوں گے، اس لیے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا۔ ان کی ساز و سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم نیز رنار سواری کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرو تمہاری مدد کی جائے گی، آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہوگی، راز میں رکھا۔

﴿تتلی﴾

حضرت عروہ ؓ سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت عاصب بن ابی جہش ؓ نے قریش کو خیرہ طور پر ایک مکتوب لکھا:



”رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکر اسلامی کو تیار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔“  
حضرت عاتب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مذنیہ کی ایک عورت سے اجرت ملنے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ پیسے کے طور میں بنائی ہیں، بنائی اور روانہ ہو گئی۔  
حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرمادیا۔  
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے عاتب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص نخلستانِ خاخ میں پہنچو گے تو وہاں کبادے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی، اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے، تم اس خط پر قبضہ کر لو، چنانچہ ہم روانہ ہو گئے، اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پالیا اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو، میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: ”تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت روکد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا، جس کو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ خط عاتب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا، جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”عاتب! ایسا کیوں کیا؟“ انہوں نے جواب میں عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمائیے۔“

حضرت عاتب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے ”بدو“ میں سے تھے، ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی۔ بعض کو سخت غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر رضی اللہ عنہ! اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، اس نے فرمایا ہے:

اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ لَا يَفْقَدُ غَفْرَتِي لَكُمْ

ترجمہ: ”تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا غُلُوًّا وَغُلُوًّا كَثِيرًا وَلَا تَتَّبِعُوا غُلُوًّا قَلِيلًا تَلْفُظُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ  
وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ  
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ ط إِنَّ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَايَ  
نُؤَيِّدُكُم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَغْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَيْتُمْ ط وَمَنْ يَفْعَلْهُ  
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

﴿سورہ المستحکم﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے  
ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا اگر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور  
تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری  
رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیغام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا  
ہوں جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو اور تم میں جو ایسے کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار  
صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ”مر الظهران“ میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تجسس کے کوئی  
ایک خبر بھی نہ پاسکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بدعہدی اور ظلم و جور کیا گیا ہے،  
اس کا رد عمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم، مستدرک﴾

ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم مکہ  
تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے  
خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے، اس وقت ایک کتاب برآمد ہوئی اور  
بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہو گئی، میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں  
نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔“

میری خواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادہ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں، جنہوں نے  
اول اول ہم پر رعب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مزاحمت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور مرغوبیت  
کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے  
تجربہ صادق کے طور پر فرمایا:

”ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ان کے بعض افراد سے طو کے، پس اگر تمہیں ابوسفیان ملے تو تم اسے قتل نہ  
کرتا۔“ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مر الظهران میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

﴿مستدرک﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری فوجوانوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خاندان کی رافت نے آیا ہے، اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، پھر جب آپ ﷺ اخذ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے کروہ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آیا ہے، اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو، ویسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے ہمدرد ساتھیو! میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں، حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور مودبانہ طور پر عرض کیا: ”خدا شاہد ہے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، نہ کہ کسی برے خیال سے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو ہاورد کرتا ہوں۔“

﴿مسلم، بیہقی﴾

ابی اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ذوالجوشن کلابی آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ”اے محمد ﷺ! میں نے تمہاری قوم کا رد عمل دیکھا، اس نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا اور آپ کے قتل کرنے کے درپے رہی، لہذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں مکہ، مدینہ، جلاوطن اور مظلوم لوگوں کو کیوں کر قابل توجہ سمجھوں اور ان دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود غریب اور خارج البلد لوگوں کی جمعیت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتحال کے تقاضہ کے مطابق ہے اور سیاسی نفاذ اور یعنی مشاہدہ کی روشنی میں، میں اس ارادہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ دن زعمہ رہا تو انشاء اللہ تو جلد ہی حق کو باطل پر غلبہ پاتے دیکھ لے گا۔“

ذی الجوشن بیان کرتا ہے کہ میں خربہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا خبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ نے اہل مکہ کو مقلوب کر لیا ہے۔ ذی الجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام کو رد کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرکارِ دو عالم ﷺ سے گفتگو کے دوران حیرت سے کہنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے کتا بومیں رکھو، میں اس بیچاری قریشی عورت کا فرزند ہوں، جو قدید (سکھائے ہوئے گوشت کو قدید کہتے ہیں) کھاتی تھی۔

﴿سنن ابی داؤد کی روایت میں، یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ”میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔“﴾

﴿حاکم، بیہقی﴾

عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْلًا

﴿سورہ بنی اسرائیل﴾

ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

﴿بتی، ابولیم﴾

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ فرمایا: قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ وگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ عتاب بن اسید، جہیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا: بیٹہ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے میری کمروری کو محسوس کر لیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی، میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو، یہ بت تائبے کا اور بڑا جسیم تھا، لو ہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی بت فکنی کے دوران پڑھتے رہو: "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْلًا" ترجمہ: "حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔" میں حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ! اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

﴿حاکم﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور محب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں، کہا: کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: "مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہوں۔" فرمایا: "اچھا! ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔" میں سوار ہو کر مقام عرنہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوشدلی اور بہ رضا قبول کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے، آپ ﷺ مکتوم تک آئے دونوں کیلئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا: اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا:

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ان دونوں بچہ زادوں کو مانگا تھا، پس پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا۔“

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۖ  
لَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَمِيزَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

﴿سورۃ النصر﴾

ترجمہ: ”جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا۔

﴿تبیعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد یہ لی ہے کہ اہل مکہ قیامت تک روش کفر و شرک اختیار نہ کریں گے۔﴾

﴿ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی﴾

حضرت ابوالفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجاہد اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنم خانہ عزی کو توڑنے اور ڈھانے کے لیے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام غلہ روانہ فرمایا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے آپ نے عزی کو تین اہلی میخوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو کٹڑے کٹڑے کر دیا اور آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ قبیل کر آنا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر گئے پجاریوں اور پروختوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر

چھپ گئے اور دعائیں کرنے لگے "اے الوہیت اور عظمت کے حامل غزی تو اس قریشی سابی کو "قاتر العقل" کر دے، کسی طرح اس کو ناکارہ اور ناکام بنادے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آجیگی۔"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر تلووار سے وار کیا وہ قتل ہو گئی۔ واپس آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ نے فرمایا: وہی غزی تھی۔

﴿نبیؐ، ابو نعیم﴾

واقعی تاریخ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشجلی رضی اللہ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدیر میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ جس سواران کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا "بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب منات کے قریب پہنچے تو مجاور پر وہتوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیسے رحمت کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ہم منات کو توڑنے آئے ہیں۔ پر وہتوں نے کہا: "تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معاہدہ کر یہ سورت، کالی رنگت، منہ خصلت اور برہنہ حالت میں ایک عورت نکلی آہ و بکا اور شور و شیون کرتی ہوئی۔

سب سے بڑے پروہت نے کہا: "اے صاحب اختیار دیوتا منات! تو صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے، تو اپنے غیظ و غضب سے اپنے منانے والے کو منادے۔"

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو تلووار کا ہاتھ مارا، وہ نکلے ہو کر تڑپا پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو الشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے، آئندہ کبھی بھی اس کے لیے لائق نہیں ہے کہ حرم کی حدود میں جنگ و قتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحاب کلیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا۔ لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بار، دن کے ایک خاص حصے میں اکی گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے

دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا ہجرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ آپ بائی اور موروئی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کر لوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دو شہنشاہ اور بیچ شہنشاہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبہ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے قتل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ) یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔

میں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) اس وقت قریش مرچکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کر لیں گے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا: عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے ہجر کا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔

فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی، میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرمادی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے جھین لینے کے مترادف ہوگا۔

میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی، میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے جہنم فرماتے ہوئے پوچھا:

عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔ فوراً مجھے آپ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا، یہ سن کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں کو ایسا دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔  
﴿ابن سعد﴾

## غزوہ حنین میں معجزات کا ظہور

حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوا زن بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو

انہوں نے ہم پر سامنے سے حیر اندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکٹڑ گئے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی نگام ابوسفیان بن حارث ؓ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھا:

اَلَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ

اَلَا اِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ: "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عیاض بن حارث نضری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں مسیحی بھرتگریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پستکیں تو پھروہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

عبدالرحمن ام برم بن رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا: جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملہ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رکے کہ جتنی دیر میں چرواہا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے، ہم نے ان کے پاؤں اکھٹڑ دیے ہم نے ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید فخر پر تھا ہم نے یہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے چاروں طرف آس پاس سفید و حسین چہروں والے افراد تھے۔ انہوں نے ہم تعاقب کرنے والوں پر ایک خاص انداز سے نگاہ ڈالی اور بھڑکنا: "فَاخْبِتِ الْوُجُوْهُ اِذْ جَعَلُوْا" تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے حلقوم کو چمید رہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

﴿بیہقی، ابن مساکر﴾

کدورت محبت میں تبدیلی اور صحابہ کی عقیدت:

حضرت ابن المبارک ؓ، حضرت ابو بکر بنی ؓ سے انہوں نے عکرمہ ؓ سے اس طرح روایت کی کہ شبہ بن عثمان ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آگئی۔ ان دونوں کو حضرت علی ؓ اور سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ نے قتل کیا تھا۔ میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا پس میں نے ارادہ کر لیا کہ محمد ﷺ سے انتقام لوں گا۔

میں حنین سے میدان جنگ میں پہنچا۔ میری نظروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کر لیا مگر آپ کے قریب وہابی جانب مہاس ؓ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث ؓ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچا زاد برادر ہیں، ان کو بھی بچی اور چوری بھڑادی ہوگی۔ پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آ گیا کہ وہاں سے کموار کا وار بآسانی کر سکتا



تھا کہ معا ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ مہین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:

شعبہ! قریب آؤ میں آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جس سے تمام کمورت اور خصوصیت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ ﷺ کی شخصیت میرے لیے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شعبہ! مشرکین سے جہاد کرو۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو۔ شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب کے اس جذبہ اخلاص و محبت اور ایمان کو بیان کرنے کے لیے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شے سے اس کو تشبیہ دوں؟ پھر شعبہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا: ایک ناقد کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرور عالم ﷺ کے صحابہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار ﷺ سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین و انصار اس مرکز برکات و ذات والا صفات کی جانب کھینچے آرہے تھے، گویا مہتاب کی خلاء میں کو اکب و کبکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ۔ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آ کر جھوم کر یا پھر آپ ﷺ نے زمین پر سے ننگریاں لیں اور مشرکین بنو ثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا "ضاحِبُ الْوُجُوْهِ اَوْ جَعَلُوْا حَتَمَ لَا يَنْصُرُوْنَ"۔ پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔

﴿ابو القاسم بخوی، یحییٰ داؤد قمی، ابن عساکر﴾

### رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عطیہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے نبی کریم ﷺ سے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں باتیں کی تھیں اور پھر تمام صحابہ نے اپنے اپنے حصے میں آئے قیدیوں کو واپس کر دیا تھا۔ مگر ایک شخص نے قیدی کو نہیں لوٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو اس کا حصہ ضائع کر دے۔ پس وہ نو عمر و شیرازہ لڑکیوں اور نوجوان مضبوط غلاموں کے پاس سے گزرتا اور ان کو چھوڑتا گیا۔ اس کی نگاہ ایک سن رسیدہ بوڑھی عورت پر پڑی، اس نے کہا یہ عورت مجھے مطلوب ہے اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے، لوگ آئیں گے اور مناسب فدیہ دے کر لے جائیں گے۔

اس انتخاب پر عطیہ نے نعرہ بکبیر بلند کیا اور کہا عجیب رہا اس کا انتخاب۔ اس نے ایک ایسی ضعیف کو پسند کیا ہے جو نہ آنکھوں سے ٹھیک دیکھتی ہے نہ کانوں سے ہر آواز سنی ہے، اس کے منہ میں نہ دانت ہیں نہ ٹھوس جسم۔ بے چاری کا کوئی دلی وارث بھی نہ تھا۔ معزز گھرانہ بھی نہ تھا کہ قبیلہ کی عزت ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو بدو عادی تھی مجبوراً چند دن انتظار کے بعد اس بڑھیا کو آزاد کر دیا۔

﴿ابو نعیم﴾

## غزوہ تبوک میں معجزات کا ظہور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی بعد میں آکر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آرہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ جب وہ مزید آگے بڑھے، کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ وہ تو ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں، تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں یکے دو تنہا رہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو اسکی بار ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

### چشمہ میں برکت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا ہوگا۔ تو جو لوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ چشمہ پر پہنچے وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرہ انور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دی تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا، تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

﴿مسلم﴾

### کھانے میں بے پناہ برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بے تاب کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سواری اور بار برداری کے اونٹوں کو ذبح

کرنے کے لیے اجازت طلب کی گئی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! بچا ہوا سامان خور و نوش اور آذوقہ لوگوں سے جمع کرنا کہ اس میں ان کے لیے دعائے برکت فرمادیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمادے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دسترخوان طلب فرما کر پس خوردہ سامان خور و نوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ ہو کر ڈمیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو! چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے۔ دسترخوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ اشہدان لا الہ الا اللہ والہی رسول اللہ۔ پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار و شہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا۔

﴿مسلم﴾

### مشکیزہ گھی سے لبریز:

حضرت ابو خالد خزاعی یزید بن یحییٰ، محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی (رحمہم اللہ) سے انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ جب جنوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔

ایک روز میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا، پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے پکسل کر بکھا ہو جائے۔ میں آرام کیلئے ذرا دروازہ ہوا اور نیند آگئی، تھوڑے ہی وقت میں آنکھ کھل گئی۔ مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا، میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لایا۔ سرور کو میں ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عمرو اس کے دہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

﴿ابو نعیم﴾

### کھجوروں میں عظیم برکت:

واقعہ دی رشتہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جنوک میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ ساتویں شخص تھے، یعنی کل نفوس سات تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ہمیں کھانا کھلاؤ، پس انہوں نے دسترخوان بچھایا اور حیل سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور غیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور

سب شکر سیر ہو گئے، اس وقت میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اگر میں تمہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔ (یعنی قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہو گئیں۔)

دربار نبوت ﷺ میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔ اس موقع پر وہی اشخاص اور بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ حبشہ کے اندر ڈال کر خرے تلاش کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! بہت لگے گا، حبشہ کو دسترخوان پر الٹ دو، اور ذی العرش (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کہی کا اندیشہ نہ کرو۔ انہوں نے حبشہ کا منہ بچا کر کے بھٹکا دیا، کھجوریں کپڑے پر آگئیں۔ ان کی مقدار میرے انداز سے میں دودھ ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا: بسم اللہ کر کے شروع کرو، میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں، پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہو گئے، میرے خیال میں بارہ یا تیرہ افراد ہوں گے۔ اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کھانا کھائیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی حبشہ لائے۔ اندر کے خرے کھانے کے کپڑے پر الٹ دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بسم اللہ کرو، چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر حبشہ کے اندر بھر لیے، اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔ ﴿ابو نعیم﴾

### انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں غزوہ کیلئے روانہ ہوا تھا۔ اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہو گئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چٹ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جبکہ جبکہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہو گئے۔ راوی حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ رہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دوسرے درجہ کے بعد پھر تیسری بار خشکی لوگوں پر غالب آ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کیلئے روانہ فرمایا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے باتیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس عورت کو لے کر آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! پانی پیو، اور

اپنے اپنے برتن بعد کیلئے بھی بھرنے لگو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر دو۔“

﴿واقفی، ابو نعیم﴾

### بارانِ رحمت کا نزول:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حبش عسرت کی کیا کیفیت تھی، تو آپ نے فرمایا: ہم سخت گرمی کے موسم میں حبش کی طرف روانہ ہوئے، ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا کہ وہاں پر گرمی ہماری جان نکال لے گی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کیلئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے، ابھی دست مبارک نیچے نہ آنے پائے تھے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی، اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لیے۔

﴿ابو نعیم﴾

ابنِ حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نصرانیوں کے صلیب کی خبر سن کر حبش کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر وادیِ قریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے۔ سرد کوئین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اس باغ کی گھوڑوں کا تخمینہ لگاؤ۔ ہم نے تخمینہ لگایا، سرد کوئین رضی اللہ عنہا کا اندازہ دس دن تھا، اس عورت سے کہا: تم اپنی گھوڑوں کا ناپ تول کر لینا اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ ہم میدانِ حبش میں تھے کہ ایک روز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھینروں میں کھڑا نہ ہوا اور جس بجاہد کی تحویل میں کوئی جانور، اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیروں کو باندھ دے، چنانچہ آمد می آئی، اتفاق کہنے والا پرواہی کہ ایک شخص ٹھٹھا تھا، ہوا کے زور اور تھینروں نے اسے لے جا کر جیل طے کے پاس ڈال دیا۔ جب ہم واپسی کے وقت وادیِ قریٰ سے گزر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے مالکہ باغ سے دریافت کیا تمہاری گھوڑیں کتنی ہوئیں؟ اس نے بتا دیا: دس دن۔

﴿مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبش سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو میں سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دوستانہ دل بھیجا اور فرمایا: اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے اور دو صبح ہو جائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے، اکیدر شکار کرنے کیلئے گائے کا تعاقب کر رہا تھا، پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح غزوہ میں یہ چار اہم معجزات ظہور میں آئے۔

﴿بخاری﴾

☆☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری

حصہ اول ختم شد

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں

www.ahlehaq.org